حقیقتِ شرک

تصنیف

مولانا علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی مدظلہ

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے

حقیقتِ شرک

طبع دوم

توحید اسلام کا بُنیادی عقیدہ ہے اسے سمجھنے کیلئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے یہی اس کتاب کا موضوع ہے، نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رہے کہ: ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہو گے (بخاری شریف)

مؤلف

مولانا علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی مدظلہ

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸-اردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ۞ حقیقتِ شرک

تصنیف ۞ مولانا علامہ محمد یحیٰی انصاری اشرفی

تصحیح ونظر ثانی ۞ مولانا ابوسفیان۔ مولانا خدابخش

مطبع ۞ ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

الطبع الاوّل ۞ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ / مارچ ۲۰۰۲ء

ہدیہ ۞ -/66 روپے

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر Email:info@faridbookstall.com

ویب سائٹ Visit us at : www.faridbookstall.com

marfat.com

Marfat.com

فہرست

حقیقت شرک

- شرک کا بیان ___ 7
- بت پرستی کی ابتداء ___ 9
- مشرکین کے معبودانِ باطل (بت) ___ 12
  - لات ___ 12
  - عزیٰ ___ 13
  - منات ___ 13
- شرک کی تعریف ___ 14
- عبادت' اطاعت اور اتباع ___ 18
- ذاتی اور عطائی صفات ___ 21
  - اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ___ 21
  - بندوں کی عطائی صفات ___ 23

marfat.com
Marfat.com

- ذاتی اور عطائی علم غیب ____ 26
  - اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم غیب ____ 26
  - رسولوں کا عطائی علم غیب ____ 27
  - قرآن مجید کی ان مثالوں کا حاصل یہ ہے کہ ____ 29
  - اللہ، رسول کو ملانا ایمان ہے ____ 31
  - اللہ، رسول کو الگ کرنا کفر ہے ____ 35
- مشرکین کی حماقت ____ 37
  - شرک کی صورتیں ____ 38
  - مشرکین کا شرک ____ 40
- مومن اور مشرکین کا حال ____ 42
  - ریاکاری اور شرک ____ 43
  - ریا کے دنیوی نقصانات ____ 45
- ملکیت حقیقی اور ملکیت مجازی ____ 48
- عبادت اور استعانت ____ 56
  - لطیفہ ____ 58
  - غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے ____ 58
- اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور کارساز حقیقی ہے ____ 61
- مومنوں کے مددگار بہت ہیں ____ 74
- بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں ____ 87

marfat.com

Marfat.com

- وسیلہ ____ 109
- عبادت اور شرک کی جاہلانہ تشریح ____ 125
  - دور سے آواز سننا ____ 126
  - جنت میں حضور ﷺ کے آگے حضرت بلال کے جوتوں کی آواز ____ 129
  - ایک جسم کا آن واحد میں دوجگہ حاضر ہونا ____ 129
  - بحث نداء یارسول اللہ' یا نعرۂ یارسول اللہ ____ 130
  - پھولوں کا سہرا باندھنا ____ 136
  - یادگار منانا ____ 137
  - قبر پر جھاڑو دینا ____ 138
  - دن مقرر کرنا ____ 139
  - عبدالنبی' عبدالرسول نام رکھنا ____ 139
- بزرگ مقامات کا ادب ____ 142
- بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں ____ 150
- مشرک عورت و مرد سے شادی ____ 158
- غیراللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا حرام ہے ____ 160
- تعوذ کے برکات' فضائل اور اثرات ____ 170
  - تعوذ ____ 170
- صبح و شام پڑھنے کی دعائیں ____ 174
- شیطانی وسواس سے بچنے کی دعاء ____ 180
  - عمل ____ 181

marfat.com

Marfat.com

- نظر بد ـــــــ 182
- دعا تعویذ ـــــــ 186
  - تعویذ اور عمل ـــــــ 190
  - بچہ کے لیے تعویذ ـــــــ 190
  - شیطان صفت جنات سے بچنے کی دعا ـــــــ 191
  - جنوں سے حفاظت کی دعا ـــــــ 191
- جادو ـــــــ 193
  - جادو کی حقیقت ـــــــ 196
- جادو اور معجزہ ـــــــ 197
  - جادو سے بچنے کی دعاء ـــــــ 200
- جھاڑ پھونک، دم و عملیات ـــــــ 202
- فال گوئی ـــــــ 205
  - بدفالی اور بدشگونی ـــــــ 206
  - کاہن یا نجومی کی بات کو سچا ماننا کفر ہے ـــــــ 208
- منت (نذر) کا بیان ـــــــ 209
  - ناجائز منت (نذر) ـــــــ 211

marfat.com
Marfat.com

شرک کا بیان

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ: ۳)	اللہ تعالیٰ بری ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی۔
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الانعام: ۱۴)	ہرگز نہ بننا شرک کرنے والوں سے (اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا)
وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الانعام: ۱۰۶)	اور منہ پھیر لو مشرکوں کی طرف سے۔
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (لقمان: ۱۳)	کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔
اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (الانعام: ۲۱)	بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔
اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا۔ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا۔ (النساء: ۱۱۷)	یہ مشرک دیویوں کی عبادت کرتے ہیں اور سرکش شیطان کی عبادت کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا۔ (النساء: ٣٦)

اللہ کی عبادت کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔ (المائدہ: ٨٢)

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن، یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ (النساء: ١١٦)

اللہ کے ساتھ جو کسی کو شریک ٹھہرائے وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ (التوبہ: ٢٨)

بے شک مشرکین تو نرے ناپاک ہیں۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ۔ (الحج: ٣٠)

پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔ (الحج: ٣١)

اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ آسمان سے گرا ہو، پس اسے کسی پرندے نے اچک لیا ہو یا ہوا نے اُسے کسی دُور جگہ میں پھینک دیا ہو۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ (الذاریات: ٥١)

اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود۔ بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

بُت پرستی کی ابتداء

ان بُتوں کی حقیقت کیا تھی؟ عقل انسانی نے کیوں انہیں معبود یقین کر لیا---؟

صنم پرستی (بُت پرستی) کا رواج اہلِ تحقیق کے نزدیک دو طریقوں سے ہوا۔ پہلا طریقہ صابیین نے اختیار کیا------

ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اجرامِ سماوی (ستارے، چاند، سورج) بھی جاندار اور ذی رُوح ہیں اور ان کا تعلق اس عالمِ دُنیا سے بھی ہے---اس کائنات ارضی کے اندر جو مختلف اقسام کے تغیرات مثلاً ولادت، موت، صحت، بیماری، فتح، شکست، عزت، ذلت وغیرہ رُونما ہوتے ہیں---دراصل یہ اسی تعلق کی کرشمہ سازی ہے۔ جب ان کے ذہن میں یہ عقیدہ راسخ ہو گیا تو وہ ان کی عبادت کی طرف راغب ہوئے۔ لیکن یہ "اجرام" ان کی رسائی سے بالا تھے۔ ان میں سے بیشتر ان کی آنکھوں سے اوجھل تھے لہٰذا انہوں نے ان کے ناموں پر بُت بنا کر سامنے رکھ لیا، تاکہ ان کے ذکر و تصور کی رسائی وہاں تک ہو سکے۔ چنانچہ اس طرح بُت معرض وجود میں آئے اور پھر ان کی پوجا شروع ہو گئی۔ مذاہب باطلہ میں سے سب سے قدیم مذہب انہی صابیین کا ہے۔

اصنام پرستی کی ابتداء کے اسباب کے سلسلے میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ وہ یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں پانچ نیک آدمی تھے جو کہانت، شجاعت، قوتِ علم اور اخلاقِ حسنہ میں عام لوگوں کی سطح

marfat.com

Marfat.com

سے بت اُونچے تھے--- وُد، سواع، یغوث، یعوق، نسر------ یہ پانچوں حضرات بہت پارسا اور عبادت گزار تھے۔ لوگوں کو ان سے بہت محبت تھی۔ کیونکہ یہ لوگ انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد کی تلقین کرتے اور نیکی کی دعوت دیتے تھے۔ ان کے نورانی چہروں کو دیکھ کر اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر انہیں خدا کی یاد آتی تھی۔ جب وُد کا انتقال ہوگیا تو قوم بہت غمگین ہوئی حتیٰ کہ بہت سے لوگ اس کی قبر پر جا بیٹھے۔ یہ واقعہ بابل میں ہوا جو کوفہ سے متصل ایک شہر تھا۔ ایک دن ابلیس ان لوگوں کے پاس شکل انسانی میں آیا اور بولا کہ میں تمہارے لیے وُد کی تصویر بنائے دیتا ہوں، تم اسے دیکھ کر وُد کو یاد کرلیا کرو۔ لوگ بولے: ہاں ضرور۔ ابلیس نے وُد کا مجسمہ تیار کر دیا۔ لوگ اس مجسمہ کے آس پاس جمع ہوگئے۔ پھر باری باری سواع، یغوث، یعوق اور نسر چاروں فوت ہوگئے--- ابلیس ان کے مجسمے بھی بنا بنا کر ان لوگوں کو دیتا رہا۔ ان تصویروں کے وہی نام رکھے گئے جو اُن صالحین کے تھے۔ اس زمانہ میں اتنا ہی ہوا۔

جب یہ لوگ ختم ہوگئے اور ان کی اولاد کا زمانہ آیا تو ابلیس ان سے بولا کہ تمہارے باپ دادا ان تصویروں کو پوجتے تھے، تمہیں بھی ان کی تقلید کرنی چاہیے۔ چنانچہ یہ لوگ بھی تصویر کے پجاری بن گئے--- نوح علیہ السلام نے انہیں اس شرک سے باز رہنے کی تلقین کی مگر ان لوگوں نے آپ کی بات نہ مانی اور آپ کے سمجھانے کے باوجود وہ بُت پرستی سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا غضب، طوفان کی صورت میں نمودار ہوا اور انہیں اور ان کے بُتوں کو بہالے گیا------ اس طوفان سے صرف وہی لوگ بچے جو آپ کے سفینہ میں سوار تھے اور کامل ایمان رکھتے تھے۔ یہ تصاویر پانی میں بہہ کر جدہ پہنچ گئیں------

عرب میں بُت پرستی لانے اور پھیلانے والا ایک شخص تھا، جس کا نام عمرو بن لحی تھا۔ یہ شام کے علاقہ میں گیا، وہاں بہت بُت پرست دیکھے۔ ان سے ایک بُت عقیق کا لایا جسے ہبل کہتے تھے۔ اسے کعبہ معظمہ میں رکھ کر اس کی پرستش شروع کردی۔ عمرو بن لحی نے تین سو چالیس سال کی طویل عمر پائی۔ پانچ سو سال تک اس کے اور اس کی اولاد کے پاس کعبہ کی تولیت رہی۔ اس نے بُت پرستی کو رواج دینے میں اپنی پوری کوشش

marfat.com

Marfat.com

صرف کر دی۔ اس بد بخت نے کعبۃ اللہ کو بت خانہ بنادیا۔ عرب کے مختلف قبائل میں بت پرستی تیزی سے پھیلتی گئی----- عمرو بن لحی نے بحیرہ، سائبہ، حام وسیلہ، جانور بتوں کے نام پر چھوڑنے کا رواج عرب میں ڈالا----- علم الاصنام (بتوں کا علم) اصنام ہی کی طرح خرافات کا پلندہ اور توہمات و تخیلات کا مجموعہ ہے۔ جتنا اس کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اتنا ہی یہ الجھتا چلا جاتا ہے-----!

(تفسیر روح البیان، تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن)

marfat.com
Marfat.com

مشرکین کے معبودانِ باطل (بُت)

اگرچہ کفار عرب بے شمار بُتوں کی پوجا کیا کرتے تھے، (تین سو ساٹھ بُت تو صرف کعبے میں رکھے ہوئے تھے) مگر تین دیویوں کو جزیرۂ عرب میں بڑی کثرت سے پرستش ہوتی تھی۔ قربانی کے جانور لا کر اُن کے لیے ذبح کیے جاتے تھے اور نذرانوں کے ڈھیر لگتے تھے۔۔۔ قرآن مجید کی اس آیت میں ان تین دیویوں کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى۔	اے کفار! کبھی تم نے غور کیا لات و
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔	عزیٰ کے بارے میں اور مناۃ کے بارے میں
(النجم: ۱۹، ۲۰)	جو تیسری ہے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ لات قبیلہ ثقیف کا بُت تھا جس کا استھان طائف میں تھا بنو ثقیف اس کے بڑے معتقد تھے۔ جب ابرہہ کا لشکر کعبے کو گرانے کے قصد سے مکہ جاتے ہوئے طائف سے گزرا تو انہوں نے اسے رہبر مہیا کیے اور دیگر سہولتیں بہم پہنچائیں تاکہ وہ ان کے معبود لات کے استھان کو منہدم نہ کردے۔

لات: کا معنی جھکنا اور مڑنا ہے کیونکہ اس کے پرستار اس کے ارد گرد چکر لگایا کرتے، جھک جھک کر اس کو سجدے کیا کرتے اور آداب بجالایا کرتے تھے اس لیے اس کو لات کہا گیا۔ مشرکین لات کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

عزیٰ: سوق عکاظ کے قریب وادی نخلہ میں خراض نامی ایک بستی تھی، عزیٰ کا مندر اس جگہ تھا، بنو غطفان اس کی پوجا کیا کرتے تھے۔ بعض کے نزدیک یہ بنی شیبان کی دیوی تھی جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔ قریش اور دوسرے قبائل اس کی زیارت کے لیے آیا کرتے۔ قربانی کے جانور یہاں لا کر ذبح کرتے اور نذرانے چڑھاتے۔ دوسرے تمام بتوں سے زیادہ اس کی عزت و تکریم کی جاتی تھی اسی لیے عزیٰ کہا جاتا تھا۔۔۔

منات: اس کا مندر قدید کے مقام پر تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے ایک آبادی ہے۔ یثرب اور اوس و خزرج کے علاوہ بنو خزاعہ بھی اس کے بہت معتقد تھے۔ کعبہ کی طرح اس کا بھی حج کیا جاتا تھا، قربانی کے جانور بھی اس کے لیے ذبح کیے جاتے۔ حج کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد جو لوگ اس کا حج کرنا چاہتے وہ وہیں سے لبیک لبیک کے نعرے لگاتے ہوئے قدید کی طرف چل پڑتے۔۔۔۔۔

اگرچہ ان بتوں کے مخصوص مندر مختلف مقامات پر تھے لیکن انہی ناموں کے بت کعبے میں بھی رکھے ہوئے تھے اور دوسرے بتوں کے ساتھ ان کی وہاں بھی پوجاپاٹ کی جاتی تھی۔

ان بتوں کی پوجا کرنے والوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور یہ بت جنیات کا مسکن ہیں اور یہ جنیات بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ یہ بت فرشتوں کے ہیکل ہیں اور یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

marfat.com
Marfat.com

شرک کی تعریف

شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر خدا کو واجب الوجود اور اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، یا عبادت میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ خاصہ کو کسی بندے میں موجود ماننا شرک ہے۔ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ شرک کرنے والے کی کبھی بخشش و مغفرت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

واجب الوجود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم و ازلی یعنی ہمیشہ سے ہے اور باقی و ابدی (ہمیشہ رہنے والی) ہے۔ جس کو کبھی فنا نہیں۔ کسی نے اُس کو پیدا نہیں کیا بلکہ اُسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔ جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے موجود نہ تھیں بلکہ کسی کے پیدا کرنے سے وجود میں آئیں------ جو عالم (کائنات) میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا حادث ہونے میں شک کرے وہ کافر و مشرک ہے------ انبیاء و اولیاء، فرشتے... ساری مخلوق حادث ہے۔ اور طاقت و قدرت، اختیارات و تصرفات، علم... ساری صفات اللہ تعالیٰ کی عطائی یعنی دی ہوئی ہیں، ذاتی نہیں ہیں۔ مخلوق کی سب صفات محدود ہیں--- ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

marfat.com

Marfat.com

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ (البقرة: ۲۵۵)
کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذنِ خداوندی کے۔

قیامت کے دن تو وہی شفاعت کرے گا جسے اجازت ہوگی--- پتہ چلا کہ بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے' اور اذن کے ساتھ عین توحید ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کر سکتا ہے' شرک ہے۔ اور جب اذن الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم--- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (آل عمران: ۴۹)
اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باذن اللہ شفا دیتے ہیں اور مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ پس جہاں اذن الٰہی آ جائے تو شرک چلا جاتا ہے اور جہاں اذن چلا گیا توحید بھی گئی--- یہی اذن الٰہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا اصل معیار ہے۔

اب اگر کوئی' اولیاء اللہ کو باذن اللہ حاجت روا کہے تو شرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم کے بغیر انسان سانس تک نہیں لے سکتا اور نہ ہی پلک جھپکا سکتا ہے' ہونٹ بھی نہیں ہلا سکتا ہے--- اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم کے بغیر یہ امور انجام دے سکتا ہے تو بلاشبہ وہ مشرک ہو جائے گا۔

حدیث قدسی ہے' اللہ تعالیٰ اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس پر فرماتا ہے:

> "جب بندہ (فرائض کی تکمیل کے بعد) نوافل کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفت سمع' بصر اور قدرت کے انوار بندے کی سمع' بصر اور قدرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس طرح یہ مقرب بندہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نور سمع سے سنتا ہے' اُسی کے نور بصر سے دیکھتا ہے اور اُسی کے نور قدرت سے تصرف کرتا ہے۔"

یہ انسانیت کا کمال ہے کہ بندہ صفاتِ خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

کی صفت سمع کی تجلیاں اُس کی سمع میں چمکنے لگیں گی تو یہ ہر قریب وبعید کی آواز کو سن لے گا۔ یہ اُس کی ذاتی صفت نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی تجلّی کا ظل ہے، عکس ہے اور پرتو ہے۔ پرتو اور ظل غیر مستقل ہوتا ہے اور پرتو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل توحید تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قُرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ کا مشکل کشا ہونا ذاتی ہے اور بندے کا مشکل کشا ہونا عطائی ہے کیونکہ بندہ اگر کسی کی کوئی مشکل حل کرتا ہے یا حاجت پوری کرتا ہے تو اللہ کی دی ہوئی طاقت و اختیار سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ ہمارا یہ عقیدہ شرک کی تمام جڑوں کو کاٹنے والا ہے۔۔۔۔۔ اگر عین توحید کو شرک کہا جائے تو پھر اسلام کس کو کہا جائے گا؟

عقائد نسفی میں شرک کی تعریف ان لفظوں میں کی گئی ہے: "اثبات الشریک فی الالوھیہ" (یعنی معبود اور الٰہ ہونے میں کسی کو خدا کا شریک ماننا یہ شرک ہے۔) شرک کی اس تعریف سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ الوہیت میں خدا کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی الوہیت کسی کو عطا کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت نہیں دے سکتا، کیونکہ الوہیت مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہو سکتی۔ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو صفت الوہیت عطا فرما دی ہے، وہ مشرک اور ملحد ہے۔ مشرکین اور مومنین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کے لیے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور مومنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں۔۔۔

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی سے یہ کہنا کہ خدا اُوپر اور نیچے تم (یعنی جیسی قدرت آسمان پر خدا کی ہے ویسی ہی زمین پر تمہاری) یہ الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا ہے اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے سوا، کسی اور کے نام کا روزہ رکھنا اور اللہ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرنا شرک ہے---

جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کو پوجتے یا اللہ کے سوا کسی دوسرے کو بندگی کے قابل سمجھتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خدائی میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ مشرک ہیں جیسے ہندو جو بتوں اور مورتیوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور بتوں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں۔ یا عیسائی، یہودی اور پارسی وغیرہ جو دو یا تین خدا مانتے ہیں، اللہ کے لیے بیٹا اور بیوی ثابت کرتے ہیں، یہ سب مشرک ہیں--- جس طرح کسی مشرک کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، یونہی کسی مسلمان کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہنا گمراہی اور بددینی ہے، ان کے سایہ سے دُور رہنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک ٹھہرانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرح کسی دوسرے کے لیے کوئی صفت ثابت کرے۔ مثلاً سننا، دیکھنا وغیرہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر کسی کے دیئے ذاتی طور پر ثابت ہے، اسی طرح کسی دوسرے کے لیے سننا اور دیکھنا وغیرہ ذاتی طور پر مانے کہ بغیر اللہ کے دیئے اسے یہ صفتیں خود حاصل ہیں تو شرک ہے اور اگر کسی دوسرے کے لیے عطائی طور پر مانے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ صفتیں عطا کی ہیں تو شرک نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود انسان کے بارے میں فرمایا:

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔　　ہم نے انسان کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنے کی صورت یہ ہے کہ

- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو معبود جان کر عبادت کی غرض سے سجدہ کرنا،
- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام کا روزہ رکھنا،
- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر جانور ذبح کرنا۔

marfat.com

Marfat.com

عبادت، اطاعت اور اتباع

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ (النساء: ۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔

عبادت کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔ انتہائی عجز و نیاز کا نام عبادت ہے، کہ عابد اپنے کو معبود کا بندہ سمجھ کر اور معبود کو اپنا خالق سمجھ کر اس کے سامنے بندگی کرے یہ عبادت ہے------ کسی کو اپنے سے بڑا سمجھ کر اس کی فرماں برداری کرنا اطاعت ہے------ کسی کے نقش قدم پر چلنا اتباع ہے------ لہٰذا عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے، غیر خدا کی عبادت شرک ہے------ اطاعت: اللہ، رسول، عالم، سلطان، ماں باپ، سب کی ہو سکتی ہے۔ اتباع: اللہ تعالیٰ کی ناممکن ہے۔ شرعی اتباع صرف رسول یا قرآن کی ہو سکتی ہے، اسی لیے قرآن مجید میں عبادت کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور اطاعت کے ساتھ اللہ، رسول اور علماء وغیرہ کا بھی، فرماتا ہے: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور اتباع کے ساتھ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا قرآن کا فاتبعونی واتبعوا النور الذی انزل معہ--- خلاصہ یہ ہے کہ عبادت میں اپنی عبدیت اور معبود کی الوہیت کا اعتقاد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سجدہ عبادت ہے مگر فرشتوں کا حضرت آدم کو سجدہ عبادت نہ تھا۔ اسی طرح حضرت یعقوب کا جناب یوسف (علیہم السلام) کو سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ تعظیم

marfat.com

Marfat.com

تھی--- کام ایک ہے مگر اختلاف بہت ہے۔ ہمارے اسلام میں کسی بندے کو سجدۂ عبادت کرنا شرک ہے۔ سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے، شرک نہیں۔ کفر عام ہے، شرک خاص ہے۔ کسی اسلامی عقیدے کا انکار کفر ہے مگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے مثل سمجھنا شرک ہے--- کفر کا مقابل ایمان ہے۔ شرک کا مقابل توحید--- مدار نجات صرف توحید نہیں بلکہ ایمان ہے۔ یہاں شرک سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اصطلاح شریعت میں کسی کو الوہیت میں اللہ تعالیٰ کا حصہ دار یا مثل سمجھنا شرک ہے، خواہ اس طرح کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرح مستقل خالق مانے جیسے مجوسی، دو مستقل خالق مانتے ہیں، خالق خیر جسے یزداں کہتے ہیں اور خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔ یا کسی کو اللہ کا بندہ سمجھ کر اس کو الوہیت میں دخیل مانے، جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودی حضرت عزیر کو، یا مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کا بندہ مانتے ہوئے خدا کا بیٹا یا بیٹیاں مانتے تھے یا جیسے عام مشرکین اپنے جھوٹے معبودوں کو خدا کا بندہ مانتے ہوئے خدا تعالیٰ کو ان کا محتاج، دست نگر سمجھتے ہیں--- کہتے ہیں کہ اکیلا خدا اتنے بڑے عالم کے سارے کام نہیں کر سکتا یا خدائے تعالیٰ عالم کو پیدا کر کے تھک گیا ہے، اب اس میں دوسرے کاموں کی طاقت نہ رہی، دوسرے کام ہمارے یہ معبود چلا رہے ہیں، یہ شرک ہے------ شرک میں عقیدۂ مساوات ضروری ہے خواہ پوری پوری برابری مانی جائے یا کسی وصف الٰہی میں------ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار اپنے بتوں سے قیامت میں کہیں گے:

اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (الشعراء: ۹۸) — ہم بڑی غلطی میں تھے کہ تم کو رب کے برابر جانتے تھے۔

مومن--- فرشتوں، نبیوں، ولیوں کو بحکم پروردگار، عالم کا منتظم مانتا ہے، اس عقیدہ سے اس کے ایمان میں کوئی خلل نہیں آتا، کیونکہ وہ باذنِ الٰہی، محض بندہ سمجھ کر، رب کو غنی، بے نیاز اور اُن بندوں کو رب کا نیاز مند سمجھتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھتا ہے۔

ہر شخص پر اللہ کی عبادت ضروری ہے، کوئی شخص اس کی عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، خواہ کسی درجہ کا انسان ہو--- ہر شخص پر اس کی حیثیت کے مطابق عبادت لازم ہے۔ فقیر صرف بدنی عبادات کرے، امیر مالی بھی کرے-----

marfat.com

Marfat.com

عبادت ہر وقت وہ تعظیم ہے جو کسی کو الٰہ یا الٰہ کے مثل مان کر کی جائے۔ جب تک یہ عقیدہ نہ ہو تب تک کوئی تعظیم عبادت نہیں ہوتی۔ نبیوں اور ولیوں کی تعظیم اس لیے شرک نہیں ہو سکتی کہ کوئی انہیں معبود سمجھ کر تعظیم نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندے یقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی ان کی تعظیم ہوتی ہے۔ اگر تعظیم، احترام، چومنا اور ادب کرنا عبادت ہو تو کعبہ معظمہ پر غلاف چڑھانا کعبہ کی عبادت ہوئی، مقامِ ابراہیم پتھر پر غلاف چڑھانا اس پتھر کی عبادت ہوئی، حجر اسود کو چومنا حجر اسود کی عبادت ہوئی، والدین اور علماء کے ہاتھ چومنا ان کی عبادت ہوئی------

marfat.com
Marfat.com

ذاتی اور عطائی صفات

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ (بنی اسرائیل: ۱)	بے شک اللہ ہی سمیع و بصیر (سننے اور دیکھنے والا) ہے۔
اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا۔ (الزمر: ۴۲)	موت کے وقت اللہ ہی جانوں کو وفات دیتا ہے۔
يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔ (النور: ۴۵)	اللہ تعالیٰ خلق فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔
وَاَنَّهٗ يُحْيِي الْمَوْتٰى۔ (الحج: ۶)	اور بے شک اللہ ہی مُردے کو زندہ کرتا ہے اور کرے گا۔
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ (السجدۃ: ۴)	اللہ تعالیٰ کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک۔
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (آل عمران: ۱۸۹)	اللہ ہی کے لیے ہے زمین اور آسمانوں کی بادشاہت۔

marfat.com
Marfat.com

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ (آل عمران: ۱۰۹)
اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ۔ (النمل: ۴۰)
بے شک میرا رب غنی ہے کریم ہے۔

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ۔ (الشوریٰ: ۴۹)
اللہ جسے چاہے لڑکی عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکا عطا کرتا ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ (الانعام: ۵۷)
اللہ کے سوا نہ کوئی حاکم ہے اور نہ کسی کا حکم۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (البقرۃ: ۲۸۶)
تو ہمارا مولیٰ ہے لہٰذا کافروں پر ہماری مدد فرما۔

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (البقرۃ: ۲۷۵)
اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ (العنکبوت: ۲۲)
اللہ کے سوا تمہارا کوئی بھی یار و مددگار نہیں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (الحمد: ۱)
ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا رب ہے۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (آل عمران: ۱۸۰)
اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے۔

وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ۔ (سبا: ۲۱)
اور تمہارا رب ہر چیز کا محافظ اور نگہبان ہے۔

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ (البقرۃ: ۱۶۵)
بے شک ساری قوت اللہ کو ہی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ
بے شک اللہ تعالیٰ انسانوں پر نہایت

marfat.com
Marfat.com

رَّحِيۡمٌ۔ (البقرۃ: ۱۴۳)
مہربان بے حد رحم والا ہے۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ۔ (الانعام: ۱۱۵)
اس کی باتوں (قرآن کریم) کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے خوب سننے والا، خوب جاننے والا۔

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا۔ (الفرقان: ۶۳)
اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

بندوں کی عطائی صفات

فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًا ۢ بَصِيۡرًا۔ (الدھر: ۲)
ہم نے انسان کو سمیع و بصیر (سننے اور دیکھنے والا) بنایا ہے۔

يَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ۔ (السجدۃ: ۱۱)
تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـئَةِ الطَّيۡرِ۔ (المائدہ: ۱۱۰)
اور جب تم (عیسیٰ علیہ السلام) خلق کرتے تھے (بناتے تھے) مٹی سے پرندکی سی مورت۔

وَاُحۡىِ الۡمَوۡتٰى بِاِذۡنِ اللّٰهِ۔ (آل عمران: ۴۹)
اور میں (عیسیٰ علیہ السلام) مُردہ کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا۔ (النازعات: ۵)
(قسم ہے) اُن فرشتوں کی جو کام کی تدبیر کرتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ۔ (آل عمران: ۲۶)
اے محبوب! آپ یوں عرض کرو کہ اے اللہ تُو مالک الملک ہے جسے چاہے بادشاہت عطا کرے اور جس سے چاہے چھین لے۔

marfat.com
Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔ (التوبہ: ۱۱۱)

بے شک اللہ نے خرید لیا ہے مومنین سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلے میں۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۔ (الحاقہ: ۴۰)

بے شک یہ قرآن رسول کریم کے ساتھ خدا کی باتیں ہیں۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے متعلق قرآن ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ (مریم: ۱۹)

انہوں نے (حضرت مریم) سے فرمایا کہ میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ تجھے ایک ستھرا بیٹا عطا کروں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ (النساء: ۶۵)

اے محبوب! آپ کے رب کی قسم۔ وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ (التحریم: ۴)

بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور مومنین صالحین بھی ان کے مددگار ہیں اس کے بعد فرشتے بھی ان کی مدد پر ہیں۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ (الاعراف: ۱۵۷)

وہ رسول ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال فرمائے گا اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرے گا۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (المائدۃ: ۵۵)

تمہارا مددگار تو اللہ ہے، اور اس کا رسول اور مومنین صالحین ہیں۔

قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارشاد عزیز مصر کے متعلق نقل کیا:

اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ۔ (یوسف: ۲۳)

بے شک وہ میرا رب ہے اس نے اچھی طرح مجھے رکھا۔

marfat.com
Marfat.com

اَذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ۔ (یوسف: ۴۲)

تم (یوسف علیہ السلام کا رہا ہونے والا ساتھی) اپنے رب (عزیز مصر) کے پاس میرا تذکرہ کرنا۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ (الاعراف: ۱۲۸)

زمین اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔

اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ عَلِیْمٌ حَفِیْظٌ۔ (یوسف: ۵۵)

مجھے زمین کے خزانوں پر نگراں مقرر کر دے بے شک میں علیم ہوں حفیظ ہوں۔ (حضرت یوسف علیہ السلام)

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ۔ (التکویر: ۱۹،۲۰)

بے شک یہ (قرآن) عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے۔ مالک عرش کے حضور عزت والا ہے۔

(قوت کی نسبت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف بھی کی گئی ہے)

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (التوبہ: ۱۲۸)

(رسول پاک) ایمان والوں پر بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ۔ (الحجر: ۵۳)

انہوں نے (حضرت جبرئیل علیہ السلام نے) کہا کہ آپ (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) ڈریئے نہیں، ہم آپ کو ایک لڑکے (حضرت اسحٰق علیہ السلام) کی بشارت لائے ہیں جو علیم ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰی مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ۔ (النور: ۳۲)

اور تم نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا بھی۔

(اس آیت میں نہایت واضح طور پر عباد (بندوں) کی نسبت غیر خدا کی طرف کی گئی ہے۔ یہاں بندہ کے معنی خادم اور غلام کے ہیں)

marfat.com
Marfat.com

ذاتی اور عطائی علمِ غیب

اللہ تعالیٰ کا ذاتی علمِ غیب

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (الانعام: ۵۹)

اور غیب کی ساری کنجیاں اُسی کے پاس ہیں اُس کے سوا نہیں کوئی نہیں جانتا۔ وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری (زمین اور سمندر) میں ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (النمل: ۶۵)

غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے سوا اللہ کے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا۔ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ (لقمان: ۳۴)

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، وہی پانی برساتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا (کمائے گا) اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا اور بتانے والا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ (الانعام: ۵۰)

تم فرمادو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ غیب جان لیتا ہوں۔

رسولوں کا عطائی علمِ غیب

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (الجن: ۲۶، ۲۷)

غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(اللہ تعالیٰ اپنے خاص غیب پر پسندیدہ رسولوں کو پوری اطلاع دیتا ہے)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (التکویر: ۲۴)

اور یہ نبی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) غیب کی بات بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔

(اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو علمِ غیب عطا فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیب کو بتادیا یا ظاہر فرمادیا)

اِنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔ (آل عمران: ۴۹)

میں (عیسیٰ علیہ السلام) تمہارے پاس ایک نشانی لے کر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں وہ بچ پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے، اور میں اچھا کردیتا ہوں پیدائشی اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرکے رکھتے ہو۔

marfat.com

Marfat.com

لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ - (یوسف: ۳۷)

یوسف علیہ السلام نے (اپنے قید خانے کے دو ساتھیوں سے کہا) کہ جو کھانا تمہیں روزانہ ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس آنے نہ پائے گا کہ میں اس کی تعبیر (کہ اس کی مقدار کیا ہے، اس کا رنگ کیا ہے، اسے کون کھائے گا، کب کھائے گا وغیرہ، یہ ساری تفصیلات) اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں بتادوں گا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ - وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا - (النساء: ۱۱۳)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(اس میں علمِ غیب بھی شامل ہے کیونکہ سکھائے جانے سے پہلے حضور اسے بھی نہیں جانتے تھے)

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ - (النحل: ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(قرآن کے سارے علوم و اسرار رسول کو عطا کر دیئے گئے)

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ - (رحمٰن: ۱-۴)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا علم سکھایا یعنی جو ہو چکا اور جو ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ عطائے خداوندی ماضی اور مستقبل کی دونوں سمتوں میں غیب کا علم حاصل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ (الکوثر: ۱) بے شک ہم نے آپ کو کوثر (بے حساب و بے حد انعامات) عطا کیے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوتیت مَفَاتِيحَ خَزَائِنُ الْاَرْضِ۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔

قرآن مجید کی ان مثالوں کا حاصل یہ ہے کہ:

- دیکھنے اور سننے کی نسبت۔
- وفات دینے کی نسبت۔
- پیدا کرنے کی نسبت۔
- مُردے کو زندہ کرنے کی نسبت۔
- مدبر الامر ہونے کی نسبت۔
- بادشاہت کی نسب۔
- ملکیت کی نسبت۔
- کریم ہونے کی نسبت۔
- اولاد عطا کرنے کی نسبت۔
- حاکم ہونے کی نسبت۔
- مولیٰ ہونے کی نسبت۔
- حلال و حرام قرار دینے کی نسبت۔ (اللہ کی طرف بھی ہے اور بندے کی طرف بھی)
- مددگار ہونے کی نسبت۔
- رب ہونے کی نسبت۔
- زمین کا وارث ہونے کی نسبت۔
- محافظ اور نگہبان ہونے کی نسبت۔

marfat.com
Marfat.com

- رؤف و رحیم ہونے کی نسبت۔
- علیم (علم والا) ہونے کی نسبت۔
- عبد کہنے کی نسبت۔
- نعمت دینے کی نسبت۔
- عطا کرنے کی نسبت۔
- قوت کی نسبت۔
- غنی کرنے کی نسبت۔

اللہ تعالیٰ اور بندوں کی مشترکہ نسبتوں کے درمیان فرق نکالنے کے لیے اصولی بحث ذہن نشین فرمالیں تاکہ شرک کا وہم رفع ہو اور آیتوں کے مضامین کے درمیان جو بظاہر اختلاف نظر آرہا ہے وہ دُور ہو، کیونکہ دونوں طرح کے مضامین کی آیتیں برحق ہیں اور دونوں پر ہمارا ایمان ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز ائمہ تفسیر اور اکابرین امت کے اقوال کی روشنی میں اپنی مشہور کتاب "الامن والعلی" میں فرماتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ کی ساری صفات اس کی اپنی ذات سے ہیں، کسی کی عطا کردہ نہیں۔ وہ ازلی، ابدی اور لامحدود ہیں، ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، جبکہ بندوں کی ساری صفات اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہیں، محدود ہیں، حادث اور فانی ہیں۔"

صفاتی الفاظ کے اطلاق میں اگر ذاتی اور عطائی کا فرق ملحوظ نہ رکھا جائے تو عقیدے کی بحث تو الگ رہی، منہ سے الفاظ ہی نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر جہاں کسی کو آپ نے زندہ کہا، مشرک ہوئے۔ کسی کو ولی کہا، مشرک ہوئے۔ کسی کو مولانا کہا اور مشرک ہوئے۔ کسی کو حافظ کہا اور مشرک ہوئے۔ کسی کو بادشاہ کہا اور مشرک ہوئے۔ کسی کا نام حکیم، وکیل، سلام اور کریم رکھا اور مشرک ہوئے... کیونکہ ان سارے الفاظ کا اطلاق قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا ہے... لیکن... مشرک

marfat.com
Marfat.com

ہونے سے آپ صرف اس لیے بچ جاتے ہیں کہ بندوں کے اندر یہ ساری صفات آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں۔

اللہ، رسول کو ملانا ایمان ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (النساء: ۵۹)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب: ۷۱)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرماں برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی تفریق نہیں فرمائی ہے، ایک ساتھ دونوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا مومنین کو حکم دیا ہے۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (التوبہ: ۶۲)

اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

منافقین تنہائی میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر اپنی پاک باطنی اور نیک نیتی کو ثابت کرنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے۔ ایسی باتوں سے اللہ اور اُس کا رسول تو خوش نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر منافقین کے نفاق کو ظاہر فرمادیا اور ان کے تمام کاموں پر مطلع کردیا۔۔۔ حق تو یہ تھا کہ یہ لوگ محض اللہ اور اس کے رسول کی رضاجوئی کے لیے کوشاں رہتے۔۔۔ واللہ ورسولہ احق کی ترکیب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول کا ذکر کردیا جائے تو مشرک نہیں ہوگا، بلکہ یہ تو اہلِ ایمان کی نشانی ہے کہ اللہ

marfat.com
Marfat.com

تعالیٰ کی رضاجوئی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہر عمل میں پیش نظر رکھیں۔

مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا۔ (التوبہ: ۶۳)
جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی، تو اس کے لیے جہنم ہے، ہمیشہ اُس میں رہے گا۔

اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ۔ (التوبہ: ۷۴)
انہیں غنی کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے غنی کر دینے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے رسول کی طرف بھی۔ یہ کہنا یقیناً جائز ہے کہ اللہ، رسول نعمتیں دیتے ہیں اور غنی کر دیتے ہیں--- اللہ و رسول کی نعمتیں پا کر بے ایمان سرکش ہو جاتے ہیں۔

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔ (النساء: ۱۰۰)
اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا، پھر اُسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ رب کی عبادت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے، یہ شرک نہیں۔ ہجرت عبادت ہے جس میں الی اللہ ورسولہ فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے: "ومن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ"--- مکّہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنے کو ہجرت فرمایا گیا یعنی بیت اللہ کی زمین چھوڑ کر رسول اللہ کی زمین پر پہنچنا ہجرت ہے۔ اللہ کی طرف ہجرت کس طرح ممکن ہے؟ مکّہ معظمہ چھوڑ کر عرش اعظم پر پہنچنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مکّہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچنے کا حکم دیا گیا--- رسول کی طرف ہجرت کرنا ہی دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت ہو گا۔

علمِ دین سیکھنے، حج، جہاد، زیارتِ مدینہ منورہ، طلب رزق حلال کے لیے وطن چھوڑنا، یہ اللہ و رسول کی طرف ہجرت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔
(الحجرات: ۱)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

بعض صحابہ نے بقرعید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی۔ اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیتے تھے، ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور سے پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ: ۵۹)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اُس کے رسول نے انہیں عطا کیا۔

اس آیت میں عطا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے رسول کی طرف بھی۔ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ، رسول نے ہمیں ایمان دیا۔ اللہ، رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے حضور کے ذریعے دیتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ...... (الاحزاب: ۲۹)

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو......

معلوم ہوا کہ حضور کو اختیار کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو اختیار کرنا ہے، جسے حضور مل گئے اُسے ساری خدائی مل گئی۔ جو حضور سے دُور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دُور ہو گیا۔

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ: ۵۹)

اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر نعمت حضور دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا اور حضور کی عطا بغیر کسی قید کے مذکور ہوئی۔

عطا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

marfat.com
Marfat.com

طرف بھی، لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول نے ہمیں عطا کیا اور عطا کرتے ہیں---

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔ (الاحزاب: ۳۷)

اسے اللہ نے بھی نعمت دی اور اے محبوب! اسے تم نے بھی نعمت دی۔

ایک ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی فرمائی ہے۔

یقیناً اللہ، رسول ہمیں نعمتیں دیتے ہیں اور غنی کرتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔ (الاحزاب: ۳۶)

نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو، کہ جب حکم (فیصلہ) فرمادیں اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں۔ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی تفریق نہیں فرمائی ہے۔ حضور کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور کسی پر اس کی منکوحہ بیوی حرام کر دیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب کے لیے ہوا--- غرض یہ کہ حضور ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں--- حضور کا حکم خدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ۔ (التوبہ: ۹۴)

اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی کھلی اور چھپی سرگرمیوں کے دیکھنے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی ہے اور اپنے رسول کی طرف بھی--- حضور ہمارے ظاہرو باطن کے اعمال دیکھ رہے ہیں، کیونکہ یہاں عمل میں کوئی قید نہیں--- فرمایا کہ تمہارے سب چھپے کھلے کام اللہ، رسول دیکھیں گے۔ حضور کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا جائز ہے، یہ

marfat.com
Marfat.com

کہہ سکتے ہیں کہ اللہ، رسول نے چاہا تو یہ ہو گا---

اللہ، رسول کو الگ کرنا کفر ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ۔ (النساء: ۱۴۹)

وہ جو اللہ اور رسول کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسول کو جدا کر دیں۔

اس آیت نے بتایا کہ اللہ، رسول کی اطاعت اور احکام کو ملانا ایمان، بلکہ جانِ ایمان ہے اور اللہ سے رسول کی اطاعت اور احکام کو الگ سمجھنا کفر، بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لیمپ کی بتی کا نُور چمنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے، ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے۔ رب نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام ملایا کہ اوّل جزء میں اللہ اخیر میں آیا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) اور دوسرے جزء میں محمد اوّل--- تاکہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے---

غرض کہ اللہ، رسول کے ذکر، اطاعت اور احکام میں فرق پیدا کرنا کفر، اور فرق کو ختم کرتے ہوئے بیان کرنا ایمان ہے۔ جو سلسلہ وحی و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا، اُسے نہ تو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمال کا صحیح علم ہوتا ہے اور نہ اُسے عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہو سکتا ہے جو قُربِ الٰہی کا باعث ہو--- جب اللہ تعالیٰ کی صفاتِ تقدیس و کمال کو نہ پہچانا اور اس کی عبادت کے صحیح طریقوں کو نہ جانا تو اللہ کو کیا پہچانا---؟

اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور احکامات کو مانے اور رسول کی عظمت، اطاعت اور احکامات ماننے سے انکار کر دے، یا ہلکا اور غیر اہم جانے، یا رسول کی تعلیمات کو ناقص اور ناکافی سمجھے--- اور جو لوگ اللہ پر، اُس کی تمام صفات تقدس و کمال پر اور بلا استثناء اُس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اُن کے لیے اجر عظیم کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

marfat.com.
Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (النساء: ۱۵۲)	اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور انھوں نے ان میں سے کسی کے ایمان میں فرق نہیں کیا، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے اجر دے گا۔۔۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مشرکین کی حماقت

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ- سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ- (الانعام: ۱۰۰)

اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنایا، حالانکہ اللہ نے انہیں پیدا کیا اور گھڑ لیے اُس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں محض جہالت سے، پاک ہے وہ اور برتر ہے اُس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

مشرکین و کفار کی حماقت دیکھیے، اُنھوں نے جنات جیسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا جو کہ فرشتوں اور انسانوں سے نیچے ہیں۔ انسان اشرف الخلق ہے، اس کے بعد فرشتے۔ کفار و مشرکین نے جنوں کو اللہ کا شریک مان کر اس کی پرستش شروع کر دی حالانکہ اللہ تعالیٰ جنوں کا خالق ہے، جنات اُس کی مخلوق ہے۔ مخلوق، خالق کی شریک کیسے ہو سکتی ہے؟

مشرکین و کفار کی دوسری حماقت یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے لیے بیٹے بیٹیاں مانیں۔ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ بیٹے اور بیٹیاں اپنے باپ کی ہم جنس ہوتی ہیں۔ مخلوق، خالق کی ہم جنس کیسے ہو سکتی ہے---؟ اللہ تعالیٰ جنس و نوع سے پاک ہے، اولاد نسل کی بقا کے لیے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دائم باقی ہے، اُسے نسل کی کیا ضرورت؟

عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور بعض یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا

marfat.com
Marfat.com

بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں یقین کرتے تھے۔ نعوذ باللہ۔

شرک کی صورتیں

اسلام میں شرک کی صرف تین صورتیں ہیں:

(۱) یہ کہ عالم کے مستقل خالق و مالک دو مانے جائیں جیسے مجوسی خالق خیر اور خالق شر دو مستقل خالق مانتے ہیں' اسے شرک فی الذات سمجھ لو۔

(۲) یہ کہ بعض بندوں کا خدا سے وہ رشتہ مانا جائے جو ہم جنسیت چاہتا ہے۔ جیسے بیٹا ہونا' زوجہ ہونا' بھائی بھتیجہ بھانجہ ہونا وغیرہ۔ اس شرک میں یہودی' عیسائی اور عام مشرکین عرب مبتلا تھے کہ یہود و نصاریٰ حضرت عزیر و عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے تھے اور مشرکین عرب فرشتوں' ستاروں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے' اسے شرک فی الصفات کہا جاتا ہے۔

(۳) یہ کہ اللہ کے بعض بندوں کو رب تعالیٰ کا معاون مددگار مانا جائے کہ رب تعالیٰ ان کے بغیر کام چلا سکتا ہی نہیں، جیسے بعض مشرکین عرب اپنے بتوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ اسے شرک فی الافعال کہتے ہیں--- ان تین قسموں کے سوا اور کوئی چیز شرک کی نہیں۔ بندے کو رب کا مخلوق، مملوک، محبوب، مرزوق ماننا حق ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا۔ (النساء: ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ' اور بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہے' جس کو چاہتا ہے۔ اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ وہ گناہ عظیم کا ارتکاب کرتا ہے۔

علامہ ابو عبداللہ الانصاری القرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں شرک کے متعلق بہترین بحث کی ہے جس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ شرک کے تین درجے ہیں اور تینوں حرام ہیں:

(۱) اصلہ اعتقاد شریک یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی انسان'

marfat.com

Marfat.com

الله فی الوهیته وهو الشرك الاعظم وهو شرك الجاهلیه۔

جن، درخت و پتھر کو الٰہ (معبود) یقین کرنا یہی اعظم شرک ہے اور عہد جاہلیت کے مشرکین یہی شرک کیا کرتے تھے۔

(۲) ویلیه فی الرتبه اعتقاد شریك لله تعالی فی الفعل وهو من قال ان موجود ما غیر الله تعالی یستقل باحداث فعل و ایجاده وان لم یعتقد کونه الها۔

شرک کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ کسی کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ مستقل طور پر اور بالذات اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کام کر سکتا ہے اگرچہ اس شخص کو الٰہ (معبود) نہ مانتا ہو۔

(۳) ویلی هذه الرتبه الشرك اے فی العباده وهو الریاء۔

یعنی کسی کو عبادت میں شریک کرنا اور یہ ریاء ہے اور یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

اب آپ انصاف فرمائیے کہ کوئی مسلمان کسی کے متعلق خواہ ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو یہ اعتقاد رکھتا ہے---؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر وہ صاحبان جو مسلمان کو مشرک ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور وہ تمام آیات جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے حق میں نازل ہوئیں جن کے شرک کی کیفیت اوپر مذکور ہوئی، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ کیا انہیں اللہ کا خوف نہیں؟--- وہ ڈریں، کہیں ان کا شمار "یحرفون الکلم عن مواضعه" کے زمرہ میں نہ ہو۔

شرک کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد اب اس پر غور فرمائیے کہ شرک کیوں ظلم عظیم ہے اور کیوں اس جُرم کی بخشش نہیں ہوگی؟--- شرک اس قادر مطلق اور شہنشاہ کائنات کے خلاف بغاوت ہے، اس کی بادشاہی اور فرماں روائی میں کسی کو شریک کرنا، اُس کو حاکم اعلیٰ اور آمر مطلق تسلیم کرنے کے منافی ہے۔ ظاہری حکومتیں سنگین سے سنگین جرم کرنے والے کے لیے معافی کا دروازہ کھلا رکھتی ہیں، لیکن بغاوت کرنے

marfat.com
Marfat.com

والے کی گردن زدنی ہوا کرتی ہے۔ اگر کسی دنیوی حکمراں کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار اتنا بڑا جرم ہے تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس حقیقی بادشاہ، جو مالک بھی ہے اور خالق بھی، اُس کی الوہیت کا جو انکار کرے، یا اُس جیسا کسی کو سمجھے، اس سے بڑا جرم بھی کوئی اور ہو سکتا ہے؟۔۔۔ لیکن یہ اُس وقت اور اُسی وقت، جب اسی حالت کفر و شرک پر موت آجائے۔ اور اگر وہ شرک سے توبہ کر لے اور توحید کو دل و جان سے تسلیم کر لے تو اُس کی توبہ قبول ہوگی۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ گار مومن جو اپنے گناہوں سے توبہ کیے بغیر مرجائے تو اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی رحمت سے اُس کو بھی بخش دے۔

شرک چونکہ حکومت خداوندی سے صریح بغاوت کے مترادف ہے اس لیے اس کا مرتکب، یعنی مشرک عذاب دائمی میں مبتلا رہے گا، مشرک کی نجات کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس نے جنت کی نعمتوں کے قبول کرنے کی استعداد و صلاحیت ہی اپنے اندر باقی نہ رکھی۔ شرک وہ جُرم عظیم ہے جس کی بناء پر کوئی مشرک قابلِ مغفرت نہ ہوگا۔ ہاں شرک کو چھوڑ کر باقی ہر معصیت، مغفرت کی گنجائش رکھتی ہے اور جس کسی مسلمان فاسق و فاجر کے حق میں مشیت الٰہی ہوگی اُسے معافی مل جائے گی خواہ اس نے توبہ بھی نہ کی ہو۔۔۔

مشرکین کا شرک

مشرکین کا اپنے معبودوں کو وسیلہ جان کر پُوجنا شرک تھا محض وسیلہ جاننا شرک نہ تھا۔۔۔۔۔ قرآن پاک کی یہ آیت ہے کہ

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ (الزمر: ۳)

ہم ان چیزوں کو نہیں پوجا کرتے مگر اس لیے کہ ہم کو اللہ کے قریب کردیں۔

اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ بُت ان کے چھوٹے معبود ہیں اور ان کے ذریعہ اللہ کی خدائی چل رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کی بات دب کر ماننی پڑتی ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ سے ایسی نسبت ہے کہ جیسے وزیروں کو بادشاہ سے، کہ ان کی ناراضگی سے رب کی ربوبیت میں خلل پڑے گا اور ان میں الوہیت سمائی ہوئی ہے جیسے کہ گلاب کے پھول

marfat.com
Marfat.com

میں اس کی خوشبو، وہ یہ سب سمجھتے تھے کہ دُنیا کے بڑے بڑے کام رب کرتا ہے اور چھوٹے چھوٹے کام یہ کرتے ہیں، یہ سمجھ کر ان کی اطاعت و بندگی کرتے تھے۔ اسی لیے ان کو آلھہ یا شرکاء کہتے ہیں اور یہ سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے جیسے کہ آج کل ہندوستان کے ہندوؤں کا گنگا اور کالی اور مہادیو اور بھوانی وغیرہ کے متعلق یہی عقیدہ ہے------ الحمد للہ مسلمان کسی نبی، ولی کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مشرکین کا ان بُتوں کو وسیلہ جاننا ہی شرک تھا تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ بے شک بُتوں کو وسیلہ جاننا کفر ہے۔ لیکن پیغمبروں، اللہ کے مقبول بندوں کو وسیلہ جاننا اور اپنا شفیع ماننا ہرگز شرک نہیں--- اور یہ سمجھ کر ان کی اطاعت کرنا اسلام کے خلاف نہیں، کیونکہ ان معبودوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے تک پہنچنے کا وسیلہ نہ بنایا تھا۔ کفار فقط اپنی تجویز سے ان کو وسیلہ مانتے تھے، لہٰذا یہ کفر تھا۔

انبیاء اور نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ بنا کر بھیجا ہے، یہ انتخابِ الٰہی سے منتخب ہیں، لہٰذا ان کو وسیلہ جاننا عین ایمان ہے۔ جیسے کہ بادشاہ کی رعایا، بادشاہ کے مقرر کیے ہوئے حکام کو اپنا اپنا وسیلہ یا مددگار جانے۔ یہ بغاوت نہیں، بلکہ بادشاہ کی مرضی کے مطابق ہے----- لیکن اگر رعایا کسی کو خود اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے اس کو اپنا مددگار جانے، اب باغی ہوگئی کیونکہ شاہی انتخاب والوں کو چھوڑ کر اپنے انتخاب پر عمل کیا۔ دیکھو کعبہ معظمہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے لیکن اگر کوئی خود اپنی طرف سے کعبہ بنا لے اور اُدھر سجدہ کرنا شروع کر دے تو یقیناً وہ کافر ہے----- فرق کیا ہوا، یہ دونوں سجدے تو رب ہی کو کر رہے ہیں لیکن خود ساختہ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا کفر کیوں ہوا۔ اسی لیے کہ کعبہ معظمہ کا اللہ تعالیٰ نے انتخاب کیا تھا-----

marfat.com

Marfat.com

مومن اور مشرکین کا حال

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْہِ شُرَکَآءُ مُتَشٰکِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ۔ ھَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (الزمر: ۲۹)

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے۔ ایک غلام ہے جس میں کئی حصہ دار ہیں جو سخت بدخو ہیں۔ اور ایک غلام ہے جو ایک مالک کا ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے؟ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ مشرک اور موحد کا حال بیان کرنے کے لیے مثال ذکر فرماتا ہے۔ ایک غلام ہو جس کے کئی آقا (مالک) ہوں اور وہ آقا آپس میں ہر وقت برسرپیکار رہتے ہوں چنانچہ ایک آقا کچھ حکم دیتا ہو اور دوسرا اس کے برعکس حکم دیتا ہو' اس بے چارے غلام کی جان تو عذاب میں مبتلا ہو جائے گی' وہ ہر وقت پریشان اور خستہ حال رہے گا۔۔۔ ایک اور غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے' اب دونوں غلاموں کی حالت کا اندازہ کر لو اور خود فیصلہ کر لو کہ تمہارے لیے ایک خدا کا بندہ بننے میں آرام و راحت اور قلبی سکون ہے' یا بہت سے جھگڑالو خداؤں کا بندہ بننے میں؟۔۔۔ مومن ایک اللہ کا ماننے والا بندہ ہے' مشرک ہزاروں کا غلام۔۔۔ دو گھر کا مہمان بھوکا اور چند آقاؤں کا غلام پریشان رہتا ہے کہ کس کس کو راضی کرے اور اپنی حاجت کس سے کہے۔ ایک کا غلام مزے میں

marfat.com
Marfat.com

رہتا ہے ایسے ہی مومن، راحت میں ہے۔ کافر دُنیا میں بھی پریشان ہے آخرت میں بھی---

ریاکاری اور شرک

عمل کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے---

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (الکھف:۱۱۰)

پس جو شخص اُمید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی، تو اُسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو۔

عمل میں جہاں ریا آ گئی وہ عمل ضائع ہو گیا۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

فانی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صلى يراء ى فقد اشرك ومن صام يراء ى فقد اشرك ومن تصدق يراء ى فقد اشرك۔ (مشکوٰۃ)

جس نے ریاکاری سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری سے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری سے صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں انہیں شداد رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت شداد رونے لگے۔ رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی تھی جس نے مجھے رُلا دیا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اتخوف على امتى الشرك

مجھے اندیشہ ہے کہ میری امت شرک

marfat.com
Marfat.com

والشھوہ الخفیہ۔ اور شہوتِ خفیہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔

میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

الشرک امتک من بعدک۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شرک کرنے لگے گی؟

قال نعم اما انھم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولکن یراء ون باعمالھم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، لیکن وہ سورج چاند کی پوجا نہیں کریں گے اور نہ کسی پتھر اور بت کی عبادت کریں گے، بلکہ وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے کا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریاکاری) کو لوگوں میں مشہور کر دے گا اور اُس کو ذلیل و رُسوا کرے گا۔ (بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے (یعنی ریاکاری نہیں کرتا)۔ (ابن ماجہ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "اشعہ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ" میں فرماتے ہیں کہ جو کام دکھاوے کے لیے کرے شرک ہے--- خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں: جلی اور خفی--- بُت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریاکار جو کہ غیر خدا کے لیے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بُت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بُت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عبادت میں اخلاص نہایت ضروری ہے۔ ہر کام کا محرک اصلی محض رضائے الٰہی ہونا چاہیے۔ نمود و نمائش اور مخلوق کی نگاہوں میں اپنی شہرت کے لیے عمل کرنا بالاجماع حرام ہے، حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا۔۔۔ اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا کہ کچھ لوگوں کو جنّت کا حکم ہوگا، جب جنّت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنّت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے دیکھیں گے۔۔۔ پکارا جائے گا انہیں واپس کر دو۔ جنّت میں ان کے لیے کوئی حصّہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تُو نے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کر دیا ہوتا اور ہمیں تُو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیاء کے لیے جنّت میں مہیّا کیا ہے، نہ دکھایا ہوتا تو ہم پر آسان ہوتا۔۔۔ ارشاد فرمائے گا: ہمارا مقصد ہی یہ تھا۔۔۔ اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے۔ جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے۔ لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے۔ لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہ کی۔ لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے، میرے لیے نہ چھوڑے۔ لہٰذا آج تم کو عذاب چکھاؤں گا اور ثواب سے محروم رکھوں گا۔۔۔ (طبرانی)

جس کی نیت طلب آخرت ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں تمنا پیدا کر دے گا اور اس کی حاجتیں جمع کر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی۔ اور طلب دنیا جس کی نیت ہو اللہ تعالیٰ فقر و محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس کے کاموں کو متفرق کر دے گا اور ملے گا وہی جو اس کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ (ترمذی)

ریا کے دُنیوی نقصانات

ریا کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں بدترین صورت یہ ہے کہ دینی کاموں کو دُنیا

marfat.com
Marfat.com

حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ یعنی دنیاوی فائدوں کے لیے مذہبی رُوپ اختیار کر لیا جائے--- پہلی امتوں میں سزائے ریاکاروں کی صورتیں مسخ کر دی جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک شخص نے موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی کچھ زمانہ تک خدمت کی اور کسی مقام پر جا کر اس نے دُنیا کمانے کے لیے کچھ باتیں ان سے نقل کر کے بیان کرنا شروع کیں۔ چونکہ وہ باتیں موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی جانب منسوب کی گئی تھیں' اس لیے لوگوں کو ان کے سننے کا شوق ہوا اور اس سلسلے میں بکثرت لوگوں کی اس کے پاس آمدورفت ہونے لگی اور اتنے نذرانے پیش ہوئے کہ وہ دولت مند ہو گیا--- ادھر اس کو موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے تلاش کیا تو کچھ پتا معلوم نہ ہو سکا--- یہاں تک کہ ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا' اس کے ہاتھ میں خنزیر تھا اور خنزیر کی گردن میں کالی رسی۔ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اس خادم کو اس سے دریافت کیا تو وہ بولا کہ یہ خنزیر ہی تو وہ خادم ہے--- موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے میرے رب! اس کو اصلی حالت پر کر دے تاکہ میں اس سے دریافت کر سکوں کہ اس کی صورت مسخ کیوں کر دی گئی--- اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس کی صورت اس لیے مسخ کر دی گئی کہ یہ دین کے ذریعے دنیا طلب کرتا تھا--- چونکہ اس امت کو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے' اس لیے ریاکاری کی بنا پر اس کی صورتیں تو مسخ نہیں کی جاتیں لیکن ریاکاری کی بنا پر چہروں کی رونق اور نُور ختم ہو جاتا ہے' دل ضرور مسخ ہو جاتے ہیں اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی رفتہ رفتہ دینِ حق کی روشنی سے نکل کر کفر کی تاریکیوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ کوئی کام خواہ کتنا ہی نیک اور عمدہ ہو' اگر اس میں ریا' بناوٹ اور نمائش آجائے گی تو بارگاہ رب العالمین میں وہ قطعاً منظور نہیں ہو گا۔ وہاں تو وہی عمل مقبول ہوتا ہے جس سے فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہو۔ ریا سے بچنا بڑا مشکل کام ہے۔ نفس کی خواہشات اور شیطان کی وسوسہ اندازی سے محفوظ رہنا نصرتِ خداوندی ہی پر موقوف ہے' ہر کس و ناکس میں یہ ہمت و عزم کہاں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے رسول کریم نے ہماری کمزوریوں پر رحم فرماتے ہوئے ہمیں ایسا طریقہ

marfat.com

Marfat.com

بھی تعلیم کر دیا جس کے ذریعہ ہم شیطان کی شرانگیزی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ھو فیکم اخفی من دبیب النمل وسادلک علی شیء اذا فعلتہ اذھب عنک صغار الشرک وکبارہ تقول۔ اللھم انی اعوذبک من ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم تقولھا ثلاث مرات۔ (قرطبی)

شرک چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ تم میں مخفی ہوتا ہے۔ میں تمہیں ایک دُعا سکھاتا ہوں اگر تم یہ مانگو گے تو اس کی برکت سے چھوٹا اور بڑا ہر قسم کا شرک تم سے دُور ہو جائے گا۔ الفاظ یہ ہیں انہیں تین بار کہے: "اللھم انی اعوذبک من ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔" (اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ دانستہ شرک کروں اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس شرک سے جو نادانستہ مجھ سے سرزد ہو۔)

marfat.com
Marfat.com

ملکیت حقیقی اور ملکیت مجازی

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ (البقرۃ: ۲۸۴)
اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں اللہ ہی کی ملکیت اور اس کی مخلوق ہے' ان میں کسی کی شرکت نہیں۔ ہر چیز کا مالک حقیقی رب تعالیٰ ہے۔

بندوں کی ملکیت مجازی' عطائی اور فانی ہے--- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ۔ (التوبہ: ۴۱)
اپنے جان و مال سے جہاد کرو۔

اس میں جان و مال کو مسلمانوں کی چیز قرار دیا گیا۔ یعنی مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن مجازی مالک مخلوق بھی ہے۔ اسی طرح

لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔
زمین و آسمان کا غیب رب ہی کا ہے۔

یعنی علم حقیقی رب کے ساتھ خاص ہے اور عطائی و مجازی اس کے پیاروں یعنی خاص بندوں کو بھی حاصل ہے۔ جو لوگ اس آیت کی آڑ میں انبیائے کرام کے علم غیب عطائی کا بھی انکار کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ سورۂ بقر کی آیت سے مخلوق کی ملکیت کا بھی انکار کریں--- ہر چیز میں ذاتی اور عطائی کا فرق کرنا پڑے گا---

ہم اپنے گھر' جائیداد' موٹر کار' زمین' گھڑی' عینک' مال و دولت اور اپنے سامان

marfat.com

Marfat.com

کے مالک ہیں--- اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تمام جہان کا مالک و حاکم بنا دیا تھا۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔ (ص: ۳۶)

تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی، جہاں وہ چاہتا۔ (کنزالایمان)

پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرماں بردار بنا دیا۔ چلتی تھی آپ کے حسب الحکم آرام سے، جدھر آپ چاہتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ۔ (الانبیاء: ۸۱)

اور سلیمان کے لیے تیز ہوا مسخر کر دی (فرماں بردار بنا دیا) کہ اس کے حکم سے چلتی ہے۔

کرۂ ہوائی کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ فرمان کر دیا۔ ہواؤں کی رفتار آپ کے اختیار میں دے دی۔ یعنی آپ کا حکم ہوا پر بھی جاری تھا، آپ کے تخت کو ہوا اپنے کندھوں پر اٹھاتی اور جدھر آپ کی مرضی ہوتی ادھر کو لے اڑتی۔ اس کی تیز رفتاری کو دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے کہ صبح سے لے کر چاشت کے وقت (روز روشن، تقریباً دس بجے صبح) تک ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی۔ آپ کے وزراء اور امراء بھی آپ کے ساتھ ہوتے۔ صبح و شام آپ اپنے پایہ تخت سے ہوا میں اُڑتے ہوئے ایک ایک ماہ کی مسافت پر سیر فرماتے تھے۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت عام تھی، آپ جنات اور ہوا پر بھی حاکم تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ کہنا شرک نہیں کہ فلاں کے حکم سے کام ہوتا ہے۔ دیکھو رب نے فرمایا کہ سلیمان کے حکم سے ہوا چلتی تھی لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے حکم سے چاند پھٹا، سورج واپس ہوا، حضور کے حکم سے بارش ہوئی وغیرہ۔ یہ حکم عطائے خداوندی ہے۔ اللہ کے محبوب بندوں کا عالم پر راج ہے کہ وہ بہ عطائے الٰہی جو چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں مخلوق، رب کی ہیں، مملوک

marfat.com
Marfat.com

ان کی۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہاں کا مالک بنایا۔ فرماتا ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ اے محبوب! ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (الکوثر: ۱)

- کوثر، کثرت سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا زیادہ ہونا کہ اس کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔ (علامہ آلوسی)
- جو چیز تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو اسے کوثر کہتے ہیں۔ (علامہ قرطبی)
- کوثر سے مراد جنت کی وہ نہر ہے جس سے جنت کی ساری نہریں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرما دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے۔
- حوض کوثر اس حوض کا نام ہے جو میدان حشر میں ہوگا جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔ حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ تشریف فرما ہوں گے۔۔۔ جو شخص ان میں سے کسی کے ساتھ بغض رکھے گا اسے حوض کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔
- کوثر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور فیوض و برکات کی کثرت، قرآن کریم، دین اسلام، صحابہ کرام کی کثرت، رفع ذکر، امت شامل ہے۔
- امام جعفر صادق کے نزدیک کوثر سے مراد حضور کا نور ہے جس نے

marfat.com
Marfat.com

آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔

◀ مقام محمود: روز محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔

◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الکوثر کی تفسیر بیان کی ہے۔ "الخیر الکثیر۔" یعنی خیر کثیر۔

◀ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا: وہ بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے۔ ھو من الخیر الکثیر۔

◀ علامہ اسماعیل حقی "الکوثر" کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یعنی ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں کوثر میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمتوں سے مراد وہ علوم لدنیہ ہیں جو بغیر کسب کے محض فیضانِ الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

یہاں چند باتیں خیال رکھو--- ایک یہ کہ اس مضمون کو ان سے شروع فرمایا' کیونکہ کفار عرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ملکیت کے منکر تھے' جیسے آج بعض بدباطن منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور کے پاس کچھ نہیں۔ وہ کیا دیں گے رب سے مانگو۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہت کچھ دے دیا اور حضور لے چکے۔ تمام نبیوں' فرشتوں نے حضور ہی سے کمالات پائے۔ فرماتے ہیں: اللہ دیتا ہے اور ہم تقسیم کرتے ہیں۔ حضور کو یہ سب کچھ رب نے دیا' دنیا نے حضور سے لیا ہے دیا نہیں--- کوئی شخص حضور سے کچھ چھین نہیں سکتا کیونکہ یہ رب کا عطیہ ہے' سورج کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔ حضور تمام دنیا کے مالک ہیں کیونکہ تمام دنیا تھوڑی ہے اور جو دنیا حضور کو ملی وہ بہت زیادہ ہے۔ یہ دنیا تو حضور کی ملک کا ایک حصہ ہے۔

رب تعالیٰ نے دنیاوی سامان کو قلیل فرمایا۔ قل متاع الدنیا قلیل--- مگر جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے وہ کثیر نہیں' اکثر نہیں' کثار نہیں' بلکہ کوثر ہے۔ کوثر کے معنی ہیں بہت ہی زیادہ--- رب تعالیٰ اپنے لیے فرماتا ہے: وھو العلی العظیم۔ حضور کے لیے فرماتا ہے: وکان فضل اللہ علیک عظیما اور

marfat.com
Marfat.com

انک لعلی خلق عظیم۔ معلوم ہوا کہ رب کی عظمت اور حضور کی عظمت تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔۔۔!

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اللہ تعالیٰ سب ملکوں کا مالک ہے، جسے چاہے ملک و سلطنت عطا فرماتا ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (آل عمران: ۲۶)

(اے حبیب! یوں عرض کرو اے اللہ! اے مالک سب ملکوں کے! تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے، بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اور حضور کی وساطت سے ساری امت کو ایسے پاکیزہ کلمات کی تعلیم دے رہا ہے جس میں نہایت موثر اور دلکش اسلوب میں اس کی توحید اور اس کی عظیم قدرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حکومت دینے والا بھی وہی ہے اور چھیننے والا بھی وہی، جس کو چاہتا ہے دین و دنیا کی عزتوں سے سرفراز کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ کسی فرد و قوم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حکومت اور عزت کو اپنا پیدائشی حق سمجھنے لگے اور اس فریب میں مبتلا رہے کہ اس کے اعمال کتنے ہی سیاہ کیوں نہ ہوں، اس کا کردار کتنا ہی پست اور اس کی سیرت کتنی ہی داغدار کیوں نہ ہو، نہ اس سے حکومت چھینی جا سکتی ہے اور نہ اسے عزت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ سب کچھ اس مالک حقیقی کے دست قدرت میں ہے۔ وہ رب قدیر ہے، جس کی شانِ صمدیت و قدوسیت اور جس کی صفت علم و حکمت کے ساتھ رحمت و عدل کی ساری قدریں قائم اور باقی ہیں، اس کی سُنت یہ ہے کہ وہ جب کسی فرد یا قوم میں رحمت و عدل کے تقاضے پورا کرنے کی صلاحیت دیکھتا ہے تو اسے حکومت و عزت سے سرفراز فرما دیتا ہے اور جو فرد یا قوم اپنے عمل سے اپنے آپ کو اس نعمت کا

marfat.com
Marfat.com

نااہل ثابت کر دیتی ہے تو اسے ذلت و خواری کے گڑھے میں پھینک دیا جاتا ہے--- عالمِ اجسام کا نام اور عالمِ ارواح یا عالمِ انوار کا نام ملکوت ہے۔ اجسام پر ظاہری سلطنت بندوں کو عطا ہو جاتی ہے مگر عالمِ ارواح پر رب تعالیٰ کی سلطنت ہے یا ظاہری قوانین دیگر سلاطین بھی جاری کرتے ہیں مگر تکوینی قانون جیسے موت و حیات، خوش نصیبی، بد نصیبی، یہ رب تعالیٰ کے ہی ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: بیدہ ملکوت کل شیء---

اولیاء، انبیاء کا تکوینی امور میں تصرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اجازت سے ہے۔ یہ حضرات نائب کبریا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی، خالق، معبود حقیقی ہے، بندے صرف مالک مجازی و عطائی ہیں--- اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بندوں کو عطا کیا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔

(الانعام: ۵۷)

پھر ہم حکام کا حکم مانتے ہیں۔ ماں باپ، استاد، آفیسر، بڑے عہدے دار، سرپرست، سب کا بھی حکم مانتے ہیں--- آیت سے مراد حقیقی حکم ہے، مگر بندوں کے لیے یہ عطائے الٰہی---

حیات، سمع، بصر وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور یہ صفتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بخشی ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہے، کسی کو زندہ یا سمیع و بصیر یا موجود ماننا شرک نہیں ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھا کر بچا کر آتے ہو، میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔

وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔ اور تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔

(آل عمران: ۴۹)

معنی یہ ہیں کہ جو تم سب لوگ کھا کر آؤ یا کچھ سال اوروں کے لیے گندم لکڑی وغیرہ جمع کرو، وہ سب مجھ سے پوچھ لو۔ یا ہر شخص عمر میں جو کچھ کھائے گا یا جمع کرے گا

marfat.com

Marfat.com

آج ہی سب کچھ میں بتا سکتا ہوں یعنی ہر دانہ کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ کس کی قسمت کا ہے۔ اب بتاؤ ہمارے حضور کا علم کتنا ہے۔ یہ تمام علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر علم کے قطرے ہیں۔ معلوم ہوا کہ علمِ غیب، نبی کا معجزہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (آل عمران: ۴۹)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندں سی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے فوراً پرند ہو جاتی ہے۔۔۔ اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والوں کو۔۔۔ اور میں اللہ کے حکم سے مُردے جلاتا ہوں۔ (کنزالایمان)

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا کہ میری قمیص لے جاؤ، والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے چہرے پر ڈال دو، ان کی گئی ہوئی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ یہ ہے حضرات انبیائے کرام کی مشکل کشائی و حاجت روائی۔۔۔ ہر مسلمان نماز کی التحیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دُور سے پکارتا ہے اور سلام کرتا ہے۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح فرما کر انہیں پکارا۔۔۔ کعبہ معظمہ بنا کر قیامت تک پیدا ہونے والے کو پکارا کہ آؤ بیت اللہ کا حج کرو۔

آج غریب، امیروں کو... بیمار، حکیموں کو... مظلوم، حاکموں کو... دینی مدرسے والے چندہ دینے والوں کو حاجت روا بھی سمجھتے ہیں، مشکل کشا بھی۔ اگر مشرک کے یہ معنی ہوں تو کوئی مسلمان شرک سے نہ بچے گا۔

اللہ تعالیٰ غنی ہے "ان اللہ غنی عن العالمین" اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے "اللہ الصمد"... علم غیب، حاضر ناظر، مشکل کشائی، یہ تمام صفتیں ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ ان صفات میں کسی کا حاجت مند نہیں۔۔۔ بندہ نیاز مند اور حاجت مند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صفات بندوں کو عطا کی ہیں، بندے ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے حاجت مند ہیں۔ دیگر تمام صفات سمع، بصر، حیات (سننا، دیکھنا اور زندگی)

marfat.com
Marfat.com

وغیرہ کا یہی حال ہے۔ مشرکین عرب کا شرک یہ تھا کہ وہ اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرح خالق و مالک مانتے تھے۔ بعض اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا، بیٹی مانتے تھے۔ بعض اپنے معبودوں کا اللہ تعالیٰ کو حاجت مند سمجھتے تھے۔ غرضیکہ برابری کا خیال رکھتے تھے۔

شمس المفسرین بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جہاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے وہاں اس نے ظاہری اسباب بھی لگا دیئے ہیں اور باطنی اسباب بھی--- اسباب کا ترک نہ کرنا، ان کو استعمال کرنا شرک نہیں۔ اسباب کو موثر بالذات ماننا شرک ہے۔ بعض مادہ پرست موحد، زندوں کو رب، رزاق و ممیت سمجھنے کو شرک نہیں سمجھتے ہیں۔ شرک ہے تو زندہ مُردہ سب سے ہے۔ خدا کے لیے بالذات اور بندوں کے لیے بالعرض نسبت دو تو شرک نہیں۔"

کیا انسان کا مرتے ہی اہلِ دُنیا کو دیکھنا اور ان کی سننا ختم ہو جاتا ہے؟ حدیث میں ہے: قبروں کے پاس جاؤ تو "السلام علیکم یا اھل القبور" کہو۔ مُردے دیکھتے، سنتے نہیں ہیں تو سلام کیوں کہا گیا؟--- کیا دُور کی ارواح کو مخاطب کریں تو شرک نہیں ہوتا؟ غیب کی بات جاننا تو اللہ کی صفت ہے۔ شیطان بھی تو تمام لوگوں کے دل کی بات جانتا ہے، خواہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں، نزدیک ہوں یا دُور۔ شیطان کا غیب کی بات جاننا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اچھا جب غیب کی بات جاننا خاصہ الٰہی ہوا تو کیا پھر شیطان سے شرک جائز ہے؟ نعوذ باللہ۔ اللہ کا کام مطلق ہے، عام ہے، بالذات ہے۔ بندوں کا کام بقوہ اللہ ہے باذن اللہ ہے اور وہ بھی نہایت کمتر--- بندوں کو غیب کا جو علم ہوتا ہے وہ غیب اضافی ہے، مطلق علم غیب اللہ کے ساتھ خاص ہے---

اللہ کو اتنا چھوٹا کیوں سمجھ رکھا کہ ذرے میں دوسرے اس کے برابر ہو جاتے ہیں!

صاحبو! مسلمانوں کو کافر کہنے میں تم کو مزہ ملتا ہے، تم فوارۂ شرک و کفر کیوں بنے ہوئے ہو؟ (درس القرآن)

marfat.com
Marfat.com

عبادت اور استعانت

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ - (الفاتحہ: ۴)
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

عبادت کے معنی "اقصی غایہ الخضوع والتذلل" (یعنی حد درجہ کی عاجزی اور انکساری)--- مفسرین اس کی مثال سجدہ سے دیتے ہیں حالانکہ صرف سجدہ ہی عبادت نہیں، بلکہ حالتِ نماز میں تمام حرکات و سکنات عبادت ہیں۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، رکوع اور رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا، سجدہ اور اس کے بعد حالتِ التحیات میں دو زانو بیٹھنا، سلام کے لیے دائیں بائیں منہ پھیرنا یہ سب عبادت ہیں--- اگر عبادت صرف تذلل و انکسار کے آخری مرتبہ کا نام ہے اور یہ آخری مرتبہ سجدہ ہی ہے، تو کیا یہ باقی چیزیں عبادت نہیں---؟ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا--- اور اگر یہ ساری چیزیں مطلقاً عبادت ہیں تو اگر کوئی شاگرد اپنے اُستاد کے سامنے اور بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھتا ہے یا ان کے آنے پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہو گا کہ اس نے استاد، یا باپ کی عبادت کی اور ان کو اپنا معبود بنا لیا---! حاشا و کلا--- پھر وہ کون سی چیز ہے جو ان حرکات و سکنات کو اگر یہ نماز میں ہوں تو عبادت بنا دیتی ہے اور یوں کھڑے ہونے کو (ہاتھ باندھے یا کھولے ہوئے) اور اس طرح بیٹھنے کو اور دائیں بائیں منہ پھیرنے کو تذلل و انکسار کے آخری مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے۔ اور اگر یہی امور

marfat.com
Marfat.com

نماز سے خارج ہوں تو نہ ان میں غایتہ خضوع ہے اور نہ یہ عبادت متصور ہوتے ہیں۔
عبادت کا تعلق عقیدہ و نیت سے ہوتا ہے یعنی جس ذات کے سامنے آپ یہ افعال کر رہے ہیں اس کے متعلق آپ کا عقیدہ کیا ہے۔۔۔ اگر آپ اس کو اللہ اور معبود یقین کرتے ہیں تو یہ سب اعمال عبادت ہیں اور سب میں "غایتہ تذلل" و خضوع پایا جاتا ہے۔۔۔ لیکن اگر آپ اس کو عبد اور بندہ سمجھتے ہیں' نہ خدا' نہ خدا کا بیٹا' نہ اس کی بیوی' نہ اس کا اوتار' تو یہ اعمال عبادت نہیں کہلائیں گے۔ ہاں آپ ان کو احترام' اجلال اور تعظیم کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں جس کی عبادت شرعاً یا عقلاً درست ہو۔ سب سے بالاتر اور قوی تر وہ' سب کا خالق اور رب (اپنی تربیت سے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا) وہ' لطف و کرم کا پیہم پانی برسانے والا وہ' ہزار خطائیں کرے' لاکھوں جُرم کرے' اپنی رحمت سے معاف فرمانے والا وہ' اور قیامت کے دن ہر نیک و بد کی قسمت کا فیصلہ فرمانے والا وہ۔۔۔ تو اُسے چھوڑ کر انسان کسی غیر کی عبادت کرے تو آخر کیوں؟ بلکہ اس کے بغیر اور ہے ہی کون جو معبود اور اللہ ہو اور اس کی عبادت کی جائے۔۔۔؟ اسی لیے قرآن نے ہمیں یہی تعلیم دی اور یہ سبق سکھایا کہ "ایاک نعبد" (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کسی کی نہیں کرتے)
(تفسیر ضیاء القرآن)

عبادت کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کسی کو خالق یا خالق کا حصہ دار مان کر اس کی اطاعت کرنا۔ جب تک کہ یہ نیت نہ ہو تب تک اسے عبادت نہیں کہا جائے گا۔ اب بُت پرست' بُت کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور مسلمان کعبہ کے سامنے۔ وہاں بھی پتھر ہی ہیں۔۔۔ لیکن وہ مشرک ہے اور ہم موحد (اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننے والے)۔۔۔ ہندو اپنے دیوتاؤں رام چندر وغیرہ کو مانتا ہے' مسلمان نبیوں ولیوں کو۔ پھر کیا وجہ کہ وہ مشرک ہو گیا اور یہ اللہ کو ماننے والا رہا۔ فرق یہی ہے کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں حصہ دار مانتا ہے اور ہم ان کو اللہ کا خاص بندہ مانتے ہیں۔۔۔ بہرحال' عبادت میں یہ قید ہے کہ جس کی اطاعت کرے اس کو اپنا خالق مانے۔۔۔ عبادت بہت قسم کی ہے: نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج' بلکہ یوں سمجھو کہ جو جائز کام بھی رب کو راضی کرنے کی نیت سے کیا جائے وہ عبادت

marfat.com
Marfat.com

ہے، یہاں تک کہ آدمی رب کو راضی کرنے کے لیے اپنے بچوں کو پالے، یہ بھی عبادت ہے اور اس میں ثواب ملتا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

لطیفہ

ایک بزرگ، ابن سعود نجدی کے زمانہ میں مدینہ پاک حاضر ہوئے۔ روضہ مطہرہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے تھے کہ نجدی پولیس نے کہا کہ کیا تو نماز پڑھ رہا ہے، تو مشرک ہو گیا۔۔۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں سپاہی؟ وہ کہنے لگا کہ کسی کے سامنے نماز کی طرح کھڑا ہونا یعنی ہاتھ باندھ کر یہ اس کی عبادت ہے۔ بزرگ فرمانے لگے کہ کیسے کھڑا ہوں؟ وہ بولا کہ ہاتھ چھوڑ کر۔۔۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح کھڑا ہونا بھی مالکی نماز کا قیام ہے، پھر بھی نماز سے مشابہت تو رہی۔۔۔ اگر ناف کے نیچے ہاتھ باندھوں تو حنفی نماز ہے اور ناف کے اوپر باندھوں تو شافعی نماز، ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہوں تو مالکی نماز ہے۔۔۔ اب بتاؤ کیا کروں؟ وہ خاموش ہو گیا۔۔۔ بزرگ فرمانے لگے کہ کسی کام کا عبادت بننا یا نہ بننا نیت پر موقوف ہے۔

غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید، چالیس مستند احادیث اور ایک سو دس فقہی نصوص اور بزرگانِ دین کے اقوال سے سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے پر "**الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ**" تحریر فرمائی ہے جس میں ارشاد فرماتے ہیں:

> "مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان! کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے نہیں، اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین۔"

تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر

marfat.com
Marfat.com

ہے---والعیاذ باللہ--- صحابہ کرام نے حضور کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی، اس پر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں--- معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے تو پھر اوروں کا کیا ذکر---؟(الزبدۃ الزکیہ)

عالم، مرشد، ولی، یا قبر کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا یقیناً شرک ہے اور عزت، احترام اور تعظیم کی نیت سے سجدہ کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے--- حرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہو جاتا--- لہٰذا مسلمانوں کو کبیرہ گناہ کی وجہ سے کافر یا مشرک قرار دینا گمراہی اور بے دینی ہے۔ سجدۂ تعظیمی سابقہ شریعت میں جائز تھا لیکن شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حرام قرار دیا گیا--- شرک ہر نبی کی شریعت میں شرک ہوتا ہے۔ شرک کسی نبی کی شریعت میں جائز اور کسی نبی کی شریعت میں حرام نہیں ہو سکتا---

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

"ابطال شرک کے لیے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر حضرت یوسف علیہم الصلوۃ والسلام بھی دلیل کافی------ محال ہے کہ اللہ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اسے منسوخ بھی فرمائے۔ اور محال ہے کہ ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لیے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے۔"

(الزبدۃ الزکیہ)

سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتا۔ نہ کسی نبی کی شریعت میں کبھی جائز ہوا--- سجدۂ تحیت (سجدۂ تعظیمی) پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا، جیسے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا فضل و شرف ظاہر کرنے کے لیے سجدۂ تحیت (سجدۂ تعظیمی) کا حکم دیا گیا تھا۔

حضرت بحر العلوم محمد عبدالقدیر حسرتؔ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سجدہ غیر اللہ کو اسلام میں حرام کر دیا گیا۔ ہر گز اب کسی کو سجدہ نہیں

marfat.com
Marfat.com

ہو سکتا۔ نہ سجدۂ عبادت، نہ سجدۂ تعظیمی۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اگر میں سجدہ کی اجازت دیتا تو بیویوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔"

ظاہر ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ نہیں لیا، اس کی ممانعت کر دی تو دوسرا کیونکر سجدہ لے سکتا ہے۔ اب غیر اللہ کو سجدہ ہرگز درست نہیں۔ ممنوع ہے، حرام ہے اور مرتکب، عاصی ہے۔ (درس القرآن)

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ مالکِ حقیقی اور کارسازِ حقیقی ہے

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (الفاتحہ: ۴)　ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

یعنی جیسے ہم عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں اسی طرح مدد بھی صرف تجھ ہی سے طلب کرتے ہیں۔ تو ہی کارساز حقیقی ہے، تو ہی مالک حقیقی ہے۔ ہر کام میں، ہر حاجت میں تیرے سامنے ہی دست سوال دراز کرتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس عالمِ اسباب میں، اسباب سے قطع نظر کرلی جائے--- بیمار ہوئے تو علاج سے کنارہ کش، تلاش رزق کے وقت وسائل معاش سے دست بردار، حصول علم کے لیے صحبت استاد سے بیزار، اس طریقہ کار سے اسلام اور توحید کو کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ وہ جو شافی، رزاق اور حکیم ہے اسی نے ان نتائج کو ان اسباب سے وابستہ کردیا ہے، اسی نے ان اسباب میں تاثیر رکھی ہے۔ اب ان اسباب کی طرف رجوع استعانت بالغیر نہیں ہوگی۔ اسی طرح ان جملہ اسباب میں سب سے قوی تر اور اثر آفریں سبب دعا ہے---
حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا:

الدعاء یرد القضاء۔　کہ دُعا تو تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے۔

اور اس میں بھی کلام نہیں کہ محبوبانِ خدا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی عاجزانہ اور نیازمندانہ التجاؤں کو ضرور شرف قبولیت بخشے گا۔ چنانچہ حدیث قدسی جسے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

marfat.com
Marfat.com

مقبول بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

لان سالنی لاعطینہ ولان استعاذنی لاعیذنہ۔

اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو میں ضرور اُسے پناہ دوں گا۔

تو اب اگر کوئی شخص ان محبوبانِ الٰہی کی جناب میں، خصوصاً حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشود کے لیے التماس دعا کرتا ہے تو یہ بھی استعانت بالغیر اور شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے۔ ہاں اگر کسی ولی، شہید یا نبی کے متعلق کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ مستقل بالذات ہے اور خدا نہ چاہے تب بھی یہ کر سکتا ہے، تو یہ شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اسباب کا ترک نہ کرنا اور ان کا استعمال کرنا شرک نہیں بلکہ اسباب کو موثر بالذات ماننا شرک ہے۔ کسی کو حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ بھی عبادت کی ایک شاخ ہے۔ بت پرست، بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں کہ "کالی مائی تیری دُہائی" وغیرہ۔ اس لیے ان دونوں کو یعنی عبادت اور مدد کو جمع کیا گیا۔۔۔ اگر آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔۔۔ اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لیے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر، بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ دائی کی مدد سے پیدا ہوئے، ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی، استاد کی مدد سے علم سیکھا، مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری، اہلِ قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے، پھر غسال و درزی کی مدد سے غسل ملا اور کفن پہنا، مزدور کی مدد سے قبر کھدی، مسلمانوں کی مدد سے زیر خاک دفن ہوئے، پھر اہلِ قرابت کی مدد

marfat.com

Marfat.com

سے بعد میں ایصالِ ثواب ہوا۔۔۔ پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے۔۔۔!

احادیث کریمہ میں فرمایا گیا کہ فضل میرے رحم دل امتیوں کے پاس طلب کرو۔ ان کے سایہ میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ نیز فرمایا اپنی حاجتیں میرے رحم دل امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے، مرادیں پاؤ گے۔ (حاکم و طبرانی)

نیز ارشاد فرمایا میرے نرم دل امتیوں سے نیکی و احسان مانگو، ان کے سایہ عنایت میں آرام کرو گے۔ (حاکم فی مستدرک)

انصاف کی آنکھیں کہاں ہیں، ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نیک امتیوں سے استعانت کرنے، ان سے حاجتیں مانگنے، ان سے نیکی و احسان طلب کرنے کا حکم دیا اور امید بندھائی کہ وہ تمہاری حاجتیں بخندہ پیشانی روا کریں گے، ان سے رزق مانگو تو رزق پاؤ گے، مرادیں پاؤ گے، ان کے دامنِ رحمت میں چین کرو گے، ان کے سایہ عنایت میں عیش کرو گے۔

شرک کا عقیدہ یا معاملہ زندہ، مردہ، قریب، دور سب کے ساتھ ایک ہی ہوتا ہے۔ جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے شرک ہی ہوگا۔ اگر ایک کے لیے نہیں تو وہ دوسرے کے لیے بھی شرک نہیں ہو سکتا۔۔۔ کیا اللہ کا شریک مردے نہیں زندہ ہو سکتے ہیں، دور کے نہیں پاس کے ہو سکتے ہیں، انبیاء نہیں ہو سکتے، حکیم ہو سکتے ہیں، انسان نہیں فرشتے ہو سکتے ہیں؟۔۔۔ اللہ کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ جو بات جس اعتقاد کے ساتھ کسی پاس بیٹھے ہوئے زندہ آدمی سے شرک نہیں وہ اسی اعتقاد کی دور والے یا مردے سے بھی شرک نہیں ہو سکتی۔ اور جو بات شرک ہے وہ یقیناً ہر ایک سے شرک ہوگی۔ کسی زندہ کے پاس بیٹھ کر اسے قادر بالذات و مستقل بالذات جان کر مدد مانگنا یقیناً شرک ہے اور اسی عقیدہ کے ساتھ غائب، دور والے یا مردے سے مدد مانگنا بھی یقیناً شرک ہوگا۔

مدد طلب کرنے کی غرض بندوں سے ہوتی ہے تو حقیقت میں مدد اللہ تعالیٰ ہی سے [illegible]۔ [illegible] اللہ کے بندے [illegible] کی صفت ربوبیت کے مظہر ہیں۔ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

"رب العالمین" رزاق ہے' شافی الامراض ہے' لیکن اس نے ان تمام کاموں کے لیے دروازے مقرر کر دیئے ہیں' ان دروازوں پر جا کر مانگنا حقیقت میں رب ہی سے مانگنا ہے۔ شفا لینے یا علاج کروانے کے لیے ڈاکٹر کے ہاں جاتے ہیں۔ انصاف لینے حاکم کے ہاں پہنچتے ہیں۔ خدا کا رزق لینے کے لیے مال داروں کا دروازہ تلاش کرتے ہیں' وغیرہ وغیرہ۔

یوں سمجھو کہ پاور ہاؤس میں بجلی بنتی ہے' لیکن اس کی روشنی وہاں ملتی ہے جہاں اس کے بلب و ٹیوب لائٹ لگے ہوں۔ تو جو شخص بلب و ٹیوب لائٹ سے روشنی حاصل کرے وہ پاور ہاؤس کا مخالف نہیں۔

انبیاء' اولیاء سے امداد لینا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سے امداد لینا ہے' کیونکہ اس کی امداد دو طرح کی ہے: بالواسطہ' بلاواسطہ --- اللہ کے بندوں کی مدد رب کے فیضان کا واسطہ ہے۔ قرآن کریم نے غیر خدا سے امداد لینے کا خود حکم فرمایا۔ چنانچہ فرماتا ہے:

اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ (البقرۃ: ۴۵)　مسلمانو! مدد لو صبر و نماز سے۔

صبر و نماز بھی غیر خدا ہیں۔ نیز فرماتا ہے:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ۔ (محمد: ۷)　اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

رب تعالیٰ غنی ہو کر بندوں سے مدد طلب کرتا ہے --- تو اگر ہم محتاج بندے کسی بندے سے مدد مانگیں تو کیا بُرائی ہے --- ؟

نیز حضرت ذوالقرنین کا قول نقل فرماتا ہے:

اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ۔ (الکھف: ۹۵)　تم لوگ میری مدد کرو۔

اپنی قوم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ (الصف: ۱۴)　میرا مددگار کون ہے اللہ کی طرف۔

نیز قرآن مجید نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی - (المائدۃ: ۲) ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری پر۔

غرضیکہ قرآن مجید نے جگہ جگہ غیر خدا سے مدد لینے کا حکم فرمایا۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا نام ہے انصار--- جس کے معنی ہیں مددگار--- اگر غیر خدا سے مدد لینا شرک ہو تو یہ نام ہی مشرکانہ ہوا۔ حالانکہ انہیں یہ لقب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور قرآن کریم نے بھی ان کو اسی لقب سے یاد فرمایا۔ (تفسیر نعیمی)

دینی مدارس سب مسلمانوں کی مدد سے چل رہے ہیں--- انسان پیدائش سے قبر تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے--- حقیقی مدد اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور جہاں غیر خدا سے مدد لینے کا حکم ہے وہاں اسباب اور وسائل سے بالواسطہ مدد ہے۔ کارساز حقیقی اور مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔

عقیدہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا (عطائی) علم غیب ماننا شرک نہیں--- بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کی پیدائش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سارے حالات کی خبر دی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کے سارے حالات کا علم ہے اور یہ "علم غیب" ہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان لہ صفہ بھا یدرک ما سیکون فی الغیب۔ نبی کے لیے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے انبیاء، اولیاء کو نفع و نقصان پہنچانے پر قدرت ہے، ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک نہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے دوست و دشمن کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر

marfat.com

Marfat.com

سمجھنا شرک نہیں--- ہاں انبیاء' اولیاء' دوست اور دشمن کو ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قدرت کے بغیر نفع و نقصان پہنچانے پر قادر سمجھنا شرک ہے۔ یہ خیال کرنا کہ دوست و دشمن جو زندہ ہیں' نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں' ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہے۔ لیکن انبیاء' اولیاء اور دنیا سے انتقال کرنے والوں سے مدد حاصل کرنا اور نفع و نقصان پہنچانے پر قادر سمجھنا شرک ہے' اس طرح کا عقیدہ غلط ہے--- اس لیے کہ جو شرک ہے وہ بہرصورت شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ بہرصورت شرک نہیں۔ لہٰذا دوست و دشمن اور ظاہری زندوں کو اللہ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے نفع و نقصان پہنچانے پر قادر سمجھنا شرک نہیں تو انبیاء' اولیاء' جن کی زندگی حقیقی ہے ان کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھنا شرک نہیں--- اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قدرت کے بغیر ذاتی طور پر انبیاء' اولیاء اور ظاہری زندوں کو نفع و نقصان پر قادر سمجھنا شرک ہے۔

شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مسلمانوں کی مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دی۔ یہ مدد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تقریباً تین ہزار سال بعد کی۔ اب بھی اور ان شاء اللہ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی مدد سے کافر' مومن بنتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی مدد برحق ہے اور یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے' اللہ تعالیٰ کی خصوصی دی ہوئی یعنی عطا کردہ طاقت و قوت اور اختیارات سے عالم کا انتظام چلاتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا:

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔	اے مریم! میں تمہارے رب کا قاصد ہوں' آیا ہوں تاکہ تم کو پاک فرزند دوں۔

(مریم: ۱۹)

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل بیٹا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ روح القدس یعنی حضرت جبرئیل نے ان کی مدد فرمائی' لہٰذا انبیاء کی مدد برحق ہے' اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ جسے ان حضرات کی مدد نہ

marfat.com
Marfat.com

ملے وہ اللہ کی نعمت سے محروم ہے--- حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) فرماتے ہیں:

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢبِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ۔ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ۔ (المائدۃ: ۱۱۰)

اور جب مٹی سے پرند کی صورت میرے حکم سے بناتا، پھر اُس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتی اور تُو مادر زاد اندھے (پیدائشی اندھے) اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا۔ اور جب تُو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ۔ (السجدۃ: ۱۱)

فرما دو کہ تم کو ملک الموت وفات دیں گے جو تم پر مقرر کیے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل جاندار کو بے جان کرتے ہیں۔

رب تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتا ہے:

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ (الجمعہ: ۲)

ہمارے محبوب ان کو پاک فرماتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔

اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (التوبہ: ۷۴)

ان کو اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہر گندگی سے پاک بھی فرماتے ہیں اور فقیروں کو غنی بھی کرتے ہیں۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ (التوبہ: ۱۰۳)

آپ ان کے مالوں سے صدقہ وصول فرمایئے اور اس سے ان کو پاک فرما دیجئے۔

معلوم ہوا کہ وہ ہی عمل خدا کے یہاں قبول ہے جو بارگاہ رسالت میں منظور ہو جائے---

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ

اور کیا اچھا ہوتا کہ اگر وہ راضی ہوتے

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ۔ (التوبہ: ۵۹)

جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں کہ اللہ ہم کو کافی ہے اب ہم کو، اللہ اپنے فضل سے اور رسول دیں گے۔

معلوم ہوا کہ رسول علیہ السلام دیتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم کو رسول عزت دیتے ہیں، مال و اولاد دیتے ہیں تو صحیح ہے کیونکہ آیات نے بتا دیا، لیکن مقصد وہ ہی ہو گا کہ یہ حضرات حکومتِ الٰہیہ کے حکام ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کو دیا، یہ ہم کو دیتے ہیں۔ اسی طرح مصیبت کے وقت انبیائے کرام، اولیاء اللہ سے مدد مانگنا بھی اسی طرح ہوا جس طرح کہ بیماری اور مقدمہ میں ڈاکٹر اور وکیل سے مدد مانگی ہے۔

بزرگوں کے دم میں (پھونکنے میں) بڑی تاثیر ہے۔ رب تعالیٰ نے حضرت آدم کے جسم میں دم کے ذریعہ رُوح ڈالی۔ "ونفخت فیہ من روحی۔" عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرندوں میں دم کر کے ہی جان ڈالتے تھے۔ "فتنفخ فیھا۔" حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونک کر ہی عالم کو فنا کریں گے، دوبارہ پھونک کر مُردوں کو زندہ فرمائیں گے۔ "یوم ینفخ فی الصور۔" ہوا کا یہ حال ہے کہ آگ سے لگ کر گرم، برف سے لگ کر ٹھنڈی ہو جاتی ہے، پھولوں سے لگ کر مہک جاتی ہے۔ یوں ہی ہوا بزرگوں کے منہ سے نکلے تو مصیبتیں دفع کر دیتی ہے۔ جس زبان سے آیاتِ قرآنیہ یا دعا پڑھی جائے پھر اس میں سے ہوا یعنی ان کے منہ کی بھاپ نکلے تو وہ بھی شفا بخشتی ہے۔

اللہ کے مقبول بندے باذن الٰہی (اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا سے) دافع البلاء، مشکل کشاء، حاجت روا ہوتے ہیں۔ دیکھو اندھا پن، کوڑھ، بلا ہے مگر یہ بلائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام باذنِ الٰہی دفع فرما دیتے تھے۔ آبِ زمزم شفا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم شریف سے جاری ہوا۔ خاکِ مدینہ شفا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں سے پیدا شدہ پانی شفا تھا۔ "ارکض برجلک"...... حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی آنکھیں روشن کر دیں۔ "اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا"...... بلکہ حضرت مریم کا

marfat.com

Marfat.com

ہاتھ لگنے سے کھجور کے سوکھے ہوئے گھنے ہوئے ڈنڈ میں سبزی بھی آئی، پھل بھی جو فوراً پک گئے---

اللہ کے مقبول بندے عالمِ اجسام، عالمِ ارواح سب پر ہی راج کرتے ہیں اور باذنِ الٰہی تمام چیزیں ان کے زیر حکم ہوتی ہیں--- مدارج النبوۃ میں بہت سے ایسے واقعات لکھے ہیں جن میں حضور علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور علیہ السلام کی دعوت تھی، انہوں نے بکری ذبح کی۔ ان کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو ذبح کر دیا اور ذبح کر کے والد کے ڈر سے چھت پر بھاگ گیا۔ وہاں سے پاؤں پھسلا تو وہ بھی گر کر مر گیا۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے دونوں بچوں کی نعشوں کو چھپا دیا تاکہ دعوت میں حرج نہ ہو۔ جب کھانے پر سرکار تشریف لائے تو فرمایا کہ جابر اپنے بچوں کو بلاؤ ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر نے سارا واقعہ عرض کیا۔ تب حضور نے ان کو زندہ فرمایا اور ساتھ کھانا کھلایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک دعوت میں دسترخوان سے حضور علیہ السلام نے ہاتھ مبارک پونچھ لیا۔ اس کے بعد جب کبھی وہ دسترخوان میلا ہو جاتا تھا تو اس کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیتے تھے، وہ اس میں نہ جلتا تھا بلکہ صاف ہو جاتا تھا---

مثنوی شریف: ایک جگہ دعوت میں حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ بکری ذبح کی گئی۔ فرمایا کہ گوشت تو آپ لوگ کھالو مگر ہڈی نہ توڑنا۔ کھانا کھا کر ان ہڈیوں کو جمع فرما کر دُعا کی، وہ بکری دوبارہ زندہ ہو گئی۔ (مدارج فصلِ المعجزات) غرضیکہ جانوروں کو، انسانوں کو، پتھروں کو، لکڑیوں کو جان بخشی ہے، کنکروں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوایا۔ لکڑی فراق میں روئی--- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مُردہ انسانوں کو زندہ کیا، مگر حضور علیہ السلام نے ان بے جان چیزوں میں جان بخشی---

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم سے گلے سڑے مُردے کی خاک آنا فاناً جمع ہو کر جسم کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ یہ آپ کا تصرف عالمِ اجسام میں تھا اور فوراً عالمِ ارواح میں گئی ہوئی روح واپس آ کر اس جسم میں داخل ہو جاتی تھی جس سے مُردہ زندہ ہو جاتا

marfat.com
Marfat.com

تھا--- حضرت سلیمان کے حکم سے ہوا چلتی تھی- "تجری بامرہ"--- حضرت مریم کے ہاتھ لگنے سے کھجور کا خشک ڈنڈ ہرا ہو کر آنا فانا بار آور ہو گیا تھا--- رب فرماتا ہے:
"وھزی الیک بجذع النخلہ"--- جب ان انبیاء' اولیاء کے اختیار خدا داد کا یہ حال ہے تو سید الانبیاء کی قدرتوں کا کیا حال ہو گا---!

یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ کے بندے مُردے جلا دیتے ہیں' بیماروں کو شفا دیتے ہیں' بحکمِ الٰہی آئی ہوئی بلا ٹال دیتے ہیں--- اس میں شرک کی کوئی بات نہیں---

نبی کی نگاہ شے کی حقیقت بدل دیتی ہے- دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک مٹی کی حقیقت بدل کر اُسے چڑیا بنا دیتی تھی جس میں خون' گوشت' دانت وغیرہ سب کچھ ہوتے تھے--- جب حضرت مسیح کی پھونک مٹی کو چڑیا بنا سکتی ہے تو میرے حضور کی نگاہ مجھ جیسے گناہ گار کی حقیقت بدل سکتی ہے کہ ان کے کرم سے ہم بدکار' نیک کار بن جائیں- جب پارس پتھر' لوہے کو سونا بنا دیتا ہے' کیمیا سے تانبا' سونا' قلعی چاندی بن جاتی ہے تو محبوب کی نگاہ کسے کیا نہیں بنا سکتی---؟

اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعا سے یا ان کے معجزے و کرامات سے لوگوں کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے- دیکھو جن سڑے گلے مُردوں کو عیسیٰ علیہ السلام زندہ فرماتے تھے وہ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہو چکے تھے مگر آپ کے معجزے سے انہیں پھر عمر عطا ہوتی تھی--- لہٰذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات کو صحیح سلامت نکالا اور وہ لوگ بہت عرصہ زندہ رہے ہوں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں--- (تفسیر نعیمی)

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نبیوں سے مانگ سکتے ہیں' یہ شرک یا کفر نہیں ہے- دیکھو یہود نے دیدار الٰہی موسیٰ علیہ السلام سے مانگا اور قرآن کریم کا یکدم نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا---

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ	اے محبوب! اہلِ کتاب تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمانوں سے ایک کتاب اُتار دو- پس بے شک وہ موسیٰ سے

marfat.com
Marfat.com

ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ۔ (النساء: ۱۵۳)　بھی اس سے بڑا سوال کر چکے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو دکھا دو۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو شرک قرار نہ دیا۔ یہ نہ فرمایا کہ انہوں نے یہ نعمتیں براہ راست ہم سے کیوں نہ مانگیں، لہٰذا یہ مشرک ہو گئے۔ بلکہ دوسرے طریقے سے انہیں روکا گیا۔۔۔ حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور سے جنت مانگی، ایمان و عرفان مانگا۔۔۔ جب فرعونیوں پر خون، جوں، مینڈک وغیرہ کے عذاب آتے تھے تو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتے تھے:

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ۔ (الاعراف: ۱۳۴)　اے موسیٰ! اگر آپ نے ہم سے یہ عذاب دفع فرما دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے۔

دیکھو! موسیٰ علیہ السلام سے عذاب دفع کرنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ رب تعالیٰ بھی ان کے قول کو شرک قرار نہ دیتا تھا بلکہ ان سے عذاب دفع فرما دیتا تھا۔ فرماتا ہے: "فلما کشفنا عنهم العذاب"...... لہٰذا ہم بھی حضور سے ایمان، توفیق، دولت، اولاد مانگ سکتے ہیں، یہ چیزیں جنت سے بڑھ کر نہیں ہیں اس لیے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو امیروں، حاکموں، حکیموں سے ہر وقت چندہ، دوا مانگتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگنے کو شرک کہتے ہیں۔۔۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قدرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تمام حالات سے واقف ہیں، ہماری تمام باتوں کو دُور و نزدیک سے سنتے ہیں اور ہمارے کاموں کو ہر جگہ سے دیکھتے ہیں، بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔۔۔

(زرقانی جلد ۷، نورانی تعلیم مفتی جلال الدین احمد امجدی)

اعتقاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ذرہ ہل نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ کے

marfat.com
Marfat.com

دیئے بغیر کوئی ایک حبہ (دانہ) نہیں دے سکتا، ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا--- اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے- اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ انبیاء اولیاء کو وسیلہ بنانا اور مصیبت کے وقت پکارنا بلاشبہ جائز ہے--- جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعاء تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں:

یامحمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی لی- یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں منہ کرتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو-

اور بعض روایات میں ہے:

لتقضی لی یارسول اللہ- تاکہ حضور میری یہ حاجت پوری فرما دیں-

اس نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی، فوراً آنکھیں کھل گئیں---

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو بتائی- انہوں نے بعد نماز یوں ہی ندا کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضور کے وسیلے سے اس حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں- ان کی حاجت بھی پوری ہوئی- پھر علماء ہمیشہ اسے قضائے حاجت کے لیے لکھتے آئے- نیز حدیث میں ہے:

اذا ارادعونا فلیناد اعینونی یاعباداللہ- جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو یوں پکارے: میری مدد کرو اے اللہ کے بندو! (احکامِ شریعت)

عقیدہ: بزرگانِ دین، اولیاء اللہ کے عرس میں جانا، ان کے مزارات پر حاضری دینا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، فاتحہ پڑھنا، ایصالِ ثواب کی غرض سے خیرات کرنا

marfat.com
Marfat.com

اور غریبوں کو کھانا کھلانا وغیرہ سب جائز و مستحسن ہیں---ان تمام باتوں کو شرک و بدعت قرار دینا جہالت اور بے دینی ہے---

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں: عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے:

لعن اللہ زائرات القبور۔ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔

(فتاویٰ رضویہ)

marfat.com
Marfat.com

مومنوں کے مددگار بہت ہیں

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا۔ (النساء: ۷۵)

اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے۔
اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کے لیے مہربان مقرر فرمادیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے، اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے، اسی لیے مددگار بنانے کی دُعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دُعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال، یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔۔۔ اللہ نے ان کی دُعا قبول فرمائی۔ غازیانِ اسلام نے مکّہ فتح فرمایا۔ ان کمزوروں کو ظالموں سے چھڑایا۔

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ (التحریم: ۴)

اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

(کنزالایمان... امام احمد رضا فاضل بریلوی)

marfat.com

Marfat.com

یعنی اگر تم نے ہمارے نبی کی خدمت و مدد نہ کی تو ان کے مددگار بہت ہیں۔ ان کا مددگار خود اللہ تعالیٰ ہے، حضرت جبرئیل، نیک مسلمان اور سارے فرشتے ہیں۔ اگرچہ حضرت جبرئیل بھی فرشتوں میں داخل ہیں مگر چونکہ وہ فرشتوں کے سردار ہیں اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ ہوا۔۔۔ خیال رہے کہ نبی، مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں جیسے بادشاہ، رعایا کا مددگار، اور مومن، حضور کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے۔۔۔ لہٰذا اس آیت کی بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور مسلمانوں کے حاجت مند ہیں۔۔۔ رب فرماتا ہے: "ان تنصر اللہ ینصرکم"۔۔۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں کیونکہ اس آیت میں جبرئیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا۔۔۔

يَآيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الانفال: ۶۴)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ مخلوق پر اعتماد کرنا رب پر توکل کے خلاف نہیں کیونکہ فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور یہ مومنین کافی ہیں۔۔۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کو اللہ کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا شرک نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے (کہ اللہ رسول بھلا کرے) کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ اے نبی تمہیں اللہ اور یہ اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے پر نازل ہوئی۔۔۔ یہ ہی عبداللہ ابن عباس کا فرمان ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (النساء: ۶۴)

اور اگر جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

یعنی اے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ لوگ دنیا بھر کے قصور کر کے اور

marfat.com
Marfat.com

اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد نادم، شرمندہ و تائب ہو کر آپ کے حضور حاضر ہو جائیں مگر یہ حاضری سالانہ ہو، کیونکہ برابری کے خیال کی حاضری محرومی کا باعث ہے، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے ظلم و جُرم کی معافی مانگیں، کیونکہ ہم سے معافی مانگنے کے لیے دعائے مغفرت یعنی شفاعت فرمادیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں گے۔ ان کی توبہ قبول فرمالی جائے گی۔ گناہ کرنے اور ظلم کرنے کے بعد معافی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر جانا شرک نہیں بلکہ دعا کی قبولیت کا یہی ذریعہ ہے۔۔۔ ظلم سے مراد شرک و کفر، گناہ کبیرہ و صغیرہ، چھپے، کھلے، نئے پرانے سارے گناہ ہیں۔۔۔ قرآن کریم میں شرک و کفر کو بھی ظلم فرمایا ہے: "ان الشرک لظلم عظیم"۔۔۔ بڑے گناہوں کو بھی جیسے "ظالمی انفسھم" اور خطاء لغزش کو بھی جیسے "انی کنت من الظالمین"۔۔۔ یہاں ہر قسم کا جسمانی، قلبی، رُوحانی گناہ مراد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے کتنے ہی ظالم، بدکار، گناہگار و خطاکار کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو مایوس نہیں کرے گی، بلکہ ان کی توبہ قبول کرلی جائے گی اور ان بیگانوں کو اپنا بنایا جائے گا۔۔۔ حضور اکرم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ برکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی تک محدود نہیں بلکہ تاابد (قیامت تک) ہے، اہلِ دل اور اہلِ نظر ہر لمحہ اور ہر آن اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جسمانی حاضری تو یہ ہے کہ مجرم ان کے آستانہ عالیہ پر مدینہ منورہ پہنچ جائے۔ روحانی حاضری یہ ہے کہ اس ذات کریم کی طرف متوجہ ہو جائے، جواز نماز کے لیے کعبہ معظمہ تک پہنچ جانا ضروری نہیں۔ یہاں رہتے ہوئے بھی ادھر رخ کر دینے سے نماز جائز ہو جاتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ دل اور کعبہ توبہ ہیں۔ دل کا رخ جہاں سے اس طرف کر دو گے کام بن جائے گا۔ سورج کا نُور لینے کے لیے چوتھے آسمان پر پہنچ جانا لازم نہیں۔ جہاں بھی ہو اس کے ظل میں آجاؤ روشنی مل جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانِ قبولیت کے سورج ہیں۔ رب نے آپ ﷺ کو سراج منیر فرمایا، یعنی چمکانے والا سورج۔ جہاں بھی رہو ان کی نگاہ عنایت میں رہو، بیڑا پار ہو گا۔

imarfat.com

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جائے تو بھی حاضری میسر ہو جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر کوئی گناہ قابلِ معافی نہیں۔ معافی شفاعت سے ہے جیسا کہ "واستغفرلهم الرسول" سے معلوم ہوا--- ہماری دعا کے بغیر، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور دُعا سے ہماری بخشش ہو جائے، مگر یہ ناممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اور شفاعت کے بغیر، صرف ہماری دُعا سے بخشش ہو جائے--- قیامت کے دن سارے اعمال کی پیشی شفیع کی تلاش کے بعد ہو--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ تواب (توبہ قبول کرنے والا) بھی ہے، رحیم و مہربان بھی--- آپ ﷺ کے وسیلہ کے انکاری کے لیے رب تعالیٰ نہ تواب (توبہ قبول کرنے والا) اور نہ رحیم، بلکہ قہار و جبار ہے--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کے اعمال، اس کی حاضری سے خبردار ہیں، کسی سے بے خبر نہیں۔ اور کوئی شخص کہیں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل اختیار کرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں---

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے تین دن بعد ایک بدوی، قبر انور پر حاضر ہوا۔ قبر انور کی مٹی اپنے سر پر ڈالی اور بولا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے سن لیا اور ہم نے قرآن کی یہ آیت پڑھ لی۔ "ولو انهم اذ ظلموا..." الخ۔ ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔ حضور شفاعت فرمائیں کہ رب تعالیٰ مجھے بخش دے۔ قبر انور سے آواز آئی کہ تیری بخشش ہو گئی۔ (فنودی من القبر انه قد غفرلک) (تفسیر مدارک و خزائن)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجات عرض کرنے کے لیے اس کے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی "جاوک" میں داخل ہے اور زمانہ صحابہ میں مروج تھا، مقبولانِ خدا کو "یا" کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ رب کے مقبول بندے بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں، ان کی دعا سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ (خزائن العرفان)

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام اور مسلمانوں سے دوستی کرنی چاہیے، یہی ایمان والوں کے مددگار ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی مدد اور دوستی تمام کے مقابلہ میں کافی ہے۔۔۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اسلام کی لذت وہ ہی پا سکتا ہے جو اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے عداوت کرے یعنی اللہ والوں سے محبت کرے اور دین کے دشمنوں سے علیحدہ رہے۔۔۔ صحابہ و اہلِ بیت عظام، اولیاء اللہ، مشائخ عظام و علمائے کرام کی محبت اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ یہ حضرات مومن اور مومنوں کے سردار ہیں۔ اسی کو سورۂ فاتحہ میں فرمایا گیا:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ (الفاتحہ: ٦) — خدا ہم کو ان کے راستہ پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔

اور حقیقت میں مسلمانوں یا اولیائے کرام سے محبت رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے لیے ہے۔ یہ حضرات رسول اللہ کو پانے کے دروازے ہیں۔ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم۔ (شان حبیب الرحمٰن)

قرآن کریم فرماتا ہے:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔ (العنکبوت: ٢٢) — وہاں کوئی کسی کا نہ ولی ہے نہ مددگار۔

اس آیت میں کفار کا ذکر ہے۔ واقعی کافروں کا نہ کوئی مددگار ہوگا نہ شفیع۔ مومنوں کے لیے سب مددگار اور شفیع ہوں گے۔۔۔

اور فرماتا ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۔ (طٰہٰ: ١٠٩) — اُس دن کوئی سفارش نفع نہ دے گی سوائے اس شخص کی شفاعت کے، جسے رحمٰن نے اجازت دی اور اس کے قول کو پسند فرمایا ہو۔

یعنی قیامت کے روز یہ نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا اٹھ کر شفاعت کرنے لگے گا، بلکہ اس روز وہی شخص شفاعت کرنے کی جرأت کرے گا جسے پہلے بارگاہ رب العزت

marfat.com
Marfat.com

سے اس کا اذن (اجازت) مل چکا ہو گا جیسے انبیاء' اولیاء صالحین... وغیرہم --- اور ان ہی کے حق میں شفاعت کی جائے گی جن کا کلمۂ شہادت عنداللہ مقبول ہو (یعنی اللہ کے نزدیک اس کا ایمان ٹھیک ہو۔) اور جو بے ایمان ہو کر مرے گا اس کے لیے کوئی شفاعت نہیں ---

اور فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (الاحزاب: ٦)	نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اگر شہ رگ کٹ گئی تو موت آگئی اور جان نکل گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اللہ سے کوئی شخص اپنے کو قریب نہ جانے تو ایمان ختم ہو گیا اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کو قریب نہ جانے تو بھی بے دین ہوا۔ جان نکل کر جسم کو چھوڑ دیتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مرنے کے بعد بھی نہیں چھوڑتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے بھی ہو گی۔ رب کے مقابلہ کی مدد اور ہے اور اس کی اجازت سے اس کے محبوبوں کی مدد کچھ اور ---

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غیر اللہ یعنی اپنے حواریوں سے مدد طلب کی اور اپنے حواریوں سے خطاب فرمایا کہ میرا مددگار کون ہے؟

قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ (الصف: ١٤)	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: کون ہے جو مدد کرے میری طرف اللہ کے دین میں' حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے۔

بوقتِ مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ المائدۃ: ٢)	مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کے اور تقویٰ کے اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے۔

marfat.com

Marfat.com

اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کا حکم دیا گیا۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔　اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ (محمد: ۷)

اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے میثاق کے دن ارواحِ انبیاء سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا:

لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ۔　کہ تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ (آل عمران: ۸۱)

معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کا میثاق کے دن سے حکم ہے۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ (البقرۃ: ۴۵)　مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ۔

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ نماز اور صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔ (المائدۃ: ۵۵)　یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

فرماتا ہے: "والمومنون والمومنت بعضھم اولیاء بعض۔" دوسری جگہ فرماتا ہے: "نحن اولیئکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرہ۔" معلوم ہوا کہ رب تمہارا بھی مددگار اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے۔ مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار، اور یہ بالعرض---

موسیٰ علیہ السلام کو جب تبلیغ کے لیے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا:

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ　خدایا! میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر

marfat.com
Marfat.com

هَارُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ۔ کر دے، میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کر دے۔ (طٰہٰ: ۲۹، ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کا سہارا کیوں لیا؟ کیا میں کافی نہیں؟ بلکہ ان کی درخواست منظور فرمالی--- معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سنت انبیاء ہے---

ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا:

سل فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنه قال او غیر ذلک قلت هوذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرہ السجود۔

کچھ مانگ لو۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جنّت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا: کچھ اور مانگنا ہے؟ میں نے کہا: صرف یہی۔ فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنّت مانگی۔ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنّت مانگی، تم مشرک ہو گئے، بلکہ فرمایا: وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو--- یہ غیراللہ سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی فرماتے ہیں: "اعنی۔" اے ربیعہ! تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو--- یہ بھی غیراللہ سے طلب مدد ہے--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے سکتے ہیں کیونکہ دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصّہ ہے۔ اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو--- خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رہے اور تین سو سال تک رہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کعبہ پاک ہوا۔ رب تعالیٰ نے بتا دیا کہ جب میرا گھر کعبہ بغیر میرے محبوب کی امداد کے پاک نہیں ہو سکتا تو تمہارا بھی دل ان کی نظر کرم کے بغیر پاک نہیں ہو سکتا---

"اشعۃ اللمعات" باب زیارتِ قبور میں ہے، امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم

marfat.com

Marfat.com

کی قبر قبولیت دعا کے لیے آزمودہ تریاق ہے۔ "قبر موسی کاظم تریاق مجرب لاجابه الدعا"۔۔۔ اور امام محمد غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔ "من یستمد فی حیاته یستمد بعد وفاته۔" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیائے کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کو اختلاف نہیں۔۔۔

حصن حصین میں ہے:

وان اراد عونا فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني۔

جب مدد لینا چاہے تو کہے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ (بندوں سے فرشتے، مسلمان، جن، رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں)

عالم آخرت میں بھی انبیاء اور اولیاء سے فائدہ ہو گا۔ انبیاء اور اولیاء آخرت میں بھی مدد فرمائیں گے۔ ہول محشر سے بڑھ کر تو کوئی قیامت نہیں ہوگی اور اُس وقت تمام لوگوں کی نظریں شفاعت کرنے والے کو تلاش کریں گی۔ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے کہ آپ ابوالبشر آدم ہیں، آپ ہماری شفاعت کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام غیر کی راہ دکھائیں گے اور فرمائیں گے: "نفسی نفسی، اذهبوا الی غیری۔" سب لوگ آدم علیہ السلام کی راہنمائی میں حضرت نوح علیہ السلام کے پاس، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، ہر نبی یہی کہیں گے: "اذهبوا الی غیری۔" (دوسرے کے پاس جاؤ)۔۔۔ سب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔۔۔ انبیاء علیہم السلام کے "نفسی نفسی" کہنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کام کے لیے امام الانبیاء موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: "انا لها" کہ اس کام کے لیے تو میں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں سر جھکا دیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

marfat.com
Marfat.com

رُوح کو بھیجا کرتا تھا)

وھذہ دولہ الاشباہ قد حضرت
وامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

(اب تو میں خود بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں۔ دست پاک نکالیے تاکہ میں بوسہ دے کر دل کی حسرت پوری کر سکوں)

دست مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا۔ ہزاروں آدمیوں نے اس کو دیکھا۔ اس واقعہ کو علامہ سیوطی نے شرح الصدور میں بیان فرمایا ہے۔ نشرالطیب میں بھی اس واقعہ کو نقل کیا گیا۔۔۔

حضرت شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کو فالج کا مرض لاحق ہوا۔ نصف جسم بے کار ہو گیا' آپ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں فریاد کی۔ اسی رات زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا۔ یہ فوراً شفایاب ہو گئے۔

نشرالطیب میں اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد تحریر کیا گیا ہے:

"اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سنا دیجئے جو آپ نے مدح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا ہے۔ انہوں نے پوچھا: کون سا قصیدہ؟ اس نے کہا: جس کے اوّل میں ہے "امن تذکر جیران بذی سلم۔" ان کو تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا: واللہ! میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔"

اس قصیدہ کا ایک شعر آپ بھی سن لیں' ان شرک سازوں کے فتوؤں کی حقیقت کھل جائے گی:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند حلول الحادث العمم

marfat.com
Marfat.com

(اے ساری مخلوق سے زیادہ سخی! مصائب و آلام کے وقت حضور کے بغیر میں کس کے دامن میں پناہ لوں)

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدۂ نعمان میں فرماتے ہیں:

یا اکرم الثقلین یا کنز الوری
جدلی بجودک ارضنی برضاک
انا طامع بالجود منک لم یکن
لابی حنیفه فی الانام سواک

(اے موجودات سے اکرم اور نعمت الٰہی کے خزانے! جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی آپ راضی فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا اُمیدوار ہوں' آپ کے سوا ابو حنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔۔۔)

اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے صریح مدد لی گئی ہے۔

قصیدۂ بُردہ میں ہے:

یا اکرم الخلق ما لی من الوذبه
سواک عند حلول الحادث العمم

(اے تمام مخلوق سے بہتر' میرا آپ کے سوا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں مصیبت کے وقت)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آتا ہوں' ان کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اپنی معرکہ الآراء کتاب "جاء الحق" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے' یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے۔ کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔"

marfat.com
Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ۔ (الشوریٰ: ۴۴)

اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں، اللہ کے مقابل۔

اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا کوئی مددگار نہیں، مومنوں کے سب مددگار، رب کی طرف سے بہت ہیں۔ اگر تم اپنے ولی اور مددگار دنیا و آخرت میں چاہتے ہو تو ایمان و تقویٰ اختیار کرو۔ جو کہے کہ میرا پروردگار، آج یا قیامت میں کوئی نہیں، وہ اپنے کفر و گمراہی کا اقرار کر رہا ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا۔ (الکھف: ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

(کنزالایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد رہبر، اور مومن کے لیے دونوں ہیں--- آج جتنے بے پیرے بے نُورے ہیں سب گمراہ و بے دین ہیں---

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ۔ (الشوریٰ: ۴۶)

اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل ان کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کہیں راستہ نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

یعنی کفار کو جن دوستوں پر دنیا میں بھروسہ تھا یا جن قرابت داروں کے متعلق ان کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے۔

فَمَنۡ يَّهۡدِىۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ‌ؕ تو اسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۔ (الروم:۲۹) گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں--- بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے)

مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ۔ (المومن: ۱۸) ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا:

قل تسمع واشفع تشفع۔ محبوب کہو، تمہاری سنی جائے گی، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

خیال رہے کہ رب جس کی بھی سنتا ہے یا سنے گا حضور کے واسطہ سے۔ حضور برزخ کبریٰ میں خالق و مخلوق کے درمیان--- انشاء اللہ مومنوں کے دوست بھی کام آئیں گے اور سفارشی بھی--- مومنوں کے سفارشیوں کی بات مانی جائے گی، کیونکہ دوستوں اور سفارشیوں کا کام نہ آنا کفار کے عذاب میں شمار کیا گیا ہے۔

قُلۡ اِنِّىۡ لَاۤ اَمۡلِكُ لَـكُمۡ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۔ (الجن: ۲۱) آپ فرمایئے (اللہ کے اذن کے بغیر) نہ میں تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ (ضیاء القرآن)

تم فرماؤ، میں تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں مشرکین سے خطاب ہے، یعنی تم چونکہ مشرک ہو اس لیے میں تمہارے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ (تفسیر نور العرفان)

آپ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے اِذن کے بغیر نہ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہوں اور نہ ہدایت پر گامزن کر سکتا ہوں۔ حقیقی نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار اسی کو ہے۔

marfat.com
Marfat.com

کسی کو ہدایت دینا یا کسی کو محروم کرنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے' بے شک ہمارا یہی عقیدہ ہے اس میں کسی کلمہ گو کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ جس کو جتنا چاہے دے دے' وہ اس خداداد اختیار کے باعث لوگوں کے لیے رُشد و ہدایت کا باعث بن سکتا ہے۔

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ۔ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ۔ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ۔ (الحج: ۱۲، ۱۳)

وہ عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو اسے نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ اسے نفع پہنچا سکتا ہے۔ یہی تو انتہائی گمراہی ہے۔ وہ پوجتا ہے اسے جس کی ضرر رسانی زیادہ قریب ہے اس کی نفع رسانی سے۔

مشرکین مکہ کا ذکر ہے کہ وہ ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ یعنی یہ کفار بتوں سے جس نفع کی امید رکھتے ہیں وہ تو بہت دور ہے کہ ناممکن ہے اور ان کا نقصان عنقریب دیکھ لیں گے۔ قیامت کے دن جب شرک و بُت پرستی کی سزا انہیں سنائی جائے گی تو کہہ اٹھیں گے یہ بُت جن کی امداد پر ہم تکیہ کیے رہے کتنے نکمے نکلے۔ کفار اپنے بُتوں کے متعلق یوں اظہار افسوس کریں گے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا۔ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ (العنکبوت: ۴۱)

ان نادانوں کی مثال جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور دوست بنا لیے ہیں مکڑی کی سی ہے' اس نے (جالے کا) گھر بنایا اور تم سب جانتے ہو کہ تمام گھروں میں کمزور ترین مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ کاش وہ بھی اس حقیقت کو جانتے۔

کفار کو خداوند کریم کی نہ توحید پر ایمان تھا اور نہ روز قیامت پر یقین تھا' اس لیے وہ بڑے مزے سے حیوانی زندگی گزار رہے تھے۔ کفار نے اپنے بُتوں کو معبود بنا رکھا تھا۔ ان کے زعم باطل میں ان کے معبودوں کا یہ کام تھا کہ وہ انہیں مصیبتوں سے چھڑائیں اور ان کی دولت و عزت میں اضافہ کرتے چلے جائیں۔ لیکن جب بھی اللہ تعالیٰ نے ان

marfat.com
Marfat.com

کی نافرمانیوں کے باعث ان پر عذاب نازل کیا تو یہ بُت ان کے کسی کام نہ آ سکے۔ کفار بڑے بدبخت ہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کو اپنا سرپرست اور دوست سمجھتے ہیں اور ان سے یہ امیدیں وابستہ کیے بیٹھے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آ پڑے گی تو وہ آکر انہیں بچالیں گے۔ فرمایا ان کی یہ توقعات مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں، مکڑی کا جالا تو ہوا کے ایک جھونکے کی تاب نہیں لا سکتا۔ مکڑی کا جالا گرمی سردی دُور نہیں کر سکتا، گرد و غبار کو روکتا نہیں، دیکھنے میں بہت پھیلا ہوا ہوتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی، کہ انگلی لگ جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے ہی ان کفار کے دین کا حال ہے کہ دکھلاوا بہت، حقیقت کچھ نہیں۔ نہ اس کی بنیاد ہے نہ دیواریں، نہ چھت نہ کوئی اور چیز کی پختگی--- مکڑی کا جالا عذاب الٰہی کے طوفانوں کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ کر غیروں کے ساتھ تعلق قائم کرنے والے اور ان پر بھروسہ کرنے والے ایسے ہیں جیسے وہ نادان جو مکڑی کے جالوں پر اپنی امیدوں کے محلات تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد بھی سن لیجئے:

طھروا بیوتکم من نسج العنکبوت فان ترکہ فی البیت یورث الفقر۔ (قرطبی)

گھروں کو مکڑی کے جالوں سے صاف رکھا کرو، کیونکہ مکڑی کے جالوں کا گھر میں ہونا افلاس کا باعث ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۔ (الحج: ۷۳)

بے شک جن معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اس معمولی کام کے لیے جمع ہو جائیں، اور اگر ان سے مکھی بھی کوئی چیز چھین لے تو وہ اسے اس مکھی سے بھی نہیں چھڑا سکتے۔ (آہ) کتنا بے بس ہے ایسا طالب اور کتنا بے بس ہے ایسا مطلوب۔

مشرکین جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے لیے ان کے پاس نہ کوئی نقلی

marfat.com
Marfat.com

دلیل ہے نہ عقلی۔ یہ محض اُن کی جہالت اور حماقت کا نتیجہ ہے۔ اب اُن کے اس فعل کی قباحت کو ایک مثال دے کر واضح کیا جا رہا ہے تاکہ ان کی اپنی حماقت اور جہالت آشکارا ہو جائے اور وہ اس سے باز آجائیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ جن بے جان بُتوں کو تم نے اپنا کارساز اور حاجت روا سمجھ رکھا ہے ان کی حقیقت پر بھی کبھی تم نے غور کیا؟ کائنات کی خوبصورت، مفید اور بڑی بڑی چیزوں کو تم رہنے دو، انہیں کہو کہ وہ سب مل کر ایک مکھی ہی بنا دیں جو بالکل حقیر اور کمزور سی چیز ہے۔ پھر فرمایا: مکھی بنانا تو کجا، ان بے چاروں میں تو اتنی طاقت بھی نہیں کہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس لے سکیں--- جن معبودوں کی بے بسی کا یہ عالم ہے، انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور جسے ایجاد و اختراع کی حیران کن صلاحیتیں بخشی گئی ہیں وہ اگر انہیں اپنا معبود بنا لے تو دنیا میں اس سے بڑی حماقت اور ظلم نہیں ہو سکتا--- "الذین تدعون" سے مراد وہ بُت ہیں جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ (المراد الاوثان الذین عبدوھم من دون اللہ)۔ (قرطبی)

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ۔ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ۔ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ۔

(فاطر: ۱۳، ۱۴)

اور وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو نہ سن سکیں گے تمہاری پکار، اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے۔ اور قیامت کے روز تمہارے شرک کا صاف انکار کر دیں گے۔

بد عقیدہ لوگ اس آیت کے معنی یوں کرتے ہیں کہ جن نبیوں، ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری نہیں سنتے اور کوئی نبی ولی کسی چیز کے مالک نہیں، نہ حاجت روا۔ اور قیامت میں یہ نبی ولی تمہاری اس پکار کے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی کفار کی آیت مسلمانوں پر اور بُتوں کی آیت انبیاء، اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں۔ مگر ان بے وقوفوں سے پوچھو کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور کا زمانہ تھا، بتاؤ کون صحابی نبیوں، ولیوں کو

marfat.com
Marfat.com

مصیبت میں پکارتے تھے اور مشرک تھے، کیونکہ "تدعون" (جسے تم پکارتے ہو) حال ہے--- تمہاری تفسیر پر صحابہ مشرک ہوئے۔ نیز تمہارا یہ ترجمہ قرآنی آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ ہم نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی۔

(الکوثر : ۱)

حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں--- رب فرماتا ہے: "انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ"--- حضور فرماتے ہیں: میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ اب بتاؤ، کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھلکے کے بھی مالک نہیں اور کیا حضور قیامت میں ہمارے کام نہ آئیں گے؟--- نعوذباللہ۔

مشرکوں سے کہا جا رہا ہے کہ پتھر، درخت، پانی، چاند، سورج وغیرہ جنہیں تم پکارتے ہو یہ بے جان ہیں یہ سن نہیں سکتے--- انبیاء و اولیاء بعد وفات سنتے ہیں، جواب بھی دیتے ہیں اس لیے حضور کو سلام کیا جاتا ہے--- (تفسیر نور العرفان)

اے کفار و مشرکین! اپنے رب کریم، معبود برحق، شہنشاہ حقیقی کو چھوڑ کر، اس کی عبودیت کا رشتہ توڑ کر جن بتوں وغیرہ کو تم نے خدا بنا رکھا ہے اور جن کی پوجا پاٹ میں تم مشغول رہتے ہو، ان کے افلاس اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ زمین و آسمان کے خزانے تو کجا، وہ تو کھجور کی گٹھلی میں جو باریک سا سفید چھلکا ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں--- جو اتنے مفلس، قلاش اور بے بس ہوں، ان کو اپنا معبود بنانا، ان کی پوجا کرنا اور رب قدیر و حکیم اور مالک الملک کو چھوڑ دینا کہاں کی دانائی اور عقلمندی ہے۔ کچھ تو سوچو--- تم کیا کر رہے ہو--- ذرا غور تو کرو تم کدھر جا رہے ہو---

اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَھُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَتَّبِعُوْکُمْ سَوَآءٌ

کیا اُسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ پیدا کرے اور خود پیدا کیے ہوئے ہیں اور وہ ان کو مدد پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ اپنی آپ مدد کر سکتے ہیں اور اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلائے تو تمہاری پیروی نہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ - (الاعراف: ۱۹۱-۱۹۳)

کریں۔ تمہارے لیے برابر ہے چاہے انہیں پکارو یا چپ رہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ - (الاعراف: ۱۹۴)

بے شک وہ (بُت) جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں پس تم ان کو پکارو، اگر تم سچے ہو تو وہ تمہیں جواب دیں گے۔

مشرکین جن بُتوں کو خدائی شریک مانتے ہیں وہ ایک ذرے، ایک قطرے کے خالق نہیں بلکہ وہ خود گھڑے جاتے ہیں کہ بُت پرست خود انہیں گھڑتے، بناتے ہیں جو خالق نہیں، وہ معبود نہیں۔ جو انسان کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے وہ انسان سے بدتر ہے، پھر انسان کا معبود کیسے ہو گیا۔۔۔؟ یہ بُت نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ مدد کرتے ہیں اور نہ ہی مصیبت و آفت دُور کر سکتے ہیں، یہ خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ان کے منہ پر مکھیاں بھنکیں تو اُڑا نہ سکیں۔ اگر ان کے سامنے سے کھانا کتا اٹھا لے جائے یا خود انہیں اٹھا لے جائے تو یہ کتے سے بچ نہیں سکتے۔۔۔ بے جان، بے فیض چیزوں کی پرستش کرنا اوّل درجہ کی حماقت ہے جن میں مشرکین مبتلا ہیں۔ لکڑی پتھر کے بنائے ہوئے بے جان مجسمے کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ نہ تو ان کے پاؤں ہیں کہ ان سے چل سکیں، نہ ہاتھ ہیں کہ ان سے کچھ پکڑ سکیں، نہ آنکھیں ہیں کہ کچھ دیکھ سکیں۔۔۔ ان بے جان مجسموں کو بندے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ پتھر اور لکڑی بھی انسان کی طرح اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور یہ پیدا کردہ ہے۔۔۔ یہ آخر خدا کیونکر بن گئے۔۔۔؟

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ - (النحل: ۷۳)

اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان معبودوں کی جو انہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔

کفار، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی پوجا کیا کرتے تھے ان کے متعلق بتایا جا رہا ہے کہ اس پوجا کی آخر کوئی وجہ بھی تو ہو۔ نہ تو اُن معبودوں نے انہیں پیدا کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ یہ تو اُن کے ہی اپنے گھڑے ہوئے ہیں۔ اور نہ وہ اُن کو رزق دینے پر قادر ہیں کیونکہ زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی تو ایسی نہیں جس کے وہ مالک ہوں۔ جب اُن کا بے ہی کچھ نہیں تو وہ بے چارے کسی کو کیا دیں گے۔۔۔

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا۔

(بنی اسرائیل: ۶۷)

اور جب تمہیں (مشرکین کو) سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ (معبود) جن کو تم اللہ کے سوائے پکارا کرتے تھے گم ہو جاتے ہیں۔ پس جب وہ (اللہ تعالیٰ) خیر و عافیت سے تمہیں ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو تم نافرمانی کرنے لگتے ہو۔ (یعنی سمندر میں عذابِ الٰہی سے ڈر کر شرک سے تائب ہو جاتے ہیں لیکن زمین پر قدم رکھتے ہی نافرمانی شروع کرتے ہیں)

مشرکین عرب جب دریا میں مخالف ہوا یا طوفان میں پھنس جاتے تو صرف رب ہی کو پکارتے تھے اور اس ہی سے دعائیں مانگتے تھے، کسی بُت کو نہ پکارتے تھے، پھر وہاں سے نجات پا کر جب خشکی پر آتے تو پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے۔ اس آیت میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہو رہا ہے یعنی اے مشرکین تمہاری حماقت کی بھی حد نہیں۔ سمندر میں تو تم عذابِ الٰہی سے ڈر کر شرک سے تائب ہو جاتے ہو لیکن خشکی پر قدم رکھتے ہی پھر وہی تمہارے لچھن ہوتے ہیں، گویا تم یہ سمجھتے ہو کہ خشکی پر شرک کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہاں کوئی عذاب نہیں آئے گا۔۔۔ بے وقوفو اللہ تعالیٰ چاہے تو جس سطح زمین پر تم کھڑے ہو اس کو تمہارے سمیت دھنسا دے، یا اولے برسا کر تمہیں اور تمہارے کھیتوں کو تہس نہس کر دے۔۔۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ

آپ فرمائیے (اے مشرکو!) تم پکار دیکھو جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو یہ تو ذرہ برابر بھی مالک نہیں ہیں

marfat.com
Marfat.com

وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ۔ (سبا: ۲۲)

نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے۔

اے بُت پرستو! اپنی مصیبتوں میں اپنے جھوٹے معبودوں کو پکار کر دیکھو یہ تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتے۔ اس آیت میں ان کے عقیدے کی بُرائی کا بیان ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز پر مالک نہ ہونا بتوں کے لیے ہے--- انبیاء اولیاء رب کی عطا سے رب کی ہر چیز کے مالک ہیں--- انا اعطینک الکوثر--- اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: واخلق لکم من الطین... بلکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مصیبت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آستانہ پر جاؤ۔ فرماتا ہے: ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاوک... بہرحال یہ آیت بتوں کے لیے ہے نہ کہ نبیوں اور ولیوں کے لیے--- یہ بت خلق میں رب کے شریک ہیں نہ ملکیت میں، نہ تصرف کرنے میں--- یہ بت اپنے پجاریوں کی دنیا و آخرت میں مدد نہ کر سکیں گے بلکہ آخرت میں ان کے دشمن ہو جائیں گے---

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (الشوریٰ: ۹)

کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کارساز۔ پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہ زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

کافروں کا نہ دنیا میں کوئی مددگار ہے جو انہیں عذابِ الٰہی سے بچائے، نہ آخرت میں ہو گا جو ان کی بات پوچھے۔ یہ بے کسی اور بے بسی بھی کفار کے لیے عذابِ الٰہی ہے جس میں وہ گرفتار ہیں۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: انما ولیکم اللہ ورسولہ... اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے دشمنوں کو ولی بنانا مشرک و کافر کا کام ہے۔ اللہ کے دوستوں کو ولی بنانا مومن کا عمل، کعبہ کو قبلہ بنانا عین ایمان ہے، کسی بُت کو قبلہ بنانا کفر ہے۔ ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں فرق ہے---

marfat.com
Marfat.com

جو لوگ جان بوجھ کر اور اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی بجائے اس کی نافرمانی کرتے ہیں وہ ظالم ہیں، ایسے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ کوئی مددگار--- کتنے احمق ہیں کہ قادر و توانا پروردگار کو چھوڑ کر بتوں کو انہوں نے اپنا کارساز بنا لیا ہے۔ بھلا بے بس اور ناتواں بتوں کو اپنا کارساز بنا کر انہیں کیا فائدہ ہو گا، جو اپنی بگڑی نہیں بنا سکتے وہ ان کا کیا بھلا کریں گے؟--- انسان کو چاہیے کہ وہ ایسی ذات کو اپنا کارساز اور حامی بنائے جو ہر قسم کی قدرت کا مالک ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی قدرت اور طاقت کا یہ عالم ہے کہ چاہے تو مُردہ کو چشم زدن میں زندہ کر دے، مشکل سے مشکل کام کو آسان کر دے اور وہ پیچیدہ سے پیچیدہ گرہ کو کھولنے کی طاقت رکھتا ہے--- اللہ تعالیٰ صرف مُردہ جسموں کو ہی زندہ نہیں کرتا بلکہ مُردہ دلوں کو بھی زندہ فرماتا ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔ قُلْ اَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ (یونس: ۱۸)

اور یہ مشرک عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں--- آپ فرمائیے کہ کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے جو وہ نہیں جانتا نہ آسمانوں اور نہ زمین میں--- پاک ہے وہ اور بلند و بالا ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔

مشرکین ایسے جاہل ہیں کہ مٹی اور پتھر کے بے جان مجسموں کی عبادت اور انہیں سجدہ کرتے ہیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ پتھر کا ٹکڑا جو کل تک زمین پر پڑا ہوا تھا وہ کسی صنم تراش کے ہتھوڑے مارنے سے کس طرح خدا اور حاجت روا بن گیا؟--- یہ بت جو کبھی نفع و نقصان کی قدرت نہیں رکھتے ان کی عبادت کرنا کیا انسانی شرف کی توہین نہیں ہے؟

marfat.com
Marfat.com

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادت تو تعظیم و تکریم کا سب سے بلند مقام ہے اور یہ اسی کے لیے زیبا (مستحق) ہے جس کا احسان و انعام تمام احسانات و انعامات سے اعلیٰ و برتر ہو۔ جیسے زندگی، عقل و قدرت اور دُنیوی اور اُخروی منافع و فوائد--- یہ سب چیزیں تو اللہ وحدہ لا شریک کی عطا فرمودہ ہیں--- اس لیے اس کے بغیر اور کون ہے جسے خدا بنایا جائے۔ (تفسیر کبیر)

ان بُتوں کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ وہ ان کی شفاعت کریں گے اور انہیں عذابِ الٰہی سے بچالیں گے۔ یہ بھی ان کی نادانی تھی--- شفیع تو وہ ہوگا جسے بارگاہ رب العزت سے شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت ہوگی--- ان کو تو شفیع بنایا ہی نہیں گیا، ان کی کیا مجال کہ اس بارگاہ عزت و جلال میں زبان تک بھی ہلا سکیں۔

قرآن مجید کی اس طرح کی آیات جو کافروں، مشرکوں اور ان کے جھوٹے معبودوں، سرداروں، بُتوں اور دیوتاؤں سے متعلق ہیں ان ہی آیات کو موجودہ دور کے بعض حضرات، مسلمانوں، انبیائے کرام، اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہیں---

حضرات انبیاء، اولیاء کی شفاعت، ان کی مدد دنیا و آخرت میں برحق ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (المائدۃ: ۵۵)	کا رسول اور ایمان والے ہیں۔

مشرکین کے عقیدۂ شفاعت اور مسلمانوں کے عقیدۂ شفاعت میں تین طرح کا فرق ہے: مومنین محبوبانِ خدا کی شفاعت مانتے ہیں، کفار مردودین کی--- مومنین مقبولوں (یعنی مومنوں) کے لیے شفاعت مانتے ہیں، کفار مردودوں کافروں کے لیے--- مومنین شفاعت بالاذن بالمحبہ شفاعہ بالاذن مانتے ہیں، کفار دھونس کی شفاعت کے قائل ہیں۔

کفار بتوں کو وسیلہ مانتے تھے اور بُت مردود تھے۔ مسلمان حضرات انبیاء، اولیاء کو وسیلہ مانتے ہیں جو محبوبین ہیں، لہٰذا وہ مشرک ہوئے، یہ مومن--- جیسے مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں، آبِ زمزم کی تعظیم و احترام کرتے ہیں، مکہ معظمہ کا احترام کرتے

marfat.com

Marfat.com

ہیں، مومن ہیں۔ اور کفار پتھر کے بت کی طرف سجدہ کرتے ہیں، گنگا کی تعظیم کرتے ہیں، متھرا دوار کا احترام کرتے ہیں وہ کافر ہیں--- وسیلہ، وسیلہ میں فرق ہے۔ نیز مومن نبیوں، ولیوں کو صرف وسیلہ مانتے ہیں، انہیں معبود نہیں جانتے، نہ ان کی عبادت کرتے ہیں۔ کفار ان بتوں کو وسیلہ مان کر انہیں معبود جانتے انہیں پوجتے ہیں---

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ۔ (الانعام: ۲۲، ۲۳)

اور جس دن ہم جمع کریں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے پھر ان کا کوئی عذر و بہانہ نہیں ہو گا مگر وہ کہیں گے کہ اُس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم مشرک نہیں تھے۔

قیامت کے دن کفار و مشرکین کی ذلت اور رُسوائی کی کوئی حد نہ ہوگی۔ ان سب منکروں، مشرکوں اور سرکشوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں لا کھڑا کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ کہاں ہیں وہ تمہارے معبود جن کو تم خدا کا شریک بنایا کرتے تھے۔ آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ ہمارے عذاب سے تمہیں نجات دلائیں۔ یہ سوال ان سے ذلیل اور شرمندہ کرنے کے لیے ہوگا۔ وہ غضب خداوندی کا مشاہدہ کریں گے اور ان کے بتوں، معبودوں اور دیوی، دیوتاؤں کا کہیں نام تک نہ ہوگا کوئی مددگار نہ ہوگا--- کفار و مشرکین کی زبان وہاں بارگاہِ الٰہی میں بھی جھوٹ بولنے سے باز نہ آئے گی، اس وقت وہ انکار اور جھوٹ کا سہارا لیں گے اور صاف صاف کہہ دیں گے کہ اے ہمارے معبود برحق! ہم نے کبھی شرک کیا ہی نہیں۔ ہم تو تیرے بغیر کسی اور کو خدا جانتے ہی نہیں۔ یہ ہے ان کی بے حیائی، ورنہ انہیں اپنے دین اور اپنے اعمال کی خبر ہوگی۔ قیامت میں کفار، کفار کے ساتھ ہوں گے بلکہ کفار کے ساتھ ان کے جھوٹے معبود بھی جمع کر دیے جائیں گے۔

قیامت میں ہمراہی اور سنگت ایمان سے ہوگی نہ کہ جسمانی قرابت سے، قرآن کریم فرماتا ہے: احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون--- جس

marfat.com
Marfat.com

سے پتا لگا کہ سارے کفار، ان کے سردار، ان کے معبودین ایک جگہ ہوں گے۔ اور فرماتا ہے کہ

وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۔ (یٰسین: ۵۹)

اے مجرمو! (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ۔

قیامت میں انشاء اللہ مومنین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوں گے۔ قیامت میں پیشواؤں کا کام نہ آنا کفار و مشرکین کے لیے ہو گا کہ ان کے بت، ان کے پوپ پادری، ان کے سردار... ان کے کام بالکل نہ آئیں گے--- انشاء اللہ مسلمانوں کی حضرات انبیاء، اولیاء، علماء بلکہ ان کے چھوٹے بچے، قرآن مجید، رمضان مبارک شفاعت کریں گے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

اَلۡاَخِلَّاۤءُ يَوۡمَئِذٍۢ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِيۡنَ ۔

(الزخرف: ٦٧)

اللہ تعالیٰ کفار کے عذاب سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے گا۔

بے یار، بے مددگار ہونا بھی کفار پر عذابِ الٰہی ہو گا--- اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے--- (تفسیر نعیمی)

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَهُمۡ شِرۡكٌ فِى السَّمٰوٰتِ اِيۡتُوۡنِىۡ بِكِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ هٰذَاۤ اَوۡ اَثٰرَةٍ مِّنۡ عِلۡمٍ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۔ (الاحقاف: ۴)

فرمائیے (اے کفار) کبھی تم نے غور سے دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو۔ (بھلا) مجھے بھی تو دکھاؤ جو پیدا کیا ہے انہوں نے زمین سے یا ان کا آسمانوں کی (تخلیق) میں کوئی حصہ ہے۔ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے اتری ہو یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت اگر تم سچے ہو۔

مشرکین جو بڑے زور شور سے اپنے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور اگر اس پر

marfat.com

Marfat.com

انہیں ٹوکا جاتا تو وہ بہت برہم ہوتے۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر تم نے ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے، کیا اس کی کوئی معقول وجہ بھی بتا سکتے ہو؟ کیا کرۂ زمین کی کسی چیز کے وہ خالق ہیں؟ آسمان کی آفرینش میں کیا ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو پیش کرو۔ اور اگر تم خود اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس خالق و حکیم کو چھوڑ کر کسی پتھر، کسی بے رُوح یا ذی رُوح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔

اگر تمہارے بُتوں نے زمین و آسمان کی تخلیق (پیدائش) میں کچھ حصہ لیا ہے تو اسے دلیل سے ثابت کرو۔ قرآن کریم کو تو تم تسلیم نہیں کرتے۔ آخر اس سے پہلے بھی کئی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں، ان میں سے کسی میں یہ لکھا ہوا دکھا دو کہ تمہارے فلاں بُت یا فلاں معبود نے زمین و آسمان کی فلاں چیز بنائی ہے۔ اگر تم اس قسم کا کوئی حوالہ کسی آسمانی کتاب سے نہیں دکھا سکتے تو چلو کوئی عقلی ثبوت ہی پیش کر دو۔۔۔ قرآن شریف اور پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ (الاحقاف: ۵)	اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسے کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور ان کے پکارنے سے ہی غافل ہے۔

مشرکین بُتوں کی پرستش کیا کرتے تھے، انہوں نے بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بُت بٹھا کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مورتیاں انہوں نے سجا رکھی تھیں وہ اس کے علاوہ تھیں۔ ان کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے کہ اے عقل کے اندھو! تم ان بُتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں، وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان و گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

marfat.com

Marfat.com

ای اضل ممن یدعوا من دون اللہ اصناما ویطلب منھما ما لا تستطیعہ الی یوم القیمہ وھی غافلہ عما یقول لاتسمع ولا تبصروا ولا تبطش لانھا جماد حجارہ صم۔ (تفسیر ابن کثیر)

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ اور کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے۔ جو وہ کہہ رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں۔ نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، نہ پکڑتے ہیں، کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔

علامہ ابو حیان اندلسی کی عبارت بھی ملاحظہ ہو:

یدعون من دونہ جمادا لا یستجیب لھم ولا قدرہ بہ علی استجابہ۔

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو انہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔

بعض لوگ جو ملت کے اتحاد کو انتشار کا شکار بنانا چاہتے ہیں، رات دن اس دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ ملت میں نئی ملت پیدا کریں--- وہ ان ہی آیات کو اہلسنّت پر چسپاں کرتے ہیں۔ (معاذاللہ) --- بحمدہ تعالیٰ اہلسنّت میں سے کوئی اَن پڑھ اور جاہل بھی اللہ جل مجدہ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدۂ فاسدہ نہیں رکھتا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب، تمام نبیوں کے سردار، تمام رسولوں کے سرتاج، اپنے آقا و مولیٰ اور دونوں جہاں کے آسرا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ رکھتا ہے کہ "اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ" اور نماز میں کئی کئی بار اس شہادت کا اعادہ کرتا ہے تو وہ کسی اور کو کیونکر خدا، یا خدا کا ہمسر اور شریک تصور کر سکتا ہے؟ یہ محض بہتان اور افتراء عظیم ہے کہ اہلسنّت کسی کو خدا کا شریک بناتے ہیں۔ ھذا افک مبین وبھتان عظیم۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب، شمع بزم ہدایت، حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو "سراجا منیرا" (روشن چراغ) فرمایا ہے۔ ساری کائنات اور تمام عالم میں میرے رسول کی رسالت ہی کی روشنی ہے اور اس روشن چراغ کے صدقے ہی

marfat.com
Marfat.com

سے تمام جہاں کے چراغ روشن ہیں۔ میرے رسول کی میلاد کے طفیل سورج کو روشنی عطا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام اور ہادیانِ عالم کا سربراہ بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت و رسالت سے ہر نبی نے فیض پایا۔

تُو ہے خورشید رسالت، چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نُور لیا کرتے ہیں

(امام احمد رضا فاضل بریلوی)

بہت سے مفسرین و محققین نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۔ (النور: ۳۵)

اس کے نُور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق اور اس میں چراغ اور وہ چراغ فانوس میں ہے۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ مشکوٰۃ سے مراد سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک اور زجاجہ سے مراد آپ کا دل اقدس ہے اور مصباح وہ نور ایمانی محمدی ہے اور وہ شجرہ (درخت) جس سے امداد ملتی ہے، وہ شجرِ وحی محمدی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح کئی نُور جمع ہو گئے۔۔۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نُور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نُور کا

ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کے چراغوں کو منور کرنے والا چراغ اور آنکھوں کے نور کا نور ہیں۔ آپ ﷺ ہی وہ سراج منیر ہیں جو دلوں، عقلوں، کانوں، آنکھوں، سوچوں، چہروں اور دماغوں کو منور کرتے ہیں۔ ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(امام احمد رضا فاضل بریلوی)

اللہ تعالیٰ نے ہر رسول اور نبی سے آپ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کے مشن

marfat.com
Marfat.com

میں تعاون کا وعدہ لیا ہے' اس عہد کو قرآن نے "میثاق انبیاء" کا نام دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر خلق اللہ یعنی تمام انبیاء' مرسلین' ملائکہ اور ساری مخلوق سے اشرف' افضل و اعلیٰ اور کمالات' اختیارات و معجزات میں بے مثال ہیں۔ مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام مصطفےٰ ہے جس کے معنی خلاصہ کے ہیں یعنی وہ ذات جو تمام کائنات سے منتخب' برگزیدہ' اوصاف و کمالات میں سب سے افضل و اعلیٰ اور خلاصہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے نبی کی نسبت سے بہترین' بے مثال' افضل و اعلیٰ اور منتخبہ ہے۔ انبیاء کی تمنا اور دعائیں تھیں کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہوں۔

اس امت کا منصب و مشن اور مقصد حیات نشر خیر اور دفع شر ہے۔ شرک و کفر کو جڑ سے مٹانا اور توحید و رسالت کے پرچم لہرانا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ	تم بہترین امت ہو جو ظاہر کی گئی ہے
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لیے، تم نیکی
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ	کا حکم دیتے ہو' برائی سے روکتے ہو اور اللہ
بِاللّٰهِ۔ (آل عمران: ۱۱۰)	پر ایمان رکھتے ہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے ظلمت و تاریکی' شرک و کفر کی فضاؤں اور ماحول میں رُوحانی و ایمانی انقلاب برپا کیا اور فضاؤں و ماحول کو توحید و رسالت کی ہدایت و روشنی سے منور اور عشق رسول کی مہک سے معطر کر دیا۔ فائر انجن جس طرح بھڑکتی آگ بجھاتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ جہاں بھی رونق افروز ہوتے رہے اور جس راہ سے گزرتے رہے وہاں سے شرک و کفر کی آگ بجھاتے رہے۔ ہندو پاک کی فضاؤں میں جو توحید و رسالت کے نغمات گونج رہے ہیں' یہ بھی اولیاء اللہ کا ایمانی' رُوحانی اور انقلابی کارنامہ ہے۔ اولیاء اللہ کی تعلیمات اور تبلیغ نے برصغیر سے کفر و شرک کی قدیم و مستحکم جڑوں کو اُکھاڑ پھینکا اور اس خطہ میں اسلام کے پرچم لہراتے ہوئے دنیا کا سب سے زیادہ مسلم آبادی والا علاقہ بنا دیا۔۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں' ایسے ہی آپ کی امت'

marfat.com
Marfat.com

ساری امتوں کی سردار۔ آپ ﷺ کے صحابہ، تمام انبیاء کے صحابہ سے افضل، آپ ﷺ کے اہلِ بیت و اولاد تمام انبیاء کے اہلِ بیت و اولاد سے افضل، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وطن مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دیگر انبیاء کے وطنوں سے افضل۔ غرضیکہ افضلیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے وابستہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خیرالامم کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا گیا کہ جتنی بھی امتیں آج تک صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں ان سب سے بہتر ہو۔

گزشتہ امتوں کے عیوب قرآن کریم میں بیان ہوئے جس سے وہ ساری دنیا میں بدنام ہو گئیں، مگر اس خیرالامم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ کوئی آسمانی کتاب۔ جس میں اس کے عیوب بیان ہوں۔ غرضیکہ اس امت کی پردہ پوشی کی گئی۔۔۔ پچھلی کتابوں میں امت کے اوصاف کا ذکر تو تھا مگر ان کے عیوب کا تذکرہ نہ تھا جس کے باعث وہ لوگ اس امت میں ہونے کی تمنا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو القاب سے اور دیگر انبیائے کرام کو نام لے کر پکارا، اسی طرح ان کی امتوں کو نسبی ناموں سے پکارا گیا یبنی اسرائیل، یایھا الذین ھادوا۔۔۔ وغیرہ مگر اس امت کو "یایھا الذین امنوا" کے دلکش و پیارے خطاب سے نوازا گیا۔ پچھلی امتیں اپنے نبیوں کے بعد ساری ہی گمراہ ہو جاتی تھیں مگر اس امت میں اکثریتی فرقہ اہلسنت و جماعت قیامت تک حق پر رہے گا۔ اس امت کے وجود سے ہی دنیا قائم و باقی ہے۔ جب شرک کو مٹانے والی اس امت کا وجود ختم ہو جائے گا اس وقت دنیا میں شرک اور کفر رہ جائے گا اور کفار و مشرکین پر ہی قیامت آئے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ ہونے دے گا۔۔۔

لا تجتمع امتی علی ضلالہ۔ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

اور اس امت کی جماعت (اکثریت) پر اللہ کی رحمت رہے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی

marfat.com
Marfat.com

جن میں اسی (۸۰) صفیں میری امت کی اور باقی چالیس صفیں ساری امتوں کی ہوں گی۔ میری امت کے ستر ہزار شخص بغیر حساب و عذاب، جنّت میں جائیں گے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اس کے طفیلی ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جب پل صراط سے گزرے گی اس وقت حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس بہترین امت کے لیے اپنے پَر بچھادیں گے... خیر الامم پل صراط سے گزر جائے گی لیکن پَر کو احساس اور خبر بھی نہیں ہوگی۔

اہلِ صراط رُوحِ امیں کو خبر کریں
جاتی ہے امت نبوی، فرش پَر کریں
پل سے اُتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پَر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

(امام احمد رضا فاضل بریلوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت (اہلسنّت و جماعت) میں اولیاء اللہ اور علمائے ربانی ہوتے رہیں گے، باطل فرقوں میں اولیاء اللہ نہیں ہوں گے۔ یہی ان کے باطل ہونے کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اسی امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح دین کے مددگار ہیں، ان ہی میں مفسرین، محدثین، فقہاء، حفاظ ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں گزشتہ نبیوں کی گواہی دے گی کہ خدایا! انہوں نے اپنی قوموں کو تبلیغ کی تھی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (البقرۃ: ۱۴۳)

اور بات یوں ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور عقائد و اعمال کے لحاظ سے درمیانی امت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مسلمانو! نہ تم یہودیوں کی طرح انبیاء کے دشمن اور عیسائیوں کی طرح ان کو خدا کہو، نہ دہریوں کی طرح خدا کے منکر اور نہ مشرکین کی طرح معبودوں کے قائل، نہ جبریوں کی طرح بندے کو بالکل مجبور مانو اور نہ قدریوں کی طرح تقدیر کا انکار کرو۔ غرضیکہ تمہارا عقیدہ درمیانہ ہے۔ یہی اعمال کا حال، کہ نہ تم عیسائی راہبوں اور ہندو جوگیوں کی طرح تارک الدنیا، اور نہ دیگر دنیاداروں کی طرح آخرت سے غافل، بلکہ تمہارے ایک ہاتھ میں دنیا ہے اور دوسرے ہاتھ میں دین، بلکہ تمہاری دنیا بھی دین--- اس دین میں نہ دینِ موسوی کی طرح سختی ہے اور نہ دینِ عیسوی کی نرمی، ہر چیز درمیانی ہے، ہر معاملہ میں تمہیں امت وسط بنایا--- وسط کا لفظ قابلِ غور ہے، اس کا معنی ہے درمیانی--- ہر چیز کا درمیانی حصہ ہی اس کا عمدہ ترین حصہ ہوا کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کا درمیانی حصہ "عہد شباب" اس کی زندگی کا بہترین وقت ہے۔ دن کے درمیانی حصہ دوپہر میں روشنی اپنے نقطۂ عروج پر ہوتی ہے۔ اسی طرح اخلاق میں میانہ روی قابلِ تعریف ہوتی ہے۔ افراط و تفریط دونوں پہلو غیر پسندیدہ و مذموم۔ بخل اور فضول خرچی کی درمیانی حالت کو سخاوت، بزدلی اور طیش کے درمیانی حال کو شجاعت--- اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اس عظیم المرتبت خطاب سے سرفراز فرمایا--- اللہ تعالیٰ نے تمہیں ساری امتوں کا صدر اور سردار بنایا کہ جیسے مجلس کے بیچ میں سردار، دائرے کے بیچ میں مرکز، تاروں کے بیچ سورج، ہالہ کے بیچ میں بڑا پھول، شہر کے بیچ میں بڑی عمارت، صف کے بیچ امام، مسجد کے بیچ میں محراب، ترازو کے بیچ میں کانٹا جس پر سب کی نظریں رہتی ہیں۔ ایسے ہی تمام امتوں میں تم صدر نشیں ہو کہ سب تمہاری پیروی کریں۔ ہم نے تمہیں سب سے بہتر امت بنایا کہ تمہیں شریعت بھی دی اور طریقت بھی۔ تمہارا کام تھوڑا اور ثواب زیادہ۔ تم اس بارش کی طرح ہو جس کا اول بھی بہتر اور اخیر بھی۔ تمہارے اوّل صحابہ، تمہارے درمیان اولیاء و علماء، تمہارے اخیر میں امام مہدی و عیسیٰ علیہما السلام، تمہاری گواہیوں سے مقدمات میں فیصلے ہوں اور تمہاری گواہی سب پر جاری ہو اور تم پر کسی کی نہ ہو۔ یہ فضائل تمہیں اس لیے دیئے تاکہ تم دنیا میں لوگوں پر گواہ ہو اس طرح کہ تمہاری گواہی کافر پر بھی معتبر ہو اور اس طرح کہ تم جس کو ولی اور جنتی کہہ دو وہ حقیقت میں ولی ہی

marfat.com
Marfat.com

ہو، اور جسے تم بُرا اور جہنمی کہہ دو وہ ایسا ہی ہو، اور اس طرح کہ تم جس کام کو جائز اور مستحب کہہ دو وہ ایسا ہی ہو، اور جس چیز کو تم جانو وہ بہتر۔ گویا تمہاری زبان حق کا قلم ہے، اور اس طرح تمہارا اجماع شرعی دلیل ہے۔۔۔ یعنی جس چیز کے حلال و حرام ہونے پر تم متفق ہو جاؤ وہ یقیناً ایسی ہی ہو۔۔۔ قیامت کے دن پچھلے کفار کے خلاف گواہی ہوگی جبکہ گزشتہ پیغمبروں کی نافرمان امتیں انبیاء کی تبلیغ کا انکار کریں گی اور انہیں رب کے سامنے اتہام لگائیں گی کہ مولیٰ! ہم تک تیرے احکام انہوں نے پہنچائے ہی نہیں۔۔۔ انبیاء عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں، ہم نے تبلیغ کی، انہوں نے نہ مانی۔۔۔ پیغمبروں کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ آپ تبلیغ کے مدعی ہو اور یہ لوگ انکاری۔ اپنے گواہ پیش کرو۔ وہ امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں گے۔ مسلمان، انبیاء کی گواہی دیں گے جس پر کفار جرح کریں گے کہ تم پیچھے آئے، بغیر دیکھے گواہی کیونکر دے رہے ہو۔ مسلمان عرض کریں گے کہ مولیٰ! ہم نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طلبی ہوگی اور آپ ﷺ مسلمانوں کے متعلق دو گواہیاں دیں گے۔ ایک یہ کہ یہ سچے ہیں، ہم نے واقعی ان سے فرمایا تھا کہ سابقہ پیغمبروں نے تبلیغ کی اور ان کی قوم نے سرکشی کی۔ دوسرے یہ کہ خدایا! یہ مسلمان گواہ فاسق، فاجر نہیں بلکہ پرہیزگار اور قابلِ گواہی ہیں۔۔۔ تب انبیائے کرام کے حق میں ڈگری ہوگی۔۔۔ اور اے مسلمانو! ہمارا نبی آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں بھی تمہارا گواہ ہے کہ اس نے فرمادیا کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (مشکوٰۃ) اور اس نے فرمایا کہ تم لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہو جسے تم جنتی کہو وہ جنتی، اور جسے دوزخی کہو وہ دوزخی۔ (مشکوٰۃ) اور انہوں نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور انہوں نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی، وغیرہ۔ نیز آخرت میں بھی وہ تمہارے عیب چھپائیں گے اور تمہاری خوبیوں کی گواہی دیں گے۔

افسوس! قوم کے بدمذہب اور باطل فرقوں کے افراد اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے فضائل سے واقف ہوتے تو اس بے مثال اور فضیلت یافتہ امت کو مشرک و بدعتی قرار نہ دیتے۔۔۔ میرے رسول کی امت نُورِ ہدایت لیے شرک و بدعت

marfat.com

Marfat.com

ختم کرنے آئی ہے۔ کیا سورج اور چراغ کی روشنی سے کائنات میں اندھیرا چھا جاتا ہے اور محفلیں تاریک ہوتی ہیں۔۔۔؟ ذکر رسول ﷺ کی محفلوں سے کائنات کی فضا خوشگوار اور ماحول معطر ہو جاتا ہے۔ بدبُو اور تعفن اس مقام پر پھیلتا ہے جہاں مُردے سڑے پڑے رہتے ہیں۔ لہٰذا شرک و بدعت کی بدبُو اور تعفن ان محفلوں میں پھیلے گا جہاں انبیاء، شہداء اور اولیائے امت کو مُردہ یقین کیا جاتا ہے، مٹی میں مل گئے کہا جاتا ہے اور ان کی حیاتِ جاوید کا انکار کیا جاتا ہے۔ مُردہ نظریات و عقائد اور مُردہ فکر و ذہن کے حامل ہمیشہ زندوں کو بھی مُردہ یقین کرتے ہیں۔ دراصل ان کی حس ایمانی مُردہ ہو چکی ہے۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین و منتخبہ امت کے اجماع کو مشرک و بدعتی اور گمراہ قرار دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی توہین اور فرمانِ مبارکہ

لا تجتمع امتی علی ضلالہ۔ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو گی۔

کو جھٹلانا ہے۔ نیز قرآن مجید کی ان آیاتِ مبارکہ "کنتم خیرا امہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"...... "وکذالک جعلنکم امہ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا" کی صریح تکذیب و فرمانِ الٰہی کے خلاف لب کشائی کرنا ہو گا۔۔۔

marfat.com
Marfat.com

وسیلہ

(سیدی حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے خطبات "خطباتِ برطانیہ" سے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ۔

(المائدۃ: ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھئے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

عالم کی دو قسمیں ہیں: ایک عالمِ امر اور دوسرا عالمِ خلق--- عالمِ امر اُسے کہیں گے کہ رب کن فرمائے اور چیز ہو جائے۔ نہ سبب، نہ وسیلہ، نہ ذریعہ--- الغرض اُس چیز کا وجود محتاج وسائل نہیں، بلکہ رب تعالیٰ نے کن کہا اور چیز ہو گئی--- تو کن کہہ دینے سے جس چیز کا وجود ہو جائے وہ عالم امر کی چیز ہے۔ عالم امر میں جو کچھ بھی پیدا ہوا اس کا بھی خالق خدا ہی ہے اور عالم خلق میں بھی جو کچھ پیدا ہوا اور جو کچھ ہو گا اس کا بھی خالق خدا ہی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ عالم امر میں "کن" کہہ کر پیدا کیا اور عالمِ خلق میں

marfat.com
Marfat.com

اسباب سے لگا دیا--- عالمِ امر میں "کن" کہہ دیا رُوح ہو گئی، مگر خود رُوح والے کو یعنی جس کو رُوح والا بنانا ہے رب تعالیٰ نے کن کہہ کر پیدا نہیں کیا--- دیکھو سیدنا آدم کا مجسمہ کیا کن کہہ کر نہیں بن سکتا تھا؟ کن ہو جا--- مجسمہ تیار ہو جاتا--- مگر نہیں، عناصر اربعہ کی ترکیب کی جا رہی ہے، مجسمہ تیار کیا جا رہا ہے۔ لاؤ مٹی، لاؤ پانی، لاؤ آگ، لاؤ ہوا۔ اے فرشتو! اس کو گوندھو اور گوندھ کر کے مجسمہ تیار کرو--- اتنی ضرورت میرے رب کے لیے نہیں تھی، قادر مطلق کے لیے نہیں تھی--- مجسمہ آدم کو وہ کن کہتا ہو جاتا--- مگر نہیں--- رُوح آدم عالمِ امر کی ہے اور مجسمہ آدم عالم خلق کا ہے اور دونوں کی تخلیق (پیدائش) سے الگ الگ سُنّت الٰہیہ متعلق ہے۔

ہم کو عالمِ اسباب میں رکھا گیا عالمِ وسائل میں رکھا گیا--- بتاؤ کوئی چیز ایسی ہے جو تمہیں بے وسیلہ مل سکتی ہے---؟ دینے والا خدا ہے۔ رازق خدا ہے، خالق خدا ہے، مالک خدا ہے، ایک ہی دینے والا ہے، ایک ہی پیدا کرنے والا ہے، ایک ہی رزق دینے والا--- مگر بتاؤ! تمہارے منہ میں کوئی لقمہ بغیر وسیلے کے آ سکتا ہے؟ یہ عالم خلق ہے، یہ اسباب و وسائل کی دنیا ہے، یہاں بغیر وسائل کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ یہ انسان سوچتا ہے تو دماغ کے ذریعہ سوچتا ہے، دیکھتا ہے تو آنکھ کے ذریعہ دیکھتا ہے، بولتا ہے تو منہ کے ذریعہ بولتا ہے، سنتا ہے تو کان کے ذریعہ سنتا ہے، چلتا ہے تو پیر کے ذریعہ چلتا ہے، کام کرتا ہے تو ہاتھ کے ذریعہ کرتا ہے، یہاں عالمِ وجود میں آیا تو ماں باپ کے ذریعہ آیا--- اپنی زندگی بچاتا ہے تو آب و ہوا کے ذریعہ بچاتا ہے اور حال یہ ہے کہ یہ سارے ذرائع خدا نہیں بلکہ سب غیر خدا ہیں--- انسان اگر کسی کی مخالفت کرتا ہے تو اپنی عقل کے ذریعہ کرتا ہے یہاں تک کہ میرے رسول کے علم کی جب نفی کرتا ہے تو اپنے علم ہی کے ذریعہ کرتا ہے۔

جب میرے رسول کے اختیار کا انکار کرتا ہے تو اپنی زبان اور اپنے اختیار کے ذریعے کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ رسول کو بے اختیار کہنے والے تجھے شرم آنی چاہیے کہ تجھے تو انکار کا اختیار ہے اور سرکار رسالت کو کچھ اختیار نہیں؟---

تمام کام ذرائع سے ہو رہے ہیں، مگر جب اس انسان سے کہا جاتا ہے کہ خدا تک

marfat.com

Marfat.com

پہنچنا ہے تو کہتا ہے کہ اب ذریعہ نہیں چاہیے' بلکہ اب تو ڈائریکٹ پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو یہ ہے کہ وہ سب کچھ براہ راست بلاوسیلہ سب کچھ کردے' مگر قانون یہ ہے کہ واسطوں اور وسیلوں سے کام ہوں۔ دنیا عالمِ اسباب ہے' ہم لوگ اسباب سے وابستہ ہیں۔ پروردگار قادر ہے' بارش کی طرح بچے آسمان سے برسادے' دانہ' بھوسہ' چاول' روٹی' آسمان سے گرادے مگر قانون یہ ہے کہ بچے ماں باپ کے ذریعہ سے' دانے' چاول کاشتکار کے توسل سے پیدا ہوں۔

انسان' عمارت کی معمولی بلندی پر بغیر ذریعہ نہیں آسکتا تو خدا تک بغیر ذریعہ کیسے پہنچ جائے گا؟----- اس وقت کا تصور کرو جب آپ کے ہاتھوں میں طاقت نہ ہوگی' جب آپ کے پیروں میں توانائی نہ ہوگی' جب آپ کو چلنے پھرنے کا اختیار نہ ہوگا' یعنی جب رُوح نکال لی جائے گی' ایسے وقت میں آپ کو اپنے مکان سے قبرستان تک کا ایسا سفر کرنا ہے' ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان والوں کے کاندھے پر آپ جارہے ہیں۔ دیکھئے نہلایا جا رہا ہے مگر دوسرے نہلا رہے ہیں' کفن پہنایا جا رہا ہے مگر دوسرے پہنا رہے ہیں۔ الغرض ایمان والوں کے کاندھے پر آپ وہاں پہنچ رہے ہیں' عزت و احترام کے ساتھ آپ کو اُتارا جارہا ہے--- جب انسان قبر کی منزل تک ڈائریکٹ نہیں پہنچ سکتا ہے تو خدا تک ڈائریکٹ کیسے پہنچے گا---؟

نیچے سے اوپر اگر کوئی آتا ہے تو وہ زینے کے واسطے سے آتا ہے' واسطہ اختیار کرنے پر وہ مجبور ہوتا ہے بغیر واسطہ اوپر کبھی نہیں آسکتا۔ رسی کے ذریعہ' سیڑھی کے ذریعہ یا کسی کے کاندھے کے واسطے سے اوپر آتا ہے' ہیلی کاپٹر کے ذریعہ اوپر آتا ہے۔ لیکن اگر کسی کو اوپر سے دھکیل دیں تو وہ ڈائریکٹ پہنچ جاتے ہیں' زینے کی ضرورت نہیں' رسی کی ضرورت نہیں' ہیلی کاپٹر کی ضرورت نہیں--- اب اگر کوئی کہے کہ میں واسطے سے سفر کر رہا ہوں تو سمجھ لینا کہ نیچے سے اوپر جارہا ہے اس لیے کہ نیچے سے اوپر بغیر واسطہ کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ اور اگر کوئی کہے کہ میں تو ڈائریکٹ سفر کر رہا ہوں تو یقین کرلینا کہ وہ اوپر سے نیچے آرہا ہے--- یہاں ذہن نشین رہے کہ جو نیچے سے اوپر جارہا ہے اس کی آخری منزل اعلیٰ علیین ہے اور جو اوپر سے نیچے آرہا ہے اس کی

marfat.com
Marfat.com

آخری منزل اسفل السافلین ہے۔ منزل بدل گئی سفر کا انداز بدل گیا۔۔۔ اعلیٰ علیین عالمِ برزخ میں سب سے اونچے درجے کا نام ہے اور اسفل السافلین عالمِ برزخ کے جہنم کے سب سے نیچے درجے کا نام ہے۔

اسباب کا ترک نہ کرنا اور ان کو استعمال کرنا شرک نہیں، بلکہ اسباب کو موثر بالذات ماننا شرک ہے۔ خدا تک پہنچنے کا صحیح راستہ یہی ہے کہ بزرگوں کے واسطے سے پہنچا جائے اور اس صحیح راستے کو ابلیس خوب جانتا ہے لہٰذا وہ رکاوٹ ڈالتا ہے کہ اگر یہ چلنے والا اسی راستے پر چلتا رہے تو یقیناً خدا تک پہنچ جائے گا اور جو چھوڑ کر جا رہے ہیں انہیں ابلیس نے بھی چھوڑ دیا۔ جاؤ کہاں جاؤ گے، وہیں تو جا رہے ہو جہاں ہمیں بھیجنا تھا۔۔۔

وسیلہ بنانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ جس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جا رہا ہے وہ بارگاہ ہماری نگاہ میں عظیم ہے۔ ہم جس کی بارگاہ کے گنہگار ہیں اس کے رحمان و رحیم ہونے میں شبہ نہیں، اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں۔ مگر وہ قہار و جبار بھی ہے، اس کے قہر و جبر کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ لہٰذا ہمیں کسی ایسے کی تلاش ضرور کرنی پڑے گی جو ایسا رحیم و کریم ہو کہ ان جرموں اور گناہوں کے باوجود اپنے دامن میں پناہ دینے کے لیے تیار ہو، راضی ہو۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کا اعزاز بارگاہ خداوندی میں اتنا ہو کہ جب کچھ وہ کہے تو رب تبارک و تعالیٰ کا فضل اسے راضی کر دے۔ جس کی تلاش ہو اس کا تعلق اِدھر سے بھی ہو اُدھر سے بھی ہو۔ دیکھو صحابہ نے رسول کو راضی کیا۔ تابعین نے صحابہ کو راضی کیا، تبع تابعین نے تابعین کو راضی کیا۔ ائمہ مجتہدین نے ان کو راضی کیا تو یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔۔۔

وسیلہ کے لیے تین باتیں ضروری ہیں: ایک وہ جس کو بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے، دوسرا وہ جس کو وسیلہ بنائے، تیسرا وہ جو وسیلہ بنائے۔ اللہ وہ ہے جس کی بارگاہ میں وسیلہ بنائیں، رسول وہ ہیں جن کو ہم نے وسیلہ بنایا۔ ہم وہ ہیں جو وسیلہ بنانے والے ہیں (یعنی وسیلہ اختیار کرنے اور وسیلہ چاہنے والے۔)

یہ کہا جاتا ہے کہ وسیلہ سے مراد اسلام، ہمارے نیک اعمال، ہماری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیر و خیرات ہے۔۔۔ مگر اتنا تو یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ چاہے تم کسی کو بھی

marfat.com
Marfat.com

وسیلہ بناؤ مگر وہ وسیلہ خدا نہیں، بلکہ غیر خدا ہی ہے۔ اسلام کو وسیلہ بناؤ تو اسلام کا نام خدا نہیں ہے۔ نماز کو وسیلہ بناؤ تو نماز بھی خدا نہیں ہے، روزہ کو وسیلہ بناؤ تو روزہ بھی خدا نہیں ہے، حج کو وسیلہ بناؤ تو حج بھی خدا نہیں ہے، اعمال خیر و خیرات کو وسیلہ بناؤ تو یہ بھی خدا نہیں۔ کسی انسان کو وسیلہ بناؤ تو یہ بھی خدا نہیں ہے، کسی بزرگ کو وسیلہ بناؤ تو یہ بھی خدا نہیں ہے، کسی نبی و رسول کو وسیلہ بناؤ تو یہ بھی خدا نہیں ہے، جس کو بھی وسیلہ بناؤ یقینی ہے کہ وسیلہ غیر خدا ہی ہے خدا نہیں ہے--- اب اگر کوئی کہے کہ غیر خدا کو وسیلہ وسفارشی نہیں بنایا جا سکتا ہے تو "وابتغوا الیہ الوسیلہ" کا ترجمہ کیا ہوگا اور کیا مطلب بتایئے گا---؟

آیتِ کریمہ کے الفاظ پر غور کرو:

يَا يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ۔ (المائدۃ: ۳۵) — اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے۔

تو معلوم ہوا کہ خطاب ہے ایمان والوں سے۔ اب وسیلے سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ اگر وسیلہ سے مراد ایمان ہوتا تو پھر اسے تلاش کرنے کا حکم ایمان والوں کو نہ دیا جاتا بلکہ اس صورت میں خطاب ان سے ہوتا جو ایمان سے خالی ہیں۔ اس لیے کہ جو ایمان لا چکا تو اب وہ ایمان کیا تلاش کرے۔ الغرض اس آیت میں وسیلے سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا۔ واتقوا اللہ اللہ سے ڈرو، اللہ کی نافرمانی مت کرو، اللہ کے احکام کی اطاعت کرو--- یہی تقویٰ ہے--- واتقوا اللہ میں تقویٰ کا ذکر ہو گیا اور تقویٰ میں سارے اعمالِ صالحہ آ گئے۔ اعمالِ صالحہ کے بغیر کوئی متقی نہیں ہو سکتا۔ اور جاھدوا فی سبیلہ میں جہاد آ گیا۔ اس طرح جہاد کا بھی ذکر الگ کر دیا گیا---

اب وسیلہ سے مراد ایمان نہیں بلکہ جانِ ایمان ہے یعنی ایمان کا دینے والا۔ وسیلے سے مراد اعمالِ صالحہ کی تعلیم دینے والا، وسیلے سے مراد جہاد کا ڈھنگ بتانے والا۔ وسیلہ سے مراد ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم--- وابتغوا الیہ الوسیلہ کا معنی اب یہ ہو گیا کہ اے ایمان والو، اے تقویٰ والو، تم ایمان لائے بہت اچھا کیا، تم نے تقویٰ کی زندگی اختیار کی بہت بہتر کیا، تم نے جہاد اپنا لیا بہت بہتر کیا--- مگر اب سب کچھ

marfat.com
Marfat.com

کر کے رسول کو وسیلہ بھی بنا لو تاکہ بارگاہ قرب تک پہنچ بھی سکو--- ہمارے نیک اعمال، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج... وغیرہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں یا مردود، کسی کو معلوم نہیں اور کوئی بھی یقین کے ساتھ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں، حبیب اللہ ہیں۔ لہٰذا اللہ کے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی تین قسمیں ہیں: پہلی ہماری نگاہوں میں آنے سے پہلے کی زندگی، جبکہ نور محمدی نے ابھی جامہ بشریت نہیں پہنا تھا۔ دوسری جب ہمارے پاس آ گئے یعنی نور محمدی جامہ بشریت پہن کر انسانوں کی ہدایت کے لیے ہماری نگاہوں کے سامنے آیا، یہ تریسٹھ سالہ زندگی پر مشتمل ہے۔ تیسری جب ہماری نگاہوں سے سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم روپوش ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور بھی نہیں ہوا ہے، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے دعا میں میرے رسول کا واسطہ دیا اور کہا کہ الٰہ العالمین اے اللہ! میں اس کی ذات کا وسیلہ دے کر معافی و مغفرت چاہتا ہوں جس کا اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اللہ! مجھے معاف فرمادے۔ بحق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال ہوا۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! تُو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے جان لیا؟ تو حضرت آدم نے معروضہ پیش کیا کہ الٰہ العالمین! جہاں میں نے دیکھا لا الہ الا اللہ وہاں پایا محمد رسول اللہ--- عرش کے پائے پر، عرش کے سینے پر، جنت کے اوراق پر، جنت کے دروازوں پر--- تو میں نے سمجھ لیا کہ یقیناً یہ کوئی محبوب بندہ ہے جس کے نام کو تُو نے اپنے نام کے ساتھ لگا لیا ہے۔ تو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

صدقت یا ادم انہ لاحب الخلق الی اما اذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لک ولو لا محمد ما خلقتک وما غفرتک۔

اے آدم! تُو نے صحیح کہا جس کا تُو نے وسیلہ دیا ہے وہ تمام مخلوق میں میرے نزدیک بہت زیادہ محبوب ہے اور جب تُو نے سوال کر لیا ہے اس کے وسیلے سے تو میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اور اے آدم!

marfat.com

Marfat.com

سنو، اگر ان کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں تجھے
پیدا ہی نہ کرتا۔ معافی کا سوال کیا تھا۔

سیدنا آدم نے اس وقت وسیلہ بنایا جب نور محمدی جامہ بشریت میں نہیں آیا تھا۔
سیدنا امام اعظم خود ہی اپنے قصیدہ نعمانیہ کے اندر تشریح پیش کر رہے ہیں:

انت الذی لما توسل ادم من زلہ بک فاز وھو اباک۔ — اے اللہ کے رسول آپ کی شان وہ ہے کہ سیدنا آدم نے آپ کو اپنی مغفرت کا وسیلہ بنایا۔

وبک الخلیل دعا فعادت نارہ بردا وقد خمدت بنور بھاک۔ — اے اللہ کے رسول، حضرت خلیل کے اوپر جو آتش کدۂ نمرود گل کدہ بن گیا، اس کی وجہ آپ کا نُور تھا جو پیشانی ابراہیم میں چمک رہا تھا۔

فیصلہ ہو گیا۔۔۔ اِدھر نار کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور اُدھر نُور محمدی کو لیے حضرت ابراہیم جا رہے ہیں۔ نار و نُور کا جھگڑا شروع ہو گیا اور قدرت نے فیصلہ کر دیا کہ ساری دنیا نار بن جائے ایک نُور کافی ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ودعاک ایوب لضر مسہ فازیل عنہ الضر حین دعاک۔ — اور اے اللہ کے رسول، حضرت ایوب پر جب پریشانی آئی تھی تو انہوں نے آپ کے وسیلہ سے دُعا کی تھی۔

وکذاک موسی لم یزل متوسلا
بک فی القیامہ یحتمی بحماک

(اور اے اللہ کے رسول، حضرت موسیٰ بھی ہمیشہ آپ کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت میں وہ آپ کی حمایت کے طلبگار ہوں گے)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

لم تزل الامہ تتباشر بہ — یعنی پہلے جتنی امتیں تھیں ان کا یہ

marfat.com
Marfat.com

وتستفتح به حتی اخرجه الله تعالی فی خیر امه وفی خیر قرن وفی خیر اصحاب وفی خیر بلد۔

دستور تھا ان کا یہ طریقہ تھا کہ دشمنوں پر کامیابی میرے رسول کے واسطے مانگا کرتی تھیں اور یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ رسول سب سے اچھی امت میں، سب سے اچھے زمانے میں، سب سے اچھے اصحاب میں، سب سے اچھے شہر میں مبعوث فرمائے گئے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور توریت کے ماننے والے کہا کرتے تھے:

اللهم انصرنا علیهم بالنبی المبعوث فی اخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراه۔

اے اللہ! ہم کو کامیاب کر دے ان دشمنوں پر غالب کر دے اُس نبی کے واسطے سے جو آخری زمانے میں مبعوث ہونے والے ہیں اور جن کی یہ صفتیں ہم توریت میں پا رہے ہیں۔

اللهم انا نستنصرک بالنبی الامی ان تنصرنا علیهم۔

اے اللہ! تجھ سے ہم مدد طلب کر رہے ہیں اس نبی امی کے واسطے سے، تو ہمیں ان کافروں پر غالب فرما دے۔

دیکھو، انبیاء اور انبیاء کا کلمہ پڑھنے والے سب ہی دُعائے مدد کر رہے ہیں میرے رسول کے وسیلے سے۔ ثابت ہو گیا کہ پہلے زمانے میں رسول کو وسیلہ بنایا گیا۔۔۔

اب یہ دیکھیں کہ اس زمانے میں بھی رسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ میں حضرت عثمان ابن حنیف فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے آپ دعا کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جا رہا ہے، آپ نے دعا سکھائی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت نماز پڑھ اور نماز پڑھنے کے بعد دعا یوں کرنا "اللهم انی اسالک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمه۔" اے اللہ! میں سوال

marfat.com
Marfat.com

کرتا ہوں تجھ سے اور اے اللہ! میں متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف، اس نبی کے صدقے سے سوال کر رہا ہوں اس نبی کے وسیلے سے جن کا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو نبی رحمت ہیں، جو رحمت والے نبی ہیں۔ ان کے وسیلے سے۔ بات مکمل تھی مگر دعا ابھی ختم نہیں ہوئی، پھر یہ کہنا:

یا محمد انی قد توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی اللهم فشفعه۔

یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں متوجہ ہوتا ہوں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف تاکہ میری یہ حاجت اور میری یہ ضرورت آپ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ پوری فرما دے۔ اے اللہ! تُو اپنے رسول کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما لے۔

(یعنی اے اللہ! میں نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے ان کو سفارش کے لیے ہاتھ اٹھوا دیا ہے اور اب تُو ان کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما لے)------ سرکار کے لیے یہ بھی آسان تھا کہ لعاب دہن لگاتے روشنی آ جاتی۔ سرکار کے لیے یہ بھی آسان تھا کہ ہاتھ رکھ دیتے روشنی آ جاتی--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت قتادہ کی نکلی ہوئی آنکھوں کو حلقہ چشم میں رکھ کر درست کر سکتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں کے ساتھ بھی ایسا سلوک فرما سکتے ہیں--- لیکن اگر رسول لعاب دہن لگا دیتے تو یہ ایک واقعہ بن کر ہمارے پاس آتا اور ہم رسول کے اختیار کے آگے سر نیاز جھکا دیتے مگر ہمیں کیا ملتا، ہم وسیلے کی اہمیت کو کیسے سمجھتے؟--- سرکار ہمیں کچھ دینا بھی چاہتے ہیں، وسیلہ کو سمجھانا چاہتے ہیں، اس لیے یہ دعا قیامت تک مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے، اس میں نداء بھی ہے وسیلہ بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد بھی مانگی گئی۔

ہماری نگاہوں سے روپوش ہونے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا گیا۔ حضور کا مقدس سراپا ابھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ رُوحِ مبارک ایک آن کے لیے بہ مقتضائے "کل نفس ذائقة الموت" نکالی جا چکی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر، رسول کی نعش مبارک کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور پھر چہرۂ مبارک کو دیکھ کر کیسی پیاری

marfat.com

Marfat.com

بات کہتے ہیں:

ولو ان موتک کان اختیار ربا نجدنا لموتک باالنفوس۔	اے رسول! اگر آپ کی موت کا عوض کچھ ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم اس حال کو دیکھنے کے لیے راضی نہ ہوتے اور اپنے کو قربان کر دیتے۔
اذکرنا عند ربک یامحمد ولنکن من بالک۔	اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کے یہاں ہمیں بھولنا اور فراموش نہ کرنا۔ ہمیں اپنے رب کے حضور میں یاد کرنا ہمارا ذکر۔

صدیق اکبر، رُوح نکلنے کے بعد رسول سے کہہ رہے ہیں اور ہمیں یہ عقیدہ دے رہے ہیں کہ جس اسلام کو ہم نے رسول سے پایا اس اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول یہاں بھی ہمیں کام دے رہے ہیں اور رسول ہی وہاں بھی کام دیں گے۔۔۔

ایک مرتبہ عہد فاروقی کے اندر قحط پڑ گیا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی۔ صحابی رسول حضرت بلال ابن حارث، رسول کی بارگاہ میں پہنچے اور کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! آپ کی امت پریشان ہے، بارش نہیں ہو رہی ہے حضور دعا فرمائیں۔ دعا تو حضرت بلال خود بھی کر سکتے تھے مگر وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔ سرکار عربی نے خواب دکھایا اور حضرت بلال کو بارش کی خوشخبری سنائی اور کہا: عمر کو جاؤ میرا اسلام کہو۔ اور جب حضرت فاروق اعظم کی بارگاہ میں حضرت بلال پہنچے اور انہوں نے خبر دی تو وہ رونے لگے۔۔۔ بہر حال انہوں نے اس وسیلے کو اپنے عمل سے جائز قرار دیا۔۔۔۔۔ اور ایسے ہی ایک مرتبہ قحط کا زمانہ آیا تھا، حضرت عائشہ کی بارگاہ میں لوگ آئے تھے، معروضہ پیش کیا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے کچھ تدبیر بتائیے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول کا جو مزار پاک ہے اس کے اوپر والی چھت میں سوراخ کر دو کہ رسول کا مزار اور آسمان کے بیچ میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔۔۔ حضرت عائشہ زبردست فقیہہ اور محدث تھیں، انہوں نے یہ تدبیر بتائی۔ جب قوم نے ایسا کر دیا، خوب جھوم کے بارش ہوئی۔ سارے صحابہ نے اس طریقہ استعانت، اس

marfat.com
Marfat.com

طریقہ استمداد، اس طریقہ توسل پر کوئی اعتراض نہیں کیا، گویا خاموش ہو کر کے سبھوں نے اجماع کی مہر لگادی۔ اس کو اصحابِ فن کہتے ہیں کہ یہ اجماعِ سکوتی ہے۔

عہد فاروقی میں حاکم حلب کے لشکر جرار سے مقابلہ ہوا تھا، اس وقت حضرت کعب ابن حمزہ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کی حمایت کے لیے بہت ہی بے قرار اور مستعد دکھائی پڑ رہے ہیں۔ ان کے الفاظ سنو: یامحمد... یامحمد... میدانِ جنگ سے لفظ "یا" سے پکارا جا رہا ہے۔ یامحمد... یامحمد... یا نصر اللہ انزل معاشر المسلمین اتبعوا انما ھی ساعتہ وانتم الاعلون۔ اے محمد، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اے اللہ کی مدد نازل ہو جا۔ اتنا کہنا تھا کہ دل کو یقین ہو گیا۔۔۔ کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! گھبراؤ نہیں، ثابت قدم رہو۔ اب مدد آنے والی ہے، سرفرازی تمہارے لیے ہے، سربلندی تمہارے لیے تمہارے لیے ہے۔۔۔ رسول کو میدانِ جنگ میں وسیلہ بنا کر پکارا جا رہا ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم اپنے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ کے ذریعہ ایک خط حضرت ابو عبیدہ کے پاس بھیج رہے ہیں اور حضور کے وسیلے سے دعا بھی فرماتے ہیں، پھر وہ جب بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے جاتے ہیں تو وہاں حضرت عباس، حضرت علی، حضرت حسنین بھی موجود ہیں، انہوں نے ان سے بھی دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے دعا فرمائی:

اللھم نتوسل بھذا النبی المصطفٰی والرسول المجتبٰی الذی توسل بہ ادم فاجبت دعوتہ۔	اے اللہ! ہم اس رسول مصطفٰے اور نبی مجتبٰی کے وسیلے سے دعا کر رہے ہیں، وہ نبی ہیں جن کے وسیلے سے حضرت آدم نے دعا کی تھی تو تُو نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا تھا۔

تو بتایئے وسیلہ بنایا گیا کہ نہیں بنایا گیا؟ حضرت علی اطمینان کی بات کرتے ہیں کہ اللہ ان کی دعاؤں کو رد نہ فرمائے گا۔ حضرت علی، حضرت عباس، حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ اس لیے رد نہ فرمائے گا کہ یہ اس نبی کا وسیلہ دے رہے ہیں جو نبی، خدا کی بارگاہ میں اکرم الخلق ہے، ساری مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سیدنا امام اعظم نے تو بڑی پیاری بات کہی:

یا سید السادات جئتک قاصدا

ارجو رضاک واحتمی بحماک

(اے پناہ دینے والوں کے پناہ دینے والے! ہم آپ کی بارگاہ میں بالقصد آئے ہیں۔ آپ کی رضا چاہتے ہیں اور آپ کی حمایت کے طلبگار ہیں)

انت الذی لولاک ما خلق امر

کلا ولا خلق الوری لولاک

(اے رسول! اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی آدمی نہ پیدا کیا گیا ہوتا بلکہ کوئی مخلوق ہی نہ پیدا کی جاتی اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا)

انا طامع بالجود منک ولم یکن

لابی حنیفہ فی الانام سواک

(اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی سخاوت کے حریص ہیں' ہم آپ کی سخاوت چاہتے ہیں' ہم آپ کے دریوزہ گر ہیں' اے میرے رسول! ہم آپ کے بھکاری ہیں' اے محبوب! ہم آپ کی بارگاہ میں نہ آئیں تو کہاں جائیں؟ اس لیے کہ ابو حنیفہ کے لیے دنیا میں آپ کے سوا کوئی نہیں ہے)

ذرا غور تو کرو یہ وسیلہ مانگا کہ نہیں مانگا۔۔۔؟

علامہ عبدالرحمن جامی وسیلہ رسول اختیار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ز مجوری برآمد جانِ عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

(آپ کی جدائی سے اے اللہ کے رسول! عالم کی جان نکلتی جا رہی ہے تو اے اللہ کے نبی رحم فرمائیے' اے اللہ کے نبی رحم فرمائیے)

علامہ جامی نے نبی سے ایک تو رحم مانگا دوسرے یا کہہ کے پکارا۔۔۔

غریبم یا رسول اللہ غریبم

ندارم در جہاں جز تو حبیبم

marfat.com
Marfat.com

(اے اللہ کے رسول! میں غریب ہوں میں غریب ہوں، میں دنیا میں آپ کے سوا کسی کو اپنا حبیب نہیں رکھتا)

مرض دارم ز عصیاں لا دوائے
مگر الطافِ تو باشد طبیبم

(اے اللہ کے رسول! ہم گناہوں کا لادوا مرض رکھتے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں مگر اے سرکار! آپ کا کرم آپ کے الطاف، آپ کی مہربانیاں ہماری حکیم ہیں ہماری طبیب ہیں)

پھر یہ رسول کا چاہنے والا رسول کا سچا غلام جھوم کر کہتا ہے:

بریں نازم کہ ہستم امت تو
گنہ گارم ولیکن خوش نصیبم

(مجھے اس بات پر ناز ہے کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی امت ہیں، گنہ گار ہیں مگر خوش نصیب ہیں)

نسیما جانبِ بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

کیا ضرورت ہے خبر کرنے کرانے، معلوم ہوا کہ:

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھئے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

حضرت امام شرف الدین بوصیری پر ایک مرتبہ فالج کا اثر ہوا تو انہوں نے قصیدہ لکھا اور اسی قصیدہ کو اپنی بیماری میں پڑھتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں کرتے رہے اور گریہ و زاری کرتے رہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے ہیں اور آکر چادر اُڑھا دی--- سرکار نے پہلے ان کے مفلوج بدن پر اپنے دست مبارک کو پھیر دیا اور چادر اُڑھا دی۔ جب آنکھ کھلتی ہے تو چادر موجود ملتی ہے۔ دیکھا مرض دُور ہو چکا ہے، سوچا کسی سے کہنا نہیں چاہیے یہ راز کی بات ہے، مگر دوستو! ایک مجذوب مل گئے، ان کو

marfat.com
Marfat.com

انہوں نے کہا: ذرا سناؤ تو وہ قصیدہ۔ کہا: کیا قصیدہ؟ کہا: جس کا مطلع یہ ہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے اور دوسرا شعر یہ ہے۔ یہ بے چارے مجبور ہو گئے' کہا: کیسے تمہیں معلوم ہوا۔ کہا: بارگاہ رسول میں' میں نے اس کو سنا ہے۔ اللہ کے رسول کی بارگاہ میں جب سنانے والا سنا رہا تھا تو رسول ایسا جھوم رہے تھے جیسے میوہ دار شاخ جھومتی ہے اور رسول نے اس پڑھنے والے کو از راہ کرم ایک چادر بھی اُڑھا دی تھی' تو وہ چادر والا قصیدہ مشہور ہو گیا یہ وہی قصیدہ بردہ شریف ہے۔ یعنی وہ قصیدہ جو بارگاہ رسول میں اتنا مقبول ہو گیا کہ۔ سرکار نے اپنی چادر مبارک انعام میں عطا فرمائی۔

رسول کو ہر زمانے میں وسیلہ بنایا گیا۔ بنانے والے صالحین تھے' بنانے والے ائمہ تھے' بنانے والے صحابہ تھے' بنانے والے انبیاء تھے' بنانے والے مرسلین تھے۔ تو اب اگر وسیلہ بنانا شرک ہو جائے تو مشرکوں کی تعداد کتنی بڑھ جائے گی۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

بتاؤ ہدایت کس نے دیا--- خدا نے--- مغفرت کون دے گا--- خدا دے گا۔ نجات کو کون پہنچائے گا--- خدا پہنچائے گا--- مگر بتاؤ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے--- الٰہ العالمین! جب ہدایت دینی تھی تو کیا ضرورت تھی نبی بھیجنے کی؟ ڈائریکٹ ہدایت بھیج دیا ہوتا اور ڈائریکٹ قرآن اتار دیا ہوتا ہر گھر میں ایک قرآن ہوتا ہر گھر میں ایک انجیل ہوتی' ہر گھر میں ایک توریت' ہر گھر میں ایک زبور--- جو نکلتا تو چار کتاب دبائے نکلتا--- کیا ضرورت تھی کسی نبی کی؟ کیا ضرورت تھی کسی رسول کی؟ لغت (ڈکشنری) کی کمی نہیں ہے' سب ڈکشنری دیکھ کر قرآن سمجھ لیتے--- اور اس کے بعد میں پھر یہ بھی سوچتا ہوں اس کے اتارنے کی بھی ضرورت کیا تھی؟ اس لیے کہ اگر کتاب کے ذریعہ ہدایت ہوئی تو کتاب بھی وسیلہ بن جائے گی----- لطف کی بات دیکھو! اللہ نے جب اپنا کلام نازل کیا تو حضرت جبرئیل کا وسیلہ--- وہاں بھی وسیلہ--- اب تو بڑی مشکل ہو گئی' خدا کی معرفت خدا دیتا ہے مگر سنو "کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت نور محمد" میں خزانہ مخفی تھا (چھپا ہوا

marfat.com

Marfat.com

خزانہ) تو میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے نور محمد کو پیدا کیا کہ ان کو جب تک نہ پہچانو گے، مجھ کو نہ پہچانو گے--- ان کو جب تک نہ مانو گے مجھے بھی نہیں مان سکتے--- ان کی اطاعت میری اطاعت--- پتا چلا کہ:

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

مگر زینے کو زینہ ہی سمجھنا--- زینے کو اگر چھت کہہ دیا تو بھی غلطی ہوگی اور اگر زینے کو فرش کہہ دیا تو بھی غلطی ہوگی--- زینہ نہ فرش ہے نہ چھت--- کیا مطلب؟ زینے کو نہ چھت سے ملاؤ نہ فرش سے ملانا--- جس کو تم وسیلہ بنا رہے ہو اسے اگر خدا سے ملاؤ گے تو غلطی ہوگی اور اگر اپنے سے ملاؤ تو غلطی ہوگی۔ زینہ، زینہ ہوتا ہے، نہ زمین، نہ چھت--- ہاں اتنا ضرور ہے کہ زینے کا تعلق اِدھر سے بھی اور اُدھر سے بھی، نیچے بھی ایک ہاتھ ہے اُوپر بھی ایک ہاتھ ہے--- اِدھر سے لے رہا ہے، اُدھر دے رہا ہے۔ اُدھر کی سن رہا ہے اِدھر سنا رہا ہے--- اب اگر تم سلامتی سے جانا چاہو تو زینے سے جاؤ۔ اور سلامتی سے اُترنا چاہو تو زینے سے اُترو---

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

(خطبات برطانیہ... شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی)

* مولانا شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ ہمزیہ میں اس طرح استغاثہ فرماتے ہیں:

"اے اللہ کے رسول، اے تمام خلق سے بہتر! قیامت کے دن، میں آپ کی عطا بخشش چاہتا ہوں، جب کوئی سخت مصیبت پیش آئے تو حضور ہی ہر بلا کے بچاؤ کے لیے قلعہ ہیں۔ حضور ہی کی طرف میری نظر ہے اور حضور ہی میرا سہارا ہیں اور حضور ہی سے ہر بھلائی کی طمع اور حضور ہی سے اُمید ہے۔"

* مولانا شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے

marfat.com
Marfat.com

قصیدۂ اطیب النغم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں:

"آپ ہر لحظہ وجود عالم کے دارومدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی ہیں اور ہر شدت میں پریشان بے قرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں اور ہر ایک توبہ کرنے والے کے لیے بخشش کا وسیلہ ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی کی طرف آنکھ اُٹھتی ہے۔"

* حضرت حاجی حافظ شاہ امداد اللہ رحمتہ اللہ علیہ دربار نبوی میں یوں عرض کرتے ہیں:

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جُرم و عصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ!
پھنسا ہوں بے طرح گردابِ غم میں، ناخدا تم ہو
میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یارسول اللہ!
جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو تراؤ یا ڈُباؤ یارسول اللہ!

(رسالہ دردنامہ غمناک)

اولیاء اللہ اور انبیاء کو وسیلہ ٹھہرا کر بارگاہ الٰہی میں التجا کرنی اور دعا مانگنی جائز ہے--- مثلاً یوں کہے کہ الٰہی! فلاں بزرگ کے وسیلہ سے یا تصدق و طفیل سے میرا کام کر دے۔

انبیاء، اولیاء کو وسیلہ بنانا مقبولیت دعا کا سبب ہو سکتا ہے، پس ان حضرات کو وسیلہ بنا کر دُعا مانگنی چاہیے--- (نصاب اہلِ خدمات شرعیہ، جامعہ نظامیہ حیدر آباد)

marfat.com
Marfat.com

عبادت اور شرک کی جاہلانہ تشریح

آج کل لوگوں نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں شرک کو نہایت ہی معمولی چیز بنا دیا ہے۔ ان کے نزدیک عبادت وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیے ہوں اور ان کو بندوں کے لیے بندگی کا نشان بنایا ہوا ہے' لہٰذا ایسے کام غیر خدا کے لیے کرنا شرک و بُت پرستی ہے۔ ان کے خیال میں کسی کو نداء کرنا یعنی دُور سے پکارنا اور یہ خیال کرنا کہ دُور کی آواز وہ سنتے ہیں زندہ اور حاضر کی طرح--- لفظ یا سے مخاطب ہونا... یارسول اللہ' یانبی اللہ' یاحبیب اللہ کہنا شرک ہے۔ کسی کی دہائی دینا' کسی غیر سے مدد لینا' بزرگ مقامات کا ادب کرنا' کسی کی یادگار منانا' کسی کی طرف اپنے کام' یا اپنے نام کی نسبت کرنا یعنی علی بخش' نبی بخش' عبدالنبی' عبدالرسول نام رکھنا' سہرا باندھنا' کسی کی تعظیم کرنا غیر اللہ کی عبادت ہے اور شرک ہے------ مزید ان کا یہ کہنا ہے کہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ ان کو خدا کا بندہ اور خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے تھے کہ ہم ان کو ایسے پوجتے ہیں کہ

لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ تاکہ یہ ہم کو خدا سے قریب کردیں۔

(الزمر: ۳)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو وسیلہ جاننا اور اس کو پکارنا عبادت ہے' اسی لیے وہ لوگ مشرک قرار دیئے گئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اگر عبادت کی یہ تعریف صحیح مان بھی لی جائے جیسا کہ موجودہ دور کے بدمذہب جاہلوں کا خیال ہے، تو جن چیزوں کو وہ شرک کہتے ہیں حقیقت میں وہ شرک نہیں ہوتے، اور اس عقیدہ کی بنا پر دنیا میں کوئی بھی شرک سے نہیں بچ سکتا۔

استعانت (مدد) اور توسل (وسیلے) کی بحث تو ہم ایاک نستعین میں کر چکے ہیں---

دُور سے آواز سننا

دُور سے آواز سننا ہرگز اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے کیونکہ دُور سے آواز تو وہ سنے جو پکارنے والے سے دُور ہو۔ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، خود فرماتا ہے:

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ (ق: ۱۶)	ہم تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔
وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ (البقرۃ: ۱۸۶)	جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو فرما دو کہ ہم قریب ہیں۔
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۔ (الواقعہ: ۸۵)	ہم اس بیمار سے بمقابلہ تمہارے زیادہ قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ تو قریب ہی کی آواز سنتا ہے، ہر آواز اس کے قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے--- اور اگر مان لیا جائے کہ دُور کی آواز سننا اس کی صفت ہے تو قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے، لہٰذا چاہیے کہ قریب والے کو بھی سامع سمجھ کر نہ پکارو ورنہ مشرک ہو جاؤ گے، سب کو بہرا جانو--- نیز جس طرح دُور کی آواز سننا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اسی طرح دُور کی چیز دیکھنا دُور کی خُوشبو پالینا بھی تو صفت الٰہی ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خُوشبو پا لی اور فرمایا: انی لا جد ریح یوسف۔ بتاؤ یہ شرک ہوا یا

marfat.com

Marfat.com

نہیں---؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ پاک سے حضرت ساریہ کو آواز دی جو مقامِ نہاوند میں جنگ کر رہے تھے اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سن لی۔

(دیکھو مشکوۃ باب الکرامات فصل ثالث)

تفسیر رُوح البیان و جلالین و مدارک وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت واذن فی الناس بالحج کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام رُوحوں کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندو! چلو۔ قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں سب نے وہ آواز سن لی، جس نے لبیک کہہ دیا وہ ضرور حج کرے گا اور جو رُوح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتی--- کہئے یہاں تو دُور کے علاوہ پیدائش سے پہلے حضرت خلیل کی آواز سن لی--- یہ شرک ہوا یا نہیں---؟ اسی طرح حضرت خلیل نے بارگاہ رب جلیل میں عرض کیا کہ مولیٰ! مجھے دکھا دے کہ تو مُردے کس طرح زندہ فرمائے گا، تو حکم ہوا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت چار پہاڑوں میں رکھو---

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا۔ تم انہیں پکارو دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ (البقرۃ: ۲۶)

دیکھو مُردہ جانوروں کو پکارا گیا اور وہ دوڑے--- تو کیا اولیاء اللہ ان جانوروں سے بھی کم ہیں؟ آج ایک شخص لندن میں بیٹھ کر بذریعہ ٹیلیفون ہندوستان کے آدمی سے بات کرتا ہے اور یہ سمجھ کر اس کو پکارتا ہے کہ ہندوستان کا آدمی اس آلہ کے ذریعہ میری بات سنتا ہے--- یہ پکارنا شرک ہے کہ نہیں؟--- تو اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ قوتِ نبوت ٹیلیفون کی قوت سے زیادہ ہے تو حضرات انبیاء اس قوتِ خداداد سے ہر ایک کی آواز سنتے ہیں۔ پھر پکارے یارسول اللہ، الغیاث، تو کیوں شرک ہوا---؟

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک سفر میں جاتے ہوئے ایک جنگل میں چیونٹی کی آواز دُور سے سنی، وہ کہتی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ — اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ، تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کا لشکر

marfat.com
Marfat.com

سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ - (النمل: ۱۸) بے خبری میں۔

تفسیر رُوح البیان وغیرہ میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ آپ نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی --- خیال تو کرو کہ چیونٹی کی آواز اور تین میل کا فاصلہ --- کہئے یہ شرک ہوا کہ نہیں --- ؟ مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر میں ہے کہ دفن کے بعد میت قبر میں باہر والوں کے پاؤں کی آواز سنتا ہے اور زائرین کو دیکھتا اور پہچانتا ہے --- اسی لیے قبرستان میں جا کر اہلِ قبور کو سلام کرنا چاہیے۔ اس قدر مٹی کے نیچے ہو کر اتنی آہستہ آواز کو سننا کس قدر دُور کی آواز سننا ہے۔ کہو شرک ہوا کہ نہیں --- ؟

اللہ کا ولی خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی قوت عطا فرما دے وہ اگر دُور سے سن لے تو شرک کیوں ہے --- ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور سنتا تھا حالانکہ شکم مادر یعنی ماں کے پیٹ میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی عرش و فرش کی تمام آوازیں سنتے تھے --- حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے لڑے تو جنت سے حور پکار کر اسے ملامت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ گھر کی چار دیواری کی جنگ کو حور اتنی دُور سے دیکھتی اور سنتی ہے ---

انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ دُور کی آوازیں سناتا ہے تو یہ سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی ہے، مخلوق کے لیے عطائی۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت قدیم، مخلوق کی یہ حادث۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت کسی کے قبضہ میں نہیں، مخلوق کی یہ صفت اللہ کے قبضے میں --- اللہ کا یہ سننا بغیر کان وغیرہ عضو کے، مخلوق کا سننا کان سے --- اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا --- ؟ (جاء الحق... حکیم الامت مفتی احمد یار خاں)

marfat.com
Marfat.com

جنّت میں حضور ﷺ کے آگے حضرت بلال کے جوتوں کی آواز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال! میں نے جنّت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں اس وقت موجود نہ تھے مگر زمین کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی، تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دُور کی آواز سننا ثابت ہوا--- اگر قیامت کے بعد ان کے چلنے کی آواز مراد ہو تو آواز پیدا ہونے سے پہلے سننا ثابت ہوگا یہ پہلے سے بھی زیادہ کمال کا موجب ہے۔ یا یوں کہو کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر بھی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل اس وقت جنّت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلے جس کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لیے بیک وقت دو جگہ موجود ہونا ثابت ہوا--- جن کے غلاموں کی یہ شان ہو ان کے آقا کی شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے---؟

ایک جسم کا آنِ واحد میں دو جگہ حاضر ہونا

صحیح مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے، بیت المقدس جاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی حال ہے کہ وہ زندہ ہیں اور وہ اپنی قبور مقدسہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ (رواہ البیہقی) اس کے باوجود مسجد اقصیٰ میں بھی سب موجود تھے۔ حدیث شریف میں وارد ہے:

قال جبریل صلی خلفک کل نبی بعثہ اللہ عزوجل۔ (تفسیر ابن کثیر)

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: حضور! اللہ عزوجل کے ہر مبعوث فرمائے ہوئے نبی نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ (یعنی تمام انبیاء و مرسلین نے بیت المقدس میں حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی)

marfat.com
Marfat.com

لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر پہنچے تو ساتوں آسمانوں پر حضرات انبیاء علیہم السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا--- امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فوائد معراج شریف بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ فوائد معراج میں سے ایک فائدہ یہ ہے:

شھود الجسم الواحد فی مکانین فی ان واحد۔ | یعنی آنِ واحد میں ایک ہی جسم کا دو جگہ حاضر ہونا۔ (الیواقیت والجواہر)

اس کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> میں نے آدم کو دیکھا، موسیٰ کو دیکھا، ابراہیم کو دیکھا۔ اور اپنے اس کلام مبارک میں اطلاق رکھا اور رُوح کی قید لگا کر یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آدم کی رُوح کو دیکھا (علیٰ نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام)--- مسجد اقصیٰ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر جس موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات دوبارہ فرمائی وہ بعینہٖ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اپنی قبر شریف میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے---

تو اے وہ شخص جو ایک جسم کے بیک وقت دو جگہ ہونے کا منکر ہے، اس حدیث معراج پر تیرا کس طرح ایمان ہو گا---؟

بحث نداء یارسول اللہ، یا نعرۂ یارسول اللہ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نداء کرنا قرآن کریم، فعل ملائکہ، فعل صحابہ کرام اور عمل امت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے بہت مقامات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو نداء فرمائی: یایھا النبی، یایھا الرسول، یایھا المزمل، یایھا المدثر وغیرہ۔ ان تمام آیات میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارا گیا ہے۔ ہاں دیگر انبیائے کرام کو ان کے نام سے پکارا۔ یاموسیٰ، یاعیسیٰ، یایحییٰ، یاابراہیم، یاآدم وغیرہ۔ مگر محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کو پیارے پیارے القاب سے ندا فرمائی--- بلکہ قرآن نے عام مسلمانوں

marfat.com
Marfat.com

کو بھی پکارا: یاایھا الذین امنوا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہمارے محبوب علیہ السلام کو پکارو مگر اچھے القاب سے۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارنے سے نہیں روکا گیا بلکہ فرمایا گیا ہے کہ اوروں کی طرح یعنی آپس میں ایک دوسرے کو جس طرح پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو---

ہم ایک دوسرے کو دن رات پکارتے ہیں، غرضیکہ پکارنے کو شرک کہنا عجیب حماقت ہے۔ انسان ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا مُردہ، اس کو عبادت کی نیت سے پکارنا خواہ دُور سے ہو یا نزدیک سے، شرک ہے۔ لیکن کسی کو محض ندا کرنا جب کہ جس کو پکارا جا رہا ہے اس کے متعلق پکارنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو، شرک نہیں۔ اور اس کو بھی شرک قرار دینا بہت بڑی جسارت اور زیادتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو پکارنا شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ کسی حال میں بھی شرک نہیں---انسان اور غیر انسان، زندہ اور فوت شدہ، نزدیک اور دُور کی قید اور شرط سب من گھڑت ہیں--- آپ غور فرمائیے اگر دُور سے پکارنا ہی شرک ہو تو کیا کسی بُت کے پاس بیٹھ کر اسے پکارنا شرک نہیں ہو گا---؟ اگر آپ کہیں کہ چونکہ یہ بے جان ہیں اس لیے ان کو نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے۔ تو آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو زندہ فرعون کی اس کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے روبرو اس سے فریاد کرتے تھے۔ یقیناً وہ بھی مشرک تھے اگرچہ وہ دُور سے پکار نہیں رہے تھے، اگرچہ وہ بے جان کو پکار نہیں رہے تھے----- شرک کی حقیقت یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے اس کے متعلق اس کا عقیدہ کیا ہے اور وہ اس کو الٰہ، معبود اور خدا یقین کرتا ہے تو یہ شرک ہے خواہ دُور سے ہو یا نزدیک سے۔ وہ زندہ ہو یا مُردہ۔ قرآن مجید نے بارہا اس کی تصریح کی ہے:

لا تدعوا مع اللہ الٰھا اخر۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو۔

اسی لیے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض حال کرنا یا صلوٰۃ و سلام

marfat.com

Marfat.com

پیش کرنا شرک نہیں --- کوئی کلمہ گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود و الٰہ نہیں سمجھتا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے۔ بلکہ ہر نماز میں کئی بار وہ اعلان کرتا ہے کہ

اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ — میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

وہ آیات جو مشرکین عرب کے حق میں نازل ہوئیں ان کو اہلِ اسلام پر چسپاں کرنا تو خارجیوں کا شیوہ تھا۔ معلوم نہیں اپنے آپ کو اہلسنت کہلانے والے خوارج کے پیروکار کب سے بن گئے ہیں۔

مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے عرض کیا یامحمد اخبرنی عن الاسلام نداء پائی گئی --- مشکوٰۃ باب وفات النبی میں ہے کہ بوقت وفات ملک الموت نے عرض کیا کہ یامحمد ان اللہ ارسلنی الیک نداء پائی گئی ---
ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجہ میں حضرت عثمان ابن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے۔ ان کو یہ دعا ارشاد ہوئی:

اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمہ یامحمد انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم فشفعہ فی قال ابو اسحق ھذا حدیث صحیح۔

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام نبی الرحمتہ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی، تاکہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! میرے لیے حضور کی شفاعت قبول فرما --- ابو اسحٰق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

یہ دعا قیامت تک کے مسلمانوں کو سکھائی گئی۔ اس میں نداء بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد بھی مانگی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ انہوں نے بھی اپنی اس تکلیف میں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ مارا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پیر سو گیا۔ پس ایک شخص نے ان سے کہا کہ ایسے شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو بہت محبوب ہو۔ پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پکارا: یامحمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(اخرجہ البخاری فی الادب المفرد)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس نعرہ کی برکت سے ان کا پاؤں درست ہو گیا اور تکلیف جاتی رہی۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ مصائب و شدائد کے وقت اللہ والوں کو پکارنے اور استغاثہ کرنے سے مصائب و شدائد سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔۔۔

غور فرمایئے، حضرت ابن عمر صحابی ہیں اور فقہاء صحابہ میں شمار کیے جاتے ہیں، یہ جلیل القدر صحابی پاؤں کی تکلیف کے وقت یامحمداہ کا نعرہ بلند فرما کر اپنی تکلیف سے نجات حاصل کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر جب کسی سفر سے واپس آتے تو روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتے تھے: یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو، یا ابابکر! آپ پر سلام ہو، اے پیارے باپ! آپ پر سلام ہو۔ (خلاصۃ الوفا)

غور فرمایئے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کس کس کو پکارا! سید عالم کو پکارا، صدیق اکبر کو پکارا اور اپنے والد ماجد فاروق اعظم کو پکارا۔ اگر غیر اللہ کو پکارنا شرک اور ناجائز ہوتا تو ایک جلیل القدر صحابی ہرگز ایسا نہ کرتے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

اذا دخلت المسجد اقول: السلام علیک ایھا النبی ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔	جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو یوں عرض کرتا ہوں: یانبی اللہ! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(شفا قاضی عیاض)

عالمگیری جلد اوّل کتاب الحج آداب زیارت قبر نبی علیہ السلام میں ہے:

marfat.com
Marfat.com

ثم یقول السلام علیک یانبی اللہ اشہد انک رسول اللہ۔
اے نبی! آپ پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: ویقول السلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ۔ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار۔ پھر فرماتے ہیں: فیقول السلام علیک یا امیر المومنین۔ السلام علیک یا مظہر الاسلام۔ السلام علیک یا مکسر الاصنام۔ یعنی صدیق اکبر کو یوں سلام پیش کرے کہ آپ پر سلام ہو، اے رسول اللہ کے سچے جانشیں! آپ پر سلام ہو، اے رسول اللہ کے غار کے ساتھی--- اور حضرت فاروق کو یوں سلام کرے: آپ پر سلام ہو اے مسلمانوں کے امیر! آپ پر سلام ہو اے اسلام کو چمکانے والے! آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے والے! رضی اللہ تعالیٰ عنہما--- اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی نداء ہے اور حضور کے پہلو میں آرام فرمانے والے حضرت صدیق و فاروق کو بھی---

مسلم، آخر جلد دوم باب الہجرت میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ پاک میں داخل ہوئے تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہوگئے۔ نعرے لگاتے تھے: یا محمد، یارسول اللہ، یا محمد، یارسول اللہ---

اس حدیث مسلم سے نعرۂ رسالت کا صراحتاً ثبوت ہوا اور معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام نعرہ لگایا کرتے تھے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتح القدیر میں ہے کہ جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار کر صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس کھڑا ہو کر آیت کریمہ ان اللہ وملئکتہ تلاوت کرے پھر صلی اللہ علیک یا محمد ستر مرتبہ پڑھے تو اس کو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے: ان پر اور تجھ پر اللہ رحمت نازل فرمائے۔
(فتح القدیر)

marfat.com
Marfat.com

اسی فتح القدیر میں ہے کہ زائر روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت سلام پیش کرنے کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں اپنی درخواست ان الفاظ میں پیش کرے اور یوں کہے:

یارسول اللہ اسئلک الشفاعه یارسول اللہ اسئلک الشفاء واتوسل بک الی اللہ تعالی۔

یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔ یارسول اللہ! میں آپ سے شفاء جسمانی اور رُوحانی کا سوال کرتا ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔

فتح القدیر کی اس عبارت سے جس طرح ندائے یارسول اللہ کا جواز ثابت ہوا اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت اور شفائے جسمانی و رُوحانی کا سوال کرنا اور آپ کو دربار خداوندی میں وسیلہ بنانا بھی جائز ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دُور یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے۔ ان کی ظاہری زندگی پاک میں بھی اور بعد وفات شریف بھی، خواہ ایک ہی شخص عرض کرے یارسول اللہ یا ایک جماعت مل کر نعرۂ رسالت لگائے یارسول اللہ، ہر طرح جائز ہے۔ (جاء الحق)

اکابر امت، اولیائے ملت، مشائخ و بزرگانِ دین اپنی دُعاؤں اور وظائف میں یارسول اللہ کہتے ہیں۔

قصیدہ بُردہ میں ہے:

یا اکرم الخلق ما لی من الوذبه
سواک عند حلول الحادث العمم

"اے بہترین مخلوق! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔"

امام زین العابدین فرماتے ہیں اپنے قصیدہ میں:

یا رحمه للعلمین ادرکٔ لزین العابدین
محبوس ایدی الظلمین فی موکب والمزدحم

marfat.com
Marfat.com

"اے رحمۃ للعالمین! زین العابدین کی مدد کو پہنچو، وہ اس ازدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔"

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

یا سید السادات جئتک قاصدا
ارجوا رضاک و احتمی بحماک

"اے پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں، آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔"

ان اشعار میں حضور کو نداء بھی ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے استعانت بھی۔ اور یہ نداء دُور سے بعد وفات شریف ہے۔ تمام مسلمان نماز میں کہتے ہیں: السلام علیک ایھا النبی ورحمہ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارنا واجب ہے۔

عقیدہ: نبی اور ولی بے شک ہماری پکار سنتے ہیں اور ہماری مدد فرماتے ہیں، لہٰذا دُور و نزدیک سے پکارنا یا رسول اللہ، یا علی مشکل کشاہ یا غوث المدد کہنا یہ جائز ہے، ہرگز شرک نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت و قدرت عطا فرمائی ہے۔

پھولوں کا سہرا باندھنا

سہرا باندھنا قطعاً شرک نہیں ہو سکتا۔ سہرا سر پر باندھا جاتا ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو تو معاذ اللہ، سر اور جسم کو اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی اعضاء سے پاک ہے۔ جسم اور اعضاء کا اقرار کرنا کفر ہے۔

سہرا باندھنا کفر اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اس سے ضروریاتِ دین کا انکار نہیں ہو رہا۔ بدعت قرار دینے کے لیے ضروری ہے کہ اس عمل سے دین میں نئے عقیدہ کو ثابت کریں۔ پھول پہننا جس طرح جائز ہے اسی طرح سہرے کا بھی حکم ہے۔ ثواب ہے

marfat.com
Marfat.com

نہ عذاب ہے--- شادی کے موقع پر نوشہ کے لیے پھولوں کا سہرا باندھنا جائز ہے۔

(ملفوظاتِ امام احمد رضا)

یادگار منانا

کسی کی یادگار منانا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔ بزرگوں کی یادگاریں قائم کرنا سُنّت الٰہیہ ہے--- دیکھو یعقوب علیہ السلام کی شفا کی یادگار میں ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک تک اُونٹ کا گوشت اور دُودھ حرام رہا--- ہمارے اسلام میں بھی یادگاروں پر بہت زور دیا گیا ہے۔

خوشی کی یادگار منانا سُنّت ہے، اور دن و تاریخ مقرر کرنا مسنون۔ اس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و بے دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا "ذکرھم بایم اللہ۔" (یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتار دیں) جیسے غرقِ فرعون، من و سلویٰ کا نزول وغیرہ۔ (خزائن العرفان)

معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے--- حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی--- ثابت ہوا کہ دوشنبہ کا روزہ اسی لیے سُنّت ہے کہ یہ دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت کا ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں: یادگار منانا سُنّت ہے، اس کے لیے دن مقرر کرنا سُنّت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سُنّت ہے۔ عبادت، خواہ بدنی ہو جیسے کہ روزہ اور نوافل، یا مالی جیسے کہ صدقہ و خیرات تقسیم کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی اس کی یادگار اور خوشی میں شکرانے کا روزہ رکھتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے ان یہودیوں سے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزے رکھنے کا حکم فرمایا---

marfat.com
Marfat.com

ماہ رمضان کی دُھوم دھام' نزولِ قرآن کی یادگار ہے۔ بقر عید کی تکبیر تشریق اور قربانی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یادگار' صفا و مروہ پر دوڑنا حضرت ہاجرہ کی یادگار' جمروں کی رمی (شیطان کو کنکریاں مارنا) سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی یادگار' حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے دن کو روز عید قرار دے دیا گیا۔۔۔ معلوم ہوا کہ جس تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی رحمت آئی ہو وہ دن' وہ تاریخ تاقیامت رحمت کا دن بن جاتا ہے۔۔۔
دیکھو جمعہ کا دن اس لیے افضل ہے کہ اس دن میں گزشتہ انبیاء علیہم السلام پر ربانی انعام ہوئے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش' انہیں سجدہ' ان کا دنیا میں آنا' نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگنا' یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا' یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا' موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا... یہ سب جمعہ کے دن ہے' لہٰذا جمعہ سید الایام ہو گیا۔۔۔

پانچ وقت کی نمازیں بھی پانچ نبیوں کی یادگاریں ہیں۔ جس نبی نے خاص موقع پر جتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں' ان ہی کو اسلام نے قائم رکھا ہے۔۔۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خوشی یا عبادت کی یادگاریں منانا عبادت ہے۔۔۔

اگر یادگار منانا شرک ہو تو بولو شرک سے کون بچا۔۔۔؟ لہٰذا عید میلاد' عید معراج' عرس بزرگانِ دین منانا اور ان میں عبادتیں کرنا باعثِ ثواب ہے کہ یہ بھی یادگار کا قائم کرنا ہے۔۔۔

قبر پر جھاڑو دینا

قبر پر جھاڑو دینا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔ نہ تو اللہ تعالیٰ کسی کی قبر پر جھاڑو دیتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قبر ہے کہ جس پر جھاڑو دی جاتی ہو اور نہ جھاڑو دینا بندگی کا نشان ہے۔ اگر جھاڑو دینا بندگی کا نشان ہوتا تو چاہیے تھا کہ ہر مولوی اور مبلغ کی بغل میں ہر وقت ایک جھاڑو رہتی۔ کیونکہ نشانِ بندگی' بندہ کے ساتھ چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

دن مقرر کرنا

دن مقرر کرنا بھی شرک نہیں، کیونکہ حج کے لیے دن مقرر کرنا، نماز کے لیے وقت مقرر، روزوں کا مہینہ مقرر، شادی بیاہ وغیرہ کے لیے تاریخیں مقرر، اسکولوں کے امتحان اور تعطیل اور چھٹی کے وقت، نصابِ تعلیم، غرضیکہ ہر چیز مقرر۔ تو بتاؤ شرک سے کون بچا؟

عبدالنبی، عبدالرسول نام رکھنا

عبد کے معنی عابد بھی ہوتے ہیں اور غلام، خادم کے بھی ہوتے ہیں۔ جب عبد کو اللہ کی طرف نسبت کیا جائے گا تو عبد کے معنی عابد ہوں گے اور جب غیراللہ کی طرف نسبت ہوگی تو معنی ہوں گے خادم، غلام۔ لہٰذا عبدالنبی کے معنی ہوئے نبی کا غلام۔۔۔ عالمگیری کتاب الکراہیت باب تسمیۃ الاولاد میں ہے: جو نام قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے کہ علی یا رشید اور بدیع۔ کیونکہ یہ اسماء مشترکہ میں سے ہیں اور بندے کے لیے ان کے وہ معنی مراد ہوں گے جو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مراد نہیں۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی "علی" ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی "علی" ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نام بھی رشید، بدیع وغیرہ ہیں اور بندوں کے بھی یہ نام ہوسکتے ہیں مگر اللہ کے نام میں ان الفاظ کے معنی اور ہیں اور بندوں کے لیے دوسرے معنی۔ اسی طرح عبداللہ کے معنی اللہ کا عابد، عبدالنبی کے معنی نبی کا غلام۔۔۔ قرآن کریم فرماتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا: قل یاعبادی فرما دو اے میرے بندو!

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ (الزمر: ۵۳)

تم فرماؤ کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے ناامید و مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اس آیت میں جو یاعبادی فرمایا گیا ہے اگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے بندے ہوں تو قید لگانی ہوگی، ایک تو یہ کہ یقول اللہ یاعبادی (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو) کیونکہ پھر قل سے تعلق نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اسرفوا علی انفسھم میں قید لگانی پڑے گی کہ مشرکین و کفار اس سے خارج ہیں، صرف اہل ایمان ہی اس میں داخل ہیں کیونکہ اللہ کے بندے تو سب ہی ہیں اور مشرک کی تو بخشش نہیں ہو سکتی۔۔۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ (النساء: ۱۱۶)　　اللہ مشرک کو نہیں بخشتا۔

یاعبادی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے ہیں یعنی غلام اور خادم کے معنوں میں بندے۔۔۔ اب اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے محبوب فرما دو کہ اے میرے غلامو!۔۔۔ اب کفار خود بخود نکل گئے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور خدام تو مسلمان ہی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں حدیث نقل کی ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

کنت عبدہ وخادمہ۔　　میں حضور کا بندہ اور خادم تھا۔

مسئلہ: عبدالنبی اور عبدالرسول وغیرہ نام رکھنا بالکل جائز ہے اور قرآن سے ثابت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

من عبادکم وامائکم۔　　تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیاں۔

عرب میں عام طور پر کہتے ہیں عبدی یعنی میرا غلام۔ صاحب درمختار کے شیخ کا نام ہے عبدالنبی خلیلی۔ (درمختار)

صحابہ کرام نے بھی بارہا فرمایا کہ

کنت انا عبدہ وخادمہ۔　　میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد اور خادم تھا۔

marfat.com

Marfat.com

مسئلہ: غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، خادم رسول... وغیرہ جن میں انبیاء، صحابہ یا اولیائے کرام کے نام کی طرف غلام یا خادم کی اضافت کر کے نام رکھا جائے، جائز ہے۔ اسی طرح محمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو جائز ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، رسول اللہ، نبی اللہ، نبی الزماں... نام رکھنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

marfat.com
Marfat.com

بزرگ مقامات کا ادب

اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ۔ (طٰہٰ: ۱۲)

(اے موسیٰ) بے شک میں تیرا رب ہوں، تو اپنے جوتے اُتار ڈال، بے شک تو پاک جنگل "طویٰ" میں ہے۔

اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ متبرک جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہیے جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے جنگل جو حرم کہلاتے ہیں--- دوسرے یہ کہ ادب کے لیے جوتے اتارنا سنّت نبوی ہے، لہٰذا مسجدوں میں جوتا اتارنا اچھا ہے، اگرچہ جوتا میں نجاست نہ ہو--- تیسرے یہ کہ حضور دنا فتدلی سے شبِ معراج میں مشرف ہوئے مگر کہیں ثبوت نہیں کہ حضور کو نعلین شریفین اتارنے کا حکم دیا گیا ہو۔

لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ (البلد: ۱-۳)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور ان کی اولاد (یعنی تمہاری) قسم۔ (کنزالایمان)

یہ آیت کریمہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک ہے، اس میں فرمایا گیا ہے کہ جس کو حضور علیہ السلام سے نسبت ہو جاوے وہ عظمت والا ہے، یہ آیت کریمہ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا کہ اے محبوب! اس شہر مکہ مکرمہ کی قسم، مگر

marfat.com

Marfat.com

قسم فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ کہ تم وہاں ہو--- جس سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف کو یہ عزت اے پیارے تمہارے دم قدم سے ملی---

مکہ معظمہ میں چند خوبیاں ہیں--- اولاً تو یہ کہ اس کو حضرت خلیل نے بسایا اور اس کے لیے دعائیں کیں، دوسرے یہ کہ حضرت اسمٰعیل نے وہاں پرورش پائی، تیسرے یہ کہ وہاں اللہ کا گھر موجود، جو دنیا کا قبلہ اور بیت المعمور کے مقابل، چوتھے یہ کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے مقام---

مکہ مکرمہ میں تین باتیں ہجرت کے بعد بھی موجود ہیں مگر چوتھی بات نہ رہی، تو آیت میں فرمایا گیا کہ اس شہر کی قسم فرمانا ان تینوں وجہوں سے نہیں بلکہ تمہارے دم قدم کی برکت سے ہے۔

مسئلہ: فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کا وہ حصہ جو جسم پاک سے ملا ہوا ہے خانہ کعبہ اور عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ دیکھو شامی کتاب الحج اور مدارج وغیرہ--- اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ، مدینہ منورہ کی بستی سے افضل ہے---

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہر مدینہ طیبہ، مکہ معظمہ سے افضل ہے۔ ایک دلیل تو یہی آیت "لا اقسم" جس سے معلوم ہوا کہ حضور جہاں تشریف فرما ہوں وہ جگہ افضل ہے۔ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ افضل تھا اور بعد ہجرت مدینہ پاک۔ دوسرے یہ کہ مکہ مکرمہ میں فرش والوں کا حج ہوتا ہے اور مدینہ پاک میں عرش والے فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے کہ ستر ہزار صبح کو اور ستر ہزار شام کو مدینہ روضہ پاک پر حاضر ہوتے ہیں اور اس کو گھیر کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔

نکتہ عجیب مکرمت

مکہ مکرمہ میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو ہر بدی کا گناہ بھی ایک لاکھ ہے کیونکہ وہ جگہ جمال و جلال کی ہے، مگر مدینہ پاک میں محض جمال۔ کہ نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر اور بدی کا گناہ صرف ایک ہی بدی کے برابر، وہ بھی اگر باقی رہے ورنہ معاف ہے

marfat.com

Marfat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے معاف ہو جائے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے خوب فرمایا:

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو
مکّہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

مکّہ مکرمہ کو خلیل اللہ نے آباد کیا، مگر مدینہ پاک کو حبیب اللہ نے آباد کیا۔ مکّہ مکرمہ کے لیے خلیل اللہ نے دعائیں کیں۔ مگر مدینہ پاک کے لیے اللہ کے محبوب علیہ السلام نے دعائیں فرمائیں کہ خدایا اس مدینہ میں مکّہ مکرمہ سے دوگنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔۔۔ مکّہ مکرمہ میں بے شک خانہ کعبہ، مقام ابراہیم، آبِ زمزم، عرفات اور منیٰ وغیرہ ہے۔ مگر مدینہ پاک میں وہ دولہا ہیں جن کے دَم کی یہ ساری برات ہے۔ اگر مدینہ کے دولہا نہ ہوتے تو نہ خلیل اللہ ہوتے، نہ کعبہ، نہ عرفات، نہ منیٰ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا:

طیبہ نہ سہی افضل مکّہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

—— o ——

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ (البقرہ: ۱۲۵) اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا۔ وہ اب تک کعبہ شریف کے پاس موجود ہے۔ مصلے بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کو سامنے لے کر طواف کے نفل ادا کرو جیسا کہ آج بھی حاجی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر کو نبی کی قدم بوسی حاصل ہو جائے اس کی عظمت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں غیر اللہ کی تعظیم جائز ہے کہ مقامِ ابراہیم کا احترام نماز میں ہوتا

marfat.com
Marfat.com

ہے لہٰذا عین نماز میں حضور کی تعظیم نماز کو ناقص نہ کرے گی بلکہ کامل بنائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی کے قدم لگنے سے عظمت والا ہو گیا تو حضور کے ازواج و اصحاب کی عظمت کا کیا پوچھنا ہے۔ اس سے تبرکات کی تعظیم کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک بار حضور علیہ السلام نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر وہ پتھر دکھایا جس کا نام مقام ابراہیم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جب یہ اتنا معظم پتھر ہے تو ہم اسے مصلے کیوں نہ بنا لیں یعنی اس کے سامنے کھڑے ہو کر کعبہ کو رُخ کر کے نماز کیوں نہ پڑھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا، تب آفتاب ڈُوبنے سے پیشتر ہی آیتِ کریمہ آ گئی---

(تفسیر مدارک واحمدی)

لہٰذا یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے موافق اُتریں---

یہ کہا جاتا ہے کہ جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی اسے تعظیم و شرک کے خطرے کے پیش نظر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کٹوا دیا تھا۔

"قابلِ غور یہ امر ہے کہ جہاں مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں اسے مصلے بنانے کا مشورہ دینے والے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ جس درخت کے نیچے بیعت کرنے پر آیت رضوان نازل ہوئی اسے شرک کے خطرے کے پیش نظر کٹوا دیں۔ دراصل وہ درخت متعین طور پر معلوم ہی نہ رہا تھا، صحابہ کرام میں اس کے تعین کے بارے میں اختلاف واقع ہو گیا تھا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لوگ غلط فہمی میں پڑ جاتے۔ ہو سکتا ہے کہ اس غلط فہمی کے دُور کرنے کے لیے کٹوا دیا ہو۔"

(علامہ عبدالحکیم شرف قادری)

شرک اور تبرک کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے--- تبرک، اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی قدرت پر ایمان کو پختہ کرتا ہے اور اعمالِ صالحہ کے آثار کے باقی و جاری

marfat.com

Marfat.com

رہنے پر دلالت کرتا ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ (البقرۃ: ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جاوے وہ عظمت والی بن جاتی ہے۔ صفا و مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے۔ دوسرے یہ کہ معظم چیزوں کی تعظیم و توقیر دین میں داخل ہے اسی لیے صفا و مروہ کی سعی حج میں شامل ہوتی۔ تیسرے یہ کہ برکت والے مقام پر اگر گناہ ہونے لگے تو گناہوں کو مٹاؤ مگر ان مقامات کو معظم سمجھو کہ یہ دونوں پہاڑ باوجود بت رکھے جانے کے اسلام میں عظمت والے ہیں۔

رُوح البیان و معانی نے کہا کہ صفا کو اس لیے صفا کہتے ہیں کہ وہاں صفی اللہ آدم علیہ السلام نے قیام فرمایا تھا یعنی صفی کا جائے قیام۔ اور مروہ پر امرأۃ یعنی حوا نے قیام کیا۔ تو گویا مروہ دراصل مرأۃ تھا یعنی ایک بی بی کا جائے قیام--- شعائر سے ہر وہ چیز مراد ہے جس کی تعظیم رب کی عبادت کی نشانی ہو۔ لہٰذا وہ جگہ اور وقت اور وہ علامات جو دین کی نشانیاں ہوں سب شعائر اللہ ہیں۔ کعبہ، عرفات، مزدلفہ، صفا مروہ، منیٰ، مسجدیں، بزرگانِ دین کے مقابر وغیرہ۔ ایسے ہی رمضان، عید، جمعہ وغیرہ۔ ایسے ہی اذان، تکبیر، جماعت، نماز، ختنہ، داڑھی وغیرہ شعائر دین یعنی دین کی پہچان ہیں۔

قرآن کریم نے بتایا کہ اسلام میں بہت سی چیزیں شعائر اللہ ہیں۔ صفا و مروہ کی طرح جس کو مقبول بندوں سے نسبت ہو وہ شعائر اللہ ہے۔

اگر معظم جگہ میں کچھ خرابیاں پیدا ہو جائیں تو اس سے اس جگہ کی عزت نہ گھٹے گی اور نہ اس جگہ کو مٹایا جائے۔ لہٰذا بزرگانِ دین کے مزارات پر عرس وغیرہ میں ناجائز کام بھی ہوتے ہیں، جب بھی قبروں کو نہ مٹاؤ جیسے کہ اسلام نے بت پرستی کی وجہ سے خانہ کعبہ یا صفا و مروہ کو نہ مٹایا۔ ہاں کوشش کرو کہ وہاں سے ناجائز چیزیں مٹ جائیں--- دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ فرما کر صفا و مروہ بلکہ خود بیت اللہ شریف سے بُت نکال دیئے--- اگر مسجد میں کتا آ جائے تو کتے کو نکالو مسجد نہ

marfat.com

Marfat.com

گراؤ۔۔۔ شادی بیاہ کے موقع پر بہت سی خرافات اور غیر شرعی رسومات ہوتی ہیں، نکاح کو حرام قرار نہ دو بلکہ خرافات و ناجائز رسومات کو ختم کردو۔۔۔

ناجائز کاموں کی وجہ سے سُنّت نہیں چھوڑی جا سکتی لہٰذا قبور اولیاء پر گانے اور عورتوں کی حاضری کی وجہ سے زیارتِ قبر جو کہ سُنّت ہے نہ چھوڑی جائے گی جیسے کہ بُتوں کی موجودگی میں خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی بند نہ ہوئی۔

دینی شعائر یعنی علامتوں کا برقرار رکھنا سُنّتِ الٰہی ہے جیسے صفا و مروہ کو رب نے باقی رکھا کیونکہ یہ بزرگوں کی یادگار ہیں۔ لہٰذا بزرگانِ دین کے تبرکات اور ان کے روضے وغیرہ ضرور باقی رکھے جائیں تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر اپنے ایمان تازہ کریں۔

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ ھدی للمتقین۔ یہ قرآن متقیوں کے لیے ہدایت ہے، پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے، تقویٰ کی طرف مائل ہونے والوں کے لیے ہدایت ہے۔ اسی لیے مفسرین نے اپنی تفسیروں میں یہ کہا ہے کہ الراجعین الی التقوی، المائلین الی التقوی۔ یہ کہہ کر یہ تصور دینا چاہا ہے کہ یہاں اہلِ تقویٰ سے مراد تقویٰ کی طرف میلان کرنے والے، رجوع کرنے والے، پرہیز کرنے والے مراد ہیں تو یہ قرآن متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ قرآن میں یہ بھی ارشاد ہے: ھدی للناس۔ سارے انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔۔۔ ایک جگہ مخصوص کر دینا کہ متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔۔۔ اور ایک جگہ اتنا عموم کہ سارے انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔ ہدایت کے دو معنی ہیں: ایک معنی میں قرآن صرف متقیوں کے لیے ہدایت ہے اور ایک معنی میں قرآن سارے انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔ ایک معنی میں "ایصال الی المطلوب" اور ایک معنی میں ارادہ الطریق۔۔۔ یعنی ہدایت کے معنی ہیں ایک منزل تک پہنچا دینا۔ ایک ہدایت کے معنی ہیں راستہ دکھلا دینا، راستہ دکھانا بھی ہدایت اور منزل تک پہنچانا بھی ہدایت۔

قرآن جب راستہ دکھلانے پر آتا ہے تو ابوجہل، ابولہب، عقبہ بن ابی معید، ولید ابن مغیرہ سارے کفار مشرکین، سارے منافقین، ساری کائنات کے فرد و بشر کو قرآن

marfat.com

Marfat.com

راستہ دکھلاتا ہے۔ مگر جب منزل پر پہنچانے کی بات آتی ہے تو صدیق اکبر کو پہنچاتا ہے، فاروق اعظم کو پہنچاتا ہے، عثمان غنی کو پہنچاتا ہے، علی مرتضیٰ کو پہنچاتا ہے، سلمان فارسی کو پہنچاتا ہے، غوث صمدانی کو پہنچاتا ہے، خواجہ اجمیری کو پہنچاتا ہے، محبوب الٰہی کو پہنچاتا ہے--- جب منزل تک پہنچانے کی بات آتی ہے تو میرے رسول کے غلاموں کو پہنچاتا ہے۔

قرآن صرف متقیوں کو منزل تک پہنچاتا ہے، تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف مائل ہونے والوں کو منزل تک پہنچاتا ہے۔ تو اب متقیوں کو سمجھنا ضروری ہے جن کو قرآن منزل تک پہنچاتا ہے۔

تقویٰ کی دو قسمیں ہیں: ایک ہے بدن کا تقویٰ اور ایک دل کا تقویٰ۔ آپ نے نماز پڑھی یہ بدن کا تقویٰ، آپ نے روزہ رکھا یہ بدن کا تقویٰ، آپ نے اعمالِ خیر انجام دیے بدن کا تقویٰ، حج کیا بدن کا تقویٰ، ریاضتیں کیں بدن کا تقویٰ ہے۔

دل کے تقویٰ کی اہمیت اتنی ہے کہ دل متقی نہیں ہے تو بدن کا تقویٰ بھی تقویٰ نہیں ہے۔ صورتِ تقویٰ ہے، حقیقتِ تقویٰ نہیں ہے۔ اگر دل متقی نہیں ہے تو بدن والا تقویٰ اداکاری ہے، دکھاوا ہے، ریا ہے، سمعہ ہے اور کچھ نہیں ہے۔ تو دل کے تقویٰ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہو گئی ہے--- دل کا تقویٰ کیا ہے--- قرآن ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (الحج: ۳۲)

جو اللہ کے شعائر یعنی دین کی نشانیوں کی تعظیم کرے یہی دلوں کا تقویٰ ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ (البقرة: ۱۵۸)

بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفا و مروہ کسی نبی، پیغمبر، غوث، قطب، ابدال کا نام نہیں ہے بلکہ پتھر ہیں، حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے--- پتھر کی تعظیم اور یہ دل کا تقویٰ ہے۔ پتھر کی تعظیم اور پتھر کا مقدر دیکھنا ہو تو مکہ معظمہ چلو۔ کعبہ کا گھر پتھر، حجراسود پتھر، مقامِ ابراہیم پتھر، جبل رحمت پتھر، غار حرا پتھر، عرفات کی وادی پتھریلی، وادی مزدلفہ کا

marfat.com

Marfat.com

میدان پتھریلا--- مقامِ ابراہیم پتھر مگر اسے اپنا مصلے بنا لو۔ حجراسود پتھر مگر بغیر بوسہ دیئے ہوئے آگے نہ بڑھنا--- اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم ہی دلوں کا تقویٰ ہے اور قرآن "ھدی للمتقین" متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ (مدنی خطبات)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے فیوض الحرمین میں اپنا آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے کہ میں مکّہ معظمہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا۔ میں نے مولد مبارک سے آسمان تک انوار دیکھے۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار فرشتوں کے ہیں--- اس سے میلاد پاک کا جہاں جواز و استحسان ثابت ہوتا ہے وہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی وہ جگہ مہبط انوار ہے مہبط ملائکہ ہے--- جو جگہ مہبط انوار ہو، مہبط ملائکہ ہو وہاں سے یقیناً برکت مل سکتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۔ (ص: ۴۲)

(حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا، قدرتِ الٰہی سے چشمہ جاری ہوگیا۔ اس پانی سے غسل کیا تو جسم کی ساری بیماریاں دُور ہوگئیں، پھر اُسے پیا تو اندر کے سارے روگ ختم ہوگئے۔۔۔ معلوم ہوا بزرگوں کے پاؤں کا دھون بھی شفا ہوتا ہے اسی لیے اُسے وسیلہ شفا بنایا گیا۔۔۔ اطباء کہتے ہیں کہ اب بھی خارش میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہے جو اس آیت سے ثابت ہے۔ مدینہ پاک کی مٹی خاکِ شفا ہے کہ اسے حضور کے قدم سے مس نصیب ہوا۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ (یوسف: ۹۳)

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام اُس وقت جو قمیص پہنے ہوئے تھے وہ اُتار کر دی اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر جا کر رکھو۔ ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔۔۔ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کے جسم سے مس ہونے کی وجہ سے

marfat.com
Marfat.com

کرتے میں شفائے امراض کی تاثیر پیدا ہوئی---اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام روتے روتے نابینا ہو چکے تھے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات، اُن کے جسم سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماروں کو شفاء، دافع بلا، مشکل کشا ہوتی ہیں۔ تبرکات سے برکت لینا سُنّت انبیاء اور سُنّت صحابہ ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بال شریف تھا۔ حضرت خالد فرماتے ہیں کہ جس معرکہ میں، میں یہ ٹوپی سر پر رکھ کر جاتا ہوں اللہ تعالیٰ اس بال کی برکت سے مجھے کامیاب و کامران کرتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا جسے دھو کر بیماروں کو دواءً پلاتی تھیں۔

بادشاہ روم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درد سر کی شکایت کی، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال شریف ایک ٹوپی میں سی کر بھیج دیا، جس سے اس کا درد سر جاتا رہا---

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات یعنی ناخن، بال وغیرہ میرے ہونٹوں پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند شریف سر پر رکھ دینا۔

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کو مونڈ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطور تبرک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ

marfat.com

Marfat.com

دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد جزء خامس ص ۳۰۰)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خدام اپنے برتن (جن میں پانی ہوتا) لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آپ ہر ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ (مسلم)

ایک روز حضرت خداش بن ابی خداش مکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پیالے میں کھانا کھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ سے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا۔ حضرت عمر فاروق جب حضرت خداش کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے۔ اسے آبِ زمزم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔

(اصابہ، ترجمہ خداش)

حضرت ابن سیرین تابعی نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہلِ انس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بال منڈواتے تو حضرت ابو طلحہ سب سے پہلے آپ کے موئے مبارک لیتے۔ (صحیح بخاری)

حضرت عتبان بن مالک انصاری خزرجی کا بیان ہے کہ میری بصارت جاتی رہی۔ میں نے ایک شخص کو بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ قدم رنجہ فرمائیں اور میرے مکان میں نماز پڑھیں تاکہ میں آپ کی جائے نماز کو مسجد مقرر کر لوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب تشریف لائے اور آپ نے میرے مکان میں نماز پڑھی۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

امام ابن مامون کا بیان ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا۔ ہم اس میں بغرض شفاء بیماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔

(شفاء شریف)

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ اور اِن سے ان کے نبی نے فرمایا کہ

marfat.com
Marfat.com

مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ - (البقرہ: ۲۴۸)

اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق' اس میں تسلی (کا سامان) ہو گا تمہارے رب کی طرف سے' اور (اس میں) بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں چھوڑ گئی ہے اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون' اٹھائیں گے اس صندوق کو فرشتے۔ بے شک اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ دلیل پیش کیجئے کہ بادشاہ طالوت کا انتخاب واقعی اللہ تعالیٰ نے کیا ہے؟ اُس وقت اُن کے نبی نے انہیں فرمایا کہ اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ وہ صندوق جس میں تمہاری تسکین و طمانیت کا سامان ہے' جس کے آنے سے قدرتی طور پر تمہاری گھبراہٹ جاتی رہے گی اور دلوں کو چین و سکون حاصل ہو گا۔ یہ صندوق آدم علیہ السلام سے وراثتاً انبیائے کرام میں منتقل ہوتا ہوا موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ اس میں توریت شریف بھی رکھتے ہیں اور اپنا خاص سامان بھی۔ چنانچہ اس میں توریت کی تختیوں کے کچھ ٹکڑے' آپ کا عصاء آپ کے کپڑے' نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ' ان کا عصا اور تھوڑا سا "من" جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے اور اس کی برکت سے فتح حاصل کرتے تھے۔ اس سے بنی اسرائیل کو تسکین بھی رہتی تھی۔۔۔ آپ کے بعد یہ صندوق بنی اسرائیل میں منتقل ہوتا ہوا چلا آیا۔ جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو اس صندوق (تابوت) کو سامنے رکھ کر دعا کرتے اور کامیاب ہوتے۔ اسی کی برکت سے دشمنوں کے مقابلہ میں فتح پاتے۔ جب ان کی بدعملی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو ان پر قوم عمالقہ مسلط ہو گئی جو اسرائیلیوں سے یہ صندوق بھی چھین کر لے گئی اور اس کو بے حرمتی سے گندی جگہ میں رکھا۔ اس گستاخی کی وجہ سے عمالقہ سخت بیماریوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے۔۔۔

marfat.com
Marfat.com

جو کوئی اس کے پاس پیشاب کرتا یا تھوکتا، بواسیر میں مبتلا ہو جاتا۔ عمالقہ کی پانچ بستیاں بھی تباہ ہو گئیں۔ تب انہیں یقین ہوا کہ یہ مصیبتیں تابوت (صندوق) کی بے ادبی کی وجہ سے ہیں--- فرشتے جلوس کی شکل میں اس صندوق کو اٹھائے ہوئے طالوت کے پاس لے آئے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ طالوت کے پاس صندوق آرہا ہے--- بنی اسرائیل تابوت کو دیکھ کر ہی خوش ہو گئے، انہیں اپنی فتح مندی کا یقین ہوا۔ سب نے طالوت سے بیعت کر کے انہیں بادشاہ مان لیا۔

خیال رہے کہ تابوت (صندوق) لانے والے فرشتے ان بنی اسرائیل کو نظر نہ آتے تھے صرف حضرت شموئیل علیہ السلام نے انہیں دیکھا تھا کیونکہ کوئی شخص فرشتوں کو ان کی اصلی شکل میں نہیں دیکھ سکتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ نبی کی آنکھ غیب کی چیز دیکھ لے اور حاضرین مجلس نہ دیکھ سکیں--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھاتے ہوئے جنت و دوزخ کو دیوار قبلہ میں ملاحظہ فرمالیا مگر کوئی مقتدی نہ دیکھ سکا۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ وہ اشیاء جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں سے ہوتا ہے ان کی برکت سے دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور دشمنوں پر غلبہ نصیب ہوتا ہے، مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور دلوں کو سکون و چین حاصل ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ ایک صاحب حال بلند صوفی تھے بلکہ جید عالم دین اور نامور محدث تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی یہ ساری شہرت، ناموری اور عظمت حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمتہ کی رُوحانی تربیت اور فیضان کا نتیجہ ہے۔ انفاس العارفین میں حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے والد کے رُوحانی تصرفات اور واقعات بیان فرماتے ہوئے موئے مقدس کی برکات کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے---

شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک بار مجھے بخار نے آلیا اور بیماری نے طول پکڑا، یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیز سامنے موجود ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹے! حضرت

marfat.com

Marfat.com

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید تیری پائنتی کی طرف سے تشریف لائیں اس لیے چارپائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا۔ قوتِ گویائی نہیں تھی۔ حاضرین نے میرے اشارے پر چارپائی کا رُخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

کیف حالک یا بنی۔ اے بیٹے کیسے ہو؟

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ ﷺ کا جبہ مبارک میری آنکھوں سے تر ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ وجد و اضطراب کی کیفیت حالتِ سکون میں بدل گئی۔ اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول کی آرزو رکھتا ہوں، کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنایت فرمائیں۔ میرے اس خیال سے آپ ﷺ مطلع ہوئے اور ڈاڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھما دیئے۔ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالمِ بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں--- اس کھٹکے پر مطلع ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں بال عالمِ ہوش یا بیداری میں بھی باقی رہیں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے صحت کلی اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی۔ اسی وقت مرض سے افاقہ ہو گیا--- میں نے چراغ منگوایا--- وہ دونوں مقدس بال اپنے ہاتھ میں نہ پائے تو میں غمگین ہو کر بارگاہ عالی کی طرف متوجہ ہوا، غیبت واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثالی صورت میں جلوہ فرما ہوئے۔ فرمایا: اے بیٹے! عقل و ہوش سے کام لو۔ وہ دونوں بال احتیاطاً تمہارے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے تھے وہاں سے لے لو--- افاقہ ہوتے ہی میں نے وہ مقدس بال وہاں سے اٹھا لیے اور

marfat.com
Marfat.com

تعظیم و تکریم سے ایک جگہ محفوظ کر کے رکھ دیئے--- اس کے بعد دفعتاً بخار ٹوٹا اور انتہائی ضعف و نقاہت طاری ہوئی۔ عزیزوں نے سمجھا کہ موت آ پہنچی--- رونے لگے--- مجھ میں بات کرنے کی سکت نہیں تھی، سر سے اشارہ کرتا رہا--- کچھ دیر بعد اصل طاقت بحال ہوئی اور صحت کلی نصیب ہوئی۔

اسی سلسلے میں یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپس میں گتھے رہتے ہیں مگر جب درود پڑھا جائے تو جُدا جُدا کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ تاثیر تبرکات کے منکروں میں سے تین آدمیوں نے امتحان لینا چاہا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا مگر جب مناظرے نے طول کھینچا تو کچھ عزیزان مقدس بالوں کو سورج کے سامنے لے گئے۔ اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، حالانکہ سورج بہت گرم تھا اور بادلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔

یہ واقعہ سن کر منکروں میں سے ایک نے توبہ کی اور دوسروں نے کہا: یہ اتفاقی امر ہے۔ عزیز دوسری مرتبہ لے گئے تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، اس پر دوسرے منکر نے بھی توبہ کر لی مگر تیسرے نے کہا: یہ تو اتفاقی بات تھی۔ یہ سن کر تیسری بار موئے مقدس کو سورج کے سامنے لے گئے، سہ بارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تو تیسرا منکر بھی توبہ کرنے والوں میں شامل ہو گیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ موئے مبارک زیارت کے لیے باہر لے آیا۔ بہت بڑا مجمع تھا، ہرچند صندوق تبرک کا تالا کھولنے کی کوشش کی گئی لیکن نہ کھلا--- اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلاں آدمی ناپاک ہے جس کی ناپاکی کی شامت کے سبب یہ نعمت میسر نہیں آ رہی ہے۔ عیب پوشی کرتے ہوئے میں نے سب کو تجدید طہارت کے لیے حکم دیا۔ وہ ناپاک آدمی بھی مجمع سے چلا گیا اور اسی وقت بڑی آسانی سے تالا کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔"

marfat.com
Marfat.com

حضرت والد ماجد نے آخری عمر میں جب تبرکات تقسیم فرمائے تو ان دونوں بالوں میں سے ایک، کاتب الحروف کو عنایت فرمایا جس پر پروردگار عالم کا شکر ہے۔ (انفاس العارفین ص ۱۰۵، مصنف شاہ ولی اللہ، مکتبہ الفلاح دہلی)

آبِ زمزم کی تعظیم اس لیے ہے کہ یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قدم شریف سے جاری ہوا۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر عمارتِ کعبہ بنائی اور پھر اسی پتھر پر کھڑے ہو کر سارے جہاں کو حج کے لیے پکارا یعنی اس پتھر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، اسی لیے اس پتھر کی تعظیم و توقیر کی جاتی ہے۔ اس کی عزت یہاں تک بڑھ گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔ (البقرۃ: ۱۲۵)	اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

سب کے سر اُدھر جھکا دیئے۔

تبرکات شریف کا جلوس نکالنا سُنّت ملائکہ ہے۔ فرشتے جلوس کی شکل میں صندوق کو اٹھائے ہوئے طالوت کے پاس لائے۔ تبرکات کی زیارت کرنا بزرگوں کی سُنّت ہے جیسے آج کل بال شریف کی زیارت ہوتی ہے۔ تبرکات کے ثبوت کے لیے مسلمانوں میں شہرت ہونا کافی ہے، اس کے لیے بخاری کی حدیث ضروری نہیں، کیونکہ پچھلے اسرائیلی ان تبرکات کی فقط شہرت سے ہی تعظیم کرتے تھے، شموئیل علیہ السلام نے تو بعد میں تصدیق کی۔۔۔ تبرکات کی بے حرمتی کفار کا طریقہ ہے۔ اس زمانہ میں قوم عمالقہ نے تبرکات کی بے حرمتی میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور یہی بے حرمتی ہلاکت کا سبب بنی اور وہ مصیبتوں میں گرفتار ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جو مقبول بندوں کے تبرکات کی تاثیر کا قائل ہو، اس کا انکار اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہے۔

ان فی ذلک لایہ لکم ان کنتم مومنین۔	بے شک اس صندوق میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر ایمان رکھتے ہو۔

marfat.com

Marfat.com

مشرک عورت و مرد سے شادی

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ......

(البقرۃ: ۲۲۱)

اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور مسلمان لونڈی بہتر ہے مشرک آزاد عورت سے اگرچہ وہ بہت پسند آئے تمہیں--- اور نکاح نہ کردیا کرو اپنی عورتوں کا مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور بے شک مومن غلام بہتر ہے مشرک آزاد سے، اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں--- وہ لوگ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان، کفار سے رشتہ لیا بھی کرتے تے اور دیا بھی کرتے تھے، لیکن اب انہیں اس بات سے روک دیا گیا اور انہیں بتا دیا گیا کہ مانا کوئی

marfat.com
Marfat.com

مشرک عورت اپنے مال و دولت، حُسن و جمال اور اپنے فضل و کمال میں بڑھی ہوئی ہے لیکن اس کے شرک کے عیب نے اس کے تمام حُسن و کمال کو بد نما بنا کر رکھ دیا۔ اور مومنہ پر کہ نُور کا جو ہالہ ہے اس نے اس کی دوسری جملہ خامیوں کی کسر نکال دی ہے اور یہی فرق مومن مرد اور مشرک مرد کا ہے۔۔۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ جب میاں اور بیوی کے عقائد بالکل متضاد ہوں گے، ایک اللہ وحدہ لاشریک کا بندہ اور دوسرا ہزاروں بُتوں کا پرستار ہوگا تو ان کی کب نبھ سکے گی۔ لامحالہ آج نہیں تو کل یہ کشتی کسی چٹان سے ٹکرائے گی اور پاش پاش ہو جائے گی۔ نیز وہ دو قومیں ایک دوسرے سے برسرِپیکار ہیں، ان کے افراد کو ایک دوسرے پر اعتماد کب ہوگا؟ اور وہ شادی جہاں باہمی اعتماد نہ ہو، جذبات اور امنگیں ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہوں، وہ زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی اسی لیے تم جذبات کی رو میں نہ بہہ جاؤ اور اپنے مستقبل کو برباد نہ کرو۔

اگر مشرک عورت سے شادی رچائی تو وہ اپنی پوری کوشش کرے گی کہ وہ تمہیں اسلام سے رُوگرداں کر دے اور عورت کے دامِ فریب میں تو بڑے بڑے سورماؤں کو پھڑکتے دیکھا ہے۔ اور تم نے اپنی بیٹی کسی مشرک سے بیاہ دی تو ممکن ہے اس کی ہیبت کا کوئی جھونکا تمہاری بیٹی کے ایمان کی شمع بجھا دے۔ خود سوچو، یہ کتنا ناقابلِ برداشت خسارہ ہے۔۔۔ (گمراہ اور بد عقیدہ مرد و عورت کا بھی یہی حکم ہے)۔۔۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

marfat.com
Marfat.com

غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا حرام ہے

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ ۔ (البقرۃ: ۱۷۳، النحل: ۱۱۵)

اُس نے تم پر حرام کیا ہے مُردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔

حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۔ (المائدۃ: ۳)

تم پر حرام کیے گئے ہیں مُردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔

حرام ہے وہ جانور جس پر ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا گیا یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا۔۔۔ مشرکین کا طریقہ تھا کہ جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینے کی بجائے باسم اللات والعزی "لات و عزیٰ کے نام سے ذبح کرتا ہوں، کہا کرتے۔ جو جانور کسی بُت پر بھینٹ کی نیت سے ذبح کیا جاوے وہ اگرچہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جاوے وہ بھی حرام ہے۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ ۔ (المائدۃ: ۳)

بتوں پر ذبح کیے ہوئے جانور حرام ہیں۔

بُت کے نام کی قربانی کی نیت سے جانور حرام ہوتا ہے۔ بُت کے پاس جانور ذبح

marfat.com
Marfat.com

ہونے سے حرام نہیں ہوتا--- جانور کے سوا اور کوئی چیز بتوں پر چڑھا دی جاوے تو حرام نہیں جیسے بتوں کے چڑھاوے کی مٹھائی' پانی' دودھ' پیسہ روپیہ--- اگرچہ مشرکین یہ چیزیں ان کی عبادت کی نیت سے ان پر چڑھا دیں وہ حرام نہیں۔ بتوں کے نام پر صرف جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ مسلمان سے گوشت خرید کر اگر کوئی مشرک بت پر رکھ آئے وہ حرام نہیں--- حلال گوشت کسی بھی طرح حرام نہیں ہو سکتا--- اسی طرح غیر اللہ اور بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا حرام گوشت کبھی حلال نہیں ہو سکتا---!

اگر بتوں کا ہر چڑھاوا حرام ہو تو بعض ہندو بتوں کے نام پر کنویں کھدواتے ہیں ان کا پانی بھی حرام ہو جانا چاہیے' بلکہ خود گنگا و جمنا کا پانی حرام ہو جانا چاہیے کہ مشرکین اس پانی کی پوجا کرتے ہیں۔ پھر اگر یہ پانی حرام ہوں تو گنگا جمنا سے نکالی ہوئی نہریں اور ان سے سیراب کیے ہوئے کھیت کی پیداوار بھی حرام ہونی چاہیے۔

ہندو گائے کو مقدس مانتے ہیں' ماتا کہتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں لہٰذا گائے بھی حرام ہونی چاہیے۔ (نعوذ باللہ)

کفار کے راضی کرنے کے لیے دین کے جائز کام بھی چھوڑنا گناہ ہے--- عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیت کی خاطر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کیا تھا تو آیت آئی:

ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ۔ (البقرۃ: ۲۰۸)

اسلام میں پورے آ جاؤ' شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ اور قبلہ وغیرہ میں کسی کافر کی خواہش پر عمل نہ کیا بلکہ رب کے حکم پر عمل فرمایا۔ ایسی کوئی مثال نہ ملے گی کہ جہاں کفار کی خواہش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام اسلامیہ میں فرق کیا ہو۔ اسلام کا ہر قانون اپنی جگہ قائم رہے گا۔ ہندوؤں کی خاطر اذان و قربانی گائے وغیرہ نہیں بند کی جا سکتی--- مشرکین کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی بند کرنا حرام حرام سخت حرام ہے اور جو بند کرے گا جہنم کے عذابِ شدید کا مستحق ہو گا اور روز قیامت مشرکوں کے ساتھ ایک رسی میں

marfat.com
Marfat.com

باندھا جائے گا۔ (احکام شریعت)

غرضیکہ سوائے بتوں کے ذبیحہ کے تمام چڑھاوے حلال ہیں۔ کوئی چیز کسی جگہ رکھ دینے سے حرام نہیں ہو جاتی۔ (تفسیر نعیمی)

بعض لوگ ان چیزوں کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن پر کسی ولی یا نبی کا نام لے دیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کے نام سے ہی ذبح کیا جائے، کیونکہ اس طرح مشرکین کے مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے نام لے دیا کرتے تھے --- لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی، صوری یا معنوی کسی قسم کی بھی مشابہت نہیں۔ کفار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیرتے، وہ کہتے:

باسم اللات والعزی۔ لات اور عزیٰ کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں۔

اور مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا ہی نہیں کرتے، اس لیے ظاہری مشابہت نہ ہوئی۔ نیز کافران جانوروں کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف کرتے، کسی کو ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا۔ اور مسلمان کسی غیر خدا کی عبادت کی نیت سے یا کسی کی خاطر ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ کے نام سے ذبح کرنے کے بعد یا یہ کھانا پکانے کے بعد فقراء اور عام مسلمان کھائیں گے اور اس کا جو ثواب ہوگا وہ فلاں صاحب کی رُوح کو پہنچے --- واضح ہوگیا کہ مسلمانوں کے عمل اور مشرکین کے طریقہ میں زمین و آسمان سے زیادہ فرق ہے۔ ہاں اگر کوئی ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لے یا کسی غیر خدا کی عبادت کے لیے کسی جانور کی جان تلف کرے تو اس چیز کے حرام ہونے اور ایسا کرنے والے کے مشرک و مُرتد ہونے میں کوئی شک نہیں --- اگر مقصد صرف ایصالِ ثواب ہو جیسے ہر کلمہ گو کا مقصد ہوا کرتا ہے تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دینا قطعاً جہالت و بے دینی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

marfat.com

Marfat.com

اگر کوئی چیز کسی بندے کی طرف نسبت کی وجہ سے حرام ہوتی ہو تو پھر دنیا کی کوئی چیز حلال نہیں ہو سکتی۔ ہر چیز حرام ہو گی کیونکہ ہر چیز کی نسبت کسی نہ کسی بندے کی طرف ہوتی ہے--- اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا جامعہ اشرفیہ مبارکپور، جیلانی میاں کا ماہنامہ المیزان، شیخ الاسلام کی تصانیف، محدث حصرت عبداللہ شاہ کی مسجد، مولانا سید کاظم پاشا کی خانقاہ--- اب فرمایا جائے کون سی چیز نسبت سے خالی ہے---؟ لہٰذا حامد کے عقیقہ کا بکرا، عبداللہ کے ولیمہ کا بکرا، گیارہویں شریف کا دُنبہ، میلاد شریف کی گائے، فاتحہ کا بکرا، دعوت کی مرغیاں، احمد کے فدیہ کا بکرا، سب حلال ہیں کہ ان کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے، یہ نسبتیں مقصد کی ہیں۔ اور زید کا اونٹ، خرم کی بکری بھی حلال ہے کہ یہ نسبتیں ملکیت کی ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔

اگر کسی چیز کا غیر خدا کے نام پر نامزد ہو جانے کی وجہ سے استعمال حرام ہو جاوے تو لازم آئے گا کہ گنگارام ہاسپٹل، ہری پرشاد ہاسپٹل، کشن میموریل ہاسپٹل، سیتا میٹرنٹی میں علاج کرانا حرام ہو جائے۔ سیتاپور، رام پور، کشن نگر اور بھگوان کالونی میں رہنا حرام ہو۔ رام تیل استعمال کرنا حرام ہو، یوں ہی سیتا پھل، کاشی پھل کھانا حرام ہو کہ ان سب کی نسبت بتوں کی طرف ہے۔ اسی طرح دیوبند میں رہنا اور پڑھنا بھی حرام ہو گا کہ اس کی نسبت دیو، بت کی طرف ہے--- صرف اس جانور کا کھانا حرام ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

شمس المفسرین بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نسبت مجازی سے بھی ہر چیز شرک ہو جائے تو بات کرنا دشوار ہو جائے۔ اضافت و نسبت ادنیٰ تعلق سے بھی ہوتی ہے۔ دیکھو، تم کہتے ہو یہ بکرا میرا ہے، یہ گھر میرا ہے، یہ کھانا میرا ہے، یہ کھانا فلاں بزرگ کی فاتحہ کا ہے، یہ جانور فلاں بزرگ کی فاتحہ کے لیے ہے۔ اگر یہ سب "ما اھل بہ لغیر اللہ" میں داخل ہو جائیں تو بڑی مشکل ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ گھر میرا نہیں خدا کا ہے تو وہ وقف ہو جائے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بیوی خدا کی ہے تو کفر ہو جائے۔ ایصالِ ثواب احادیث سے ثابت ہے--- ابوداؤد

marfat.com
Marfat.com

نسائی میں ہے کہ ام سعد کے لیے کنواں کھدوایا گیا اور پکار دیا گیا:

هذه لام سعد۔ یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

دیکھو اس سے امیر بھی پانی پیتے تھے اور غریب بھی۔ "ما اهل به لغير الله" وقت ذبح کے لیے ہے۔ کفار ذبح کے وقت "بسم اللات والعزی" کہتے تھے۔۔۔ اس کے مقابل ذبح کے وقت "بسم الله والله اکبر" قائم کیا گیا۔ قربانی کے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللهم هذا منك ولك اللهم ان هذا عن محمد واله بسم الله والله اکبر اور اللهم ان هذا عمن شهدنی بالبلاغ۔

اے اللہ! یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے۔ اے اللہ! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت کی جانب سے ہے۔ بسم الله والله اکبر۔ اے اللہ! یہ ان کی جانب سے ہے جنہوں نے میرے پیغام پہنچانے کی گواہی دی۔

بُتوں کے لیے ذبح کرنا الگ بات ہے اور ایصالِ ثواب کے لیے نامِ خدا پر ذبح کرنا جُدا ہے۔

تمہارے پاس (کم فہم، بدعقیدہ افراد جو فوارۂ شرک و کفر بنے ہوئے ہیں) آدمی کی طرف کسی شے کو نسبت کرتے ہیں تو وہ ایسی نجس ہو جاتی ہے کہ خدا کا نام بھی پاک نہیں کر سکتا۔۔۔ ہمارے پاس (اہلسنّت و جماعت کے نزدیک) مشرک جس کی نجاست منصوص ہے "انما المشرکون نجس" خدا کا نام لیتے ہی، کلمہ پڑھتے ہی، مسلمان ہو جاتا ہے۔۔۔ پاک ہو جاتا ہے۔۔۔ (درس القرآن)

مسئلہ: کفار و مشرکین کے معبود محض فرضی مخلوق ہیں جس کا کوئی وجود نہیں۔ محض نام ہیں بغیر مسمی کے، محض گھڑے ہوئے قصے ہیں بغیر کسی اصل واقعہ کے۔ یعنی ان ناموں کی کوئی مخلوق گزری ہی نہیں۔ نہ انسان، نہ جن، نہ فرشتہ، نہ کوئی اور چیز۔ یہ الفاظ بے معنی ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ کسی بُت کا نام سائقہ رکھتے تھے یہ سمجھ کر کہ بارش یہ

marfat.com
Marfat.com

برساتا ہے، کسی کا نام حافظ کہ نگہبانی وہ کرتا ہے، کسی کا رازقہ کہ ہم کو روزی یہ دیتا ہے، کسی کا نام سالمہ --- بعضے بالکل بے معنی نام تھے جیسے صداء، صمود، ہیاد۔ ان ناموں کے پتھر بنا کر پوجتے تھے۔ (رُوح البیان)

جیسے آج ہندو کسی پتھر کا نام ہنومان رکھتے ہیں کہ ہے وہ انسان مگر بندر کی شکل، کسی کا نام گنیش کہ ہے انسان مگر ہاتھی کی شکل، اس کے منہ پر سونڈ۔ کسی کا نام کنہیا جو ہے انسان مگر کبھی ایک بالشت کا کبھی بیں گز کا--- اس قسم کی مخلوق کوئی نہیں گزری۔ صرف الفاظ بے معنی اور نام بے مسمی --- یہ ان کے معبودوں کی حقیقت ہے جو صرف گھڑے ہوئے وہمی نام ہیں کہ ان چیزوں کی معبودیت تو درکنار، موجودیت بھی ثابت نہیں۔

مسئلہ: کسی جانور کو بُت کے پاس اللہ کے نام پر ذبح کر دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتا بلکہ بُت کی بھینٹ سے حرام ہوتا ہے--- بھینٹ یہ ہے کہ جانور کو ذبح کر کے بتوں کی عبادت کی جائے جیسے مشرکین کالی کے سامنے جانور ذبح کر کے اس کا خون کالی کے بُت پر چھڑکتے ہیں--- وہاں صرف خون دینا مقصد ہوتا ہے، گوشت مقصود نہیں ہوتا--- جیسے مسلمان قربانی کرتے ہیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر، اس کی خوشنودی کے لیے خون بہانا ہوتا ہے---

مسئلہ: اگر مشرک نے جانور بُت کے لیے پالا، پھر وہ اسے بُت خانے میں لایا اس کی بھینٹ کی نیت سے مگر ذبح کرایا مسلمان سے، اس نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا تو یہ جانور حلال ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اس سے معلوم ہوا کہ بھینٹ میں ذبح کرنے والے کی نیت کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کی نیت کا۔

مسئلہ: اگر جانور بتوں کے نام چھوڑا جائے مگر مسلمان اللہ کے نام ذبح کر دے تو حلال ہے۔ یہ نہ تو بھینٹ ہے اور نہ ہی غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا۔ دیکھو بحیرہ، سائبہ جانور بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے، مگر بحکمِ قرآن حلال تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

marfat.com
Marfat.com

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ (المائدۃ: ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ سانڈ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔ لیکن کافر لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان میں سے اکثر بےعقل نہیں رکھتے۔

کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے' یا اس کی اجازت سے اس کے رسول کو (صلی اللہ علیہ وسلم)۔۔۔ اگر کوئی شخص اللہ اور رسول کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام اور حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرتا ہے تو وہ تشریع اور قانون سازی کا حق اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے اور حقوق ربانی میں مداخلت کا مجرم بن رہا ہے۔ اس آیت میں کفار کی ایسی مداخلت کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت اور دودھ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا' ان سے خدمت لینے' ان پر سواری کرنے' بوجھ لادنے کی اجازت بخشی' یہ کفار اپنی من گھڑت تجویزوں سے ان کو اپنے اوپر حرام کر دیتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہوتا ہے۔ جن جانوروں کو مشرکین اپنے اوپر مختلف طریقوں سے حرام کر دیا کرتے تھے ان کے نام تشریح کے ساتھ درج ذیل ہیں:

۱۔ **بحیرہ:** اس کا لغوی معنی ہے کان چرا۔ وہ اونٹنی جو پانچ بچے جنتی اور آخری بچہ نر ہوتا تو کان چیر کر اسے چھوڑ دیتے۔ اس پر سواری کرنا' اس کا گوشت' سب اپنے اوپر حرام خیال کر لیتے۔

۲۔ **سائبہ:** اگر کوئی آدمی سفر پر جاتا' یا بیمار ہوتا تو وہ نذر مانتا کہ اگر میں خیریت سے گھر پہنچ گیا' یا اس بیماری سے صحت یاب ہو گیا تو میری یہ اونٹنی سائبہ ہو گی اور اس کا دودھ اور اس پر سواری بھی بحیرہ کی طرح حرام تصور کرتے۔

۳۔ **وصیلہ:** ان کی بکری اگر بچی جنتی تو اسے اپنے لیے رکھ لیتے اور بچہ جنتی تو وہ ان کے بتوں کا ہوتا۔ اور اگر ایک شکم سے بچی اور بچہ دونوں جنتی تو پھر بھی بچی کو بچہ

marfat.com

Marfat.com

کے ساتھ سلا کر بتوں کی نذر کر دیتے --- یہ بچی جو اپنے بھائی کے ساتھ مل کر بتوں کی نذر ہوتی اس کو وصیلہ کہتے۔

۴۔ **حام:** وہ اونٹ جس کی جفتی سے دس بچے پیدا ہوتے اس کی سواری وغیرہ بھی اپنے اوپر حرام کر دیتے اور اسے "حام" کہا جاتا۔ (بیضاوی)

یہ سارے جانور وہ اپنے بتوں کے لیے نذر کرتے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے۔

مشرکین کی یہ تمام بیہودہ رسمیں، من گھڑت اور ان کی ایجاد ہیں کہ انہوں نے خود ہی یہ عقیدے گھڑے اور خود ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس قسم کے جانور بتوں کے نام پر چھوڑ دیا کرو، ہم ان اعمال سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے گوشت، دودھ حرام کر دیئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز یہ حکم نہیں دیا بلکہ اس نے تو ان جانوروں کو پیدا ہی اس لیے فرمایا ہے کہ انسان انہیں کھائے، ان کا دودھ پئے، ان پر سواری کرے اور ان پر اپنا سامان وغیرہ لادے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

مسئلہ: کسی مخلوق کی عبادت کی نیت سے اس کے نام پر جانور چھوڑنا جیسے ہندو بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں کفر ہے اور ایسا کرنے والا کافر ہے۔ غیر اللہ کی عبادت بہرحال کفر ہے۔

مسئلہ: کفار کے بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کا نہ گوشت حرام ہے نہ دودھ، اگر ایسے جانور کو مسلمان بسم اللہ پر ذبح کرے تو حلال ہے۔ غیر اللہ اور بتوں کے نام پر جانور چھوڑنا حرام بلکہ کفر ہے مگر اس سے جانور حرام نہیں ہو جاتا --- کام کا حرام ہونا اور ہے، کسی چیز کا حرام ہونا کچھ اور --- چوری کی چھری سے جانور ذبح کرنا حرام ہے، مگر جانور حلال ہے۔

لطیفہ: بعض مسلمان کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے جانور پالتے، اُسے فربہ کرتے

marfat.com
Marfat.com

ہیں، پھر اُسے بسم اللہ سے ذبح کر کے پکا کر ان بزرگ کی فاتحہ کرتے ہیں۔ بعض جاہل بے عقل اس جانور کو حرام کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ حرام کہنے والے اس جانور کو حرام نہیں کہتے جو ولیمہ یا کسی دوست کی دعوت کے لیے پالا جاوے۔ جب ہندوؤں کے معبود، یعنی گائے کا گوشت اور گنگا کا پانی ہی حرام نہیں ہوا، ان کے ناموں پر چھوڑے جانور بھی حرام نہیں--- اور جب وہ جانور حرام نہیں تو بزرگوں کی فاتحہ کے لیے ذبح کیا ہوا جانور حرام کیوں ہوگا---؟

بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی والدہ کے لیے جو کنواں کھدوایا تھا اس کا نام ہی بڑام سعد رکھا گیا تھا یعنی سعد کی ماں کا کنواں۔ اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا۔ اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا اور اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا--- حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک دنبہ اپنی طرف سے قربانی دیا کرتے اور دوسرا دنبہ امت کی طرف سے---

کئی لوگ کسی ولی کے نام کی نذر مانتے ہیں، کیا اس طرح وہ چیز حرام ہو جاتی ہے؟
نذر کے دو معنی ہیں: شرعی اور عرفی۔ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ اسی لیے شرعی معنی میں تو نذر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی نذر ماننا شرک ہے، لیکن عرف عام میں نذر عبادت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتی بلکہ نیاز کے معنی میں استعمال ہوتی ہے اور یہ شرک نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے اپنے فتاویٰ میں یہ عبارت نقل کرتے ہیں:

> "اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ اس طعام وغیرہ کا ثواب میت کی رُوح کو پہنچایا جاتا ہے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرت سعد کی والدہ کے کنویں کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے، اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

اس طعام وغیرہ کا ثواب فلاں ولی کو پہنچے --- نذر میں ولی کا ذکر اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اس نذر کا مصرف ہے، اس کا مصرف تو اس ولی کے قریبی رشتہ دار، خدامِ درگاہ اور ہم مشرب لوگ ہوتے ہیں۔ ولی کا نام صرف اس عمل کو متعین کرنے کے لیے لیا جاتا ہے --- نذر کرنے والوں کا بلاشبہ بس یہی مقصد ہوا کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی نذر صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایسی طاعت ہے جو شرعاً معتبر ہے۔"

(فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل)

حضرت حکیم الامت کی اس ایمان افروز وضاحت کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اگرچہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں لیکن محض اطمینان کے لیے ایک دو حوالے اور پیش خدمت ہیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں:

"اگر مالیدہ اور دُودھ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے ارادے سے پکا کر کھلائیں تو کچھ مضائقہ نہیں، جائز ہے۔"

(فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل)

اسی صفحہ پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔"

حضرت شاہ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وہ کھانا جس کا ثواب حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اُس پر فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اُس کا کھانا بہت اچھا ہے۔" (فتاویٰ عزیزی، جلد اوّل)

marfat.com
Marfat.com

تعوذ کے برکات، فضائل اور اثرات

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

تعوذ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

(اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے)

اعوذ کے معنی پناہ پکڑنا اور التجا کرنا ہے۔۔۔ دُنیوی اور دینی آفتیں بے انتہا ہیں اور ہماری طاقت اور قدرت ان کو دور نہیں کر سکتی کیونکہ ہم کمزور ہیں۔ اور جب کمزور شخص کسی بڑی مصیبت میں پھنس جائے تو اس کو ضروری ہوتا ہے کہ وہ کسی قوت والے کی پناہ لے اور اس کی امان میں آئے۔ جتنی بڑی آفت ہو اتنی ہی بڑی قوی ذات کے ساتھ پناہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ شیطان چونکہ نہایت قوی دشمن ہے اور اس کے مکر و فریب غیر متناہی ہیں، اتنے بڑے دُشمن اور اتنی مصیبتوں سے بچنے کے لیے اس ذات کی پناہ لینا ضروری ہے جو قادر مطلق اور حیی و قیوم ہے اس لیے انسان سے کہلوایا گیا کہ اے بندے! یہ کہہ کر تو میری پناہ میں آ اور کہہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

marfat.com

Marfat.com

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ یہاں یہ نہ کہا گیا کہ شیطان کے کس دھوکے سے پناہ مانگتا ہوں۔ جس میں اشارہ اس جانب ہے کہ اس کے سارے وسوسوں اور خباثتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو گویا بُرے عقائد سے اللہ کی پناہ، بُرے اعمال سے اللہ کی پناہ، اچھے کام سے باز رہنے سے اللہ کی پناہ، اندرونی رکاوٹوں سے اللہ کی پناہ، غرض جو چیز اللہ سے روکے اسی سے اللہ کی پناہ۔

جو چیز بھی سرکش ہو اور ہم کو ذکرِ الٰہی سے روکے وہ شیطان ہے خواہ وہ جن ہو یا انسان ہو۔ کوئی چوپایہ یا موذی جانور ہو۔ خواہ ہمارا نفس ہو یا جسمانی اور نفسانی عوارض یا کوئی دُنیوی کام۔ اسی لیے قرآن کریم فرماتا ہے: شیطین الانس والجن۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے: من الجنہ والناس۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک خچر لایا گیا۔ جب آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ اچھلنے کودنے لگا۔ اس کو بہت مارا مگر وہ اسی طرح کودتا اچھلتا رہا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر سے یہ کہہ کر اتر آئے کہ یہ شیطان ہے۔

نفس، شہوت، غصہ، حرص، حسد، ہوس، طمع وغیرہ اندرونی دشمن ہیں جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بُرے ساتھی دنیوی ضروریات اور عضو کی غلط خواہش، مثلاً آنکھ سے حرام چیز دیکھنے کی خواہش، کان سے حرام چیز سننے کی خواہش، ہاتھ سے حرام کام کرنے کی خواہش، پاؤں سے حرام کی طرف جانے کی خواہش، یہ تمام خارجی دشمن ہیں یعنی انسان کے پیچھے یہ خطرناک شیطان ہیں۔

بندہ کو چاہیے کہ عمل و قول دونوں سے اللہ کی کامل پناہ میں آجائے یعنی زبان سے اعوذ باللہ پڑھے اور عملی طور پر بُرے یاروں اور شیطانی کاموں سے بچے۔ جو شخص کہ زبان سے اعوذ باللہ پڑھا کرے مگر بُرے آدمیوں اور بُرے کاموں سے نہ بچے اس کا اعوذ پڑھنا ناقص ہے۔۔۔ کسی دینی و دُنیوی مصیبت میں نبی یا ولی یا مرشد، یا دُنیوی حاکم کی پناہ پکڑنا اعوذ باللہ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ ان کی پناہ حقیقت میں رب کی پناہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان کی پناہ حاصل کرنے والا رب سے پھر گیا۔۔۔ دیکھو، رازق اور مددگار رب ہے لیکن پھر بھی رزق تلاش کرنے کے لیے مال

marfat.com
Marfat.com

داروں کی نوکری کرتے ہیں، پھر وہاں سے روپیہ حاصل کر کے بہت سی دکانوں پر جاتے ہیں۔ کہیں سے خوراک، کہیں سے کپڑے وغیرہ حاصل کرتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم نے خدا کو چھوڑ کر ان کو رازق سمجھ لیا--- بلکہ خدا ہی کا رزق تلاش کرنے اسی کے حکم سے ان جگہوں پر جاتے ہیں۔ یہ اس کے رزق کے دروازے ہیں--- اسی طرح شیطان سے بچنے کے لیے اولیاء، علماء کے پاس جانا، ان کی خدمت میں حاضر ہونا، نبی کے دامن میں چھپنا یہ سب اعوذ باللہ پر ہی عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اعوذ پڑھنے کا حکم دیا۔ کہیں فرمایا: قل اعوذ بک من ھمزات الشیطان۔ کہیں فرمایا: فاستعذ باللہ۔ کہیں فرمایا: قل اعوذ برب الفلق اور کہیں قل اعوذ برب الناس وغیرہ وغیرہ--- انبیائے کرام نے ہر مصیبت کے موقع پر اعوذ باللہ پڑھی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص پر بہت غصہ وارد تھا اور منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ شخص اعوذ باللہ پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دُور ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ اعوذ پڑھنے سے غصہ دُور ہوتا ہے جو ہزار گناہوں کی جڑ ہے۔

بستان التفاسیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص روزانہ دس مرتبہ اعوذ باللہ پڑھ لیا کرے حق تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیتا ہے جو کہ اس کو شیطان سے بچاتا ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور قلب کے ساتھ اعوذ باللہ پڑھے تو اللہ، اس کے اور شیطان کے درمیان تین سو پردے حائل کر دیتا ہے--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعوذ کو مختلف عبارتوں کے ساتھ بہت سے فائدوں کے لیے دعاؤں میں ورد فرمایا ہے۔ جو شخص صبح و شام اعوذ بکلمات اللہ التامہ من شر ما خلق پڑھے تو زہریلی چیزوں سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے یہ دعا پڑھتے تھے: اعیذ کما بکلمت اللہ التامہ من شر کل شیطان وھامہ ومن کل عین لامہ۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے جدامجد حضرت

marfat.com
Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزندوں اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کو اس دعا سے تعویذ فرماتے تھے۔ (بستان التفاسیر)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر بچوں کو اس دعا کا تعویذ پہنایا جائے یا اس دعا سے دم کیا جائے تو انشاء اللہ بچے ہر بلا سے محفوظ رہیں گے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے: اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن والعجز والکسل والجبن والبخل وضلع الدین وغلبہ الرجال۔ اس کا پڑھنے والا انشاء اللہ دُنیوی رنج و غم اور مجبوری اور بزدلی اور قرض اور دشمنوں کے غلبے سے محفوظ رہے گا۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے: اللھم انی اعوذبک من البرص والجزام والجنون ومن سی الاسقام۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا پڑھنے والا جزام اور دیوانگی اور بُرے مرض سے محفوظ رہے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سو کر اٹھے تو یہ دُعا پڑھ لیا کرے: اعوذ بکلمات اللہ التامہ من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیطین وان یحضرون۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے سمجھ دار بچوں کو یہ دعا حفظ کرا دیتے تھے اور نابالغ بچوں کے گلے میں اس کا تعویذ بنا کر ڈال دیتے تھے--- قرآنی تعویذ لکھنے اور گلے میں ڈالنے کا ثبوت ہوا۔ اس کی پابندی کرنے والا انشاء اللہ جنات اور انسان کی شرارت اور رب تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہے گا---

(تفسیر نعیمی... حکیم الامت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ)

marfat.com
Marfat.com

صبح و شام پڑھنے کی دعائیں

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق۔	میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ہر مخلوق کے شر سے۔
(حصن حصین)	

جو شخص صبح و شام تین تین مرتبہ یہ دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر مخلوق خصوصاً سانپ بچھو وغیرہ زہریلے اور موذی جانوروں کے شر سے بچائے گا۔

اللھم انی اعوذبک من الکفر والفقر وعذاب القبر۔	اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں کفر سے تنگ دستی سے اور قبر کے عذاب سے۔
(حصن حصین)	

اللھم انی اعوذبک برضاک من سخطک و معافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لا احصی ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک۔ (حصن حصین)	اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے اور تیرے عفو و درگزر کی تیرے عذاب سے اور میں تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف کی۔

marfat.com

Marfat.com

اللھم انی اعوذبک من عذاب النار وعذاب القبر ومن فتنہ المحیا والممات ومن شر المسیح الدجال۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور کانے دجال کے شر سے۔

اللھم انی اعوذبک ان اضل او اضل او ازل او ازل او اظلم او اظلم او اجھل او یجھل علی۔

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں خود گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں یا میں راہ مستقیم سے خود پھسلوں یا پھسلا جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں خود کسی کے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کروں یا میرے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کیا جائے۔

اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر واعوذبک من فتنہ المسیح الدجال، اعوذبک من فتنہ المحیا والممات۔ اللھم انی اعوذبک من الماثم والمغرم۔

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ لیتا ہوں کانے دجال کے فتنہ سے، اور تیری پناہ لیتا ہوں زندگی اور موت کے تمام فتنوں سے، اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں ہر گناہ اور قرض سے (تو مجھے ان سے بچالے)

اللھم انی اعوذبک من الجبن واعوذبک من ان ارد الی ارذل العمر واعوذبک من فتنہ الدنیا واعوذبک من عذاب القبر۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بے عزتی سے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ نکمی اور رذیل عمر کو پہنچوں، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنوں سے اور میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

اعوذ بکلمات اللہ التامہ

اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی پناہ لیتا

marfat.com
Marfat.com

من شر کل شیطان وھامہ ومن کل عین لامہ۔

ہوں ہر شیطان اور زہریلی بلا کے شر سے اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے۔

(بچہ کو نظر بد اور ہر طرح کی آفت و بلا، دکھ، بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالیں)

اعوذ باللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر۔

میں اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہو رہی ہے اور جس سے میں ڈر رہا ہوں۔

اللھم انی اعوذبک من البخل وسوء العمر وفتنہ الصدر وعذاب القبر۔

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں بخل سے اور بری عمر سے اور نفس کے ہر فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

اللھم انی اعوذبک من زوال نعمتک وتحول عافیتک وفجاءہ نقمتک وجمیع سخطک۔

اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ لیتا ہوں تیری دی ہوئی نعمت کے زوال سے اور تیری دی ہوئی صحت و عافیت کے تغیر سے اور تیری ناگہانی پکڑ سے اور تیری ناراضگیوں اور غصہ سے۔

اللھم انی اعوذبک من الفقر والفاقہ والذلہ واعوذبک من ان اظلم او اظلم۔

اے اللہ! بے شک میں پناہ لیتا ہوں فقر و فاقہ اور ذلت و خواری سے اور تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے (کوئی ظلم کرے)

اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعاء لا یسمع اللھم انی اعوذبک من ھولاء الاربع۔

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے جس میں عجز و انکساری نہ ہو اور اس دعا سے جو تیری بارگاہ میں سنی نہ جائے اور اس حریص نفس سے جس کا کبھی پیٹ نہ

marfat.com
Marfat.com

بھرے، اے اللہ! میں ان چاروں (آفتوں) سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

اللھم انا نعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتہ الاعدآء۔

اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہر بلا اور مصیبت کی سختی سے اور بدبختی کے گھیر لینے سے، اور بُری تقدیر سے اور دشمنوں کے ہم پر خوش ہونے سے۔

اللھم انی اعوذبک من الھم والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وضلع الدین وغلبہ الرجال۔

اے اللہ! بے شک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر و پریشانی سے، رنج و غم سے، عاجزی سے، کاہلی سے، کنجوسی سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے، اور زبردست لوگوں کے غلبہ اور دباؤ سے۔

اللھم انی اعوذبک من شر ما عملت ومن شر ما لم اعمل۔

اے اللہ! بے شک میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس کے شر سے، اور جو کچھ نہیں کیا اس کے بھی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اللھم انی اعوذبک من شر ما عملت ومن شر ما لم اعلم۔

اے اللہ! پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں کہ میں نے کیا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے بھی جو میں نہیں جانتا ہوں۔

اللھم انی اعوذبک من منکرات الاخلاق والاعمال والاھوآء والادوآء۔

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، بُرے اخلاق، اعمال، خواہشات اور امراض سے (تو مجھے ان سے محفوظ رکھ)

اللھم انی اعوذبک من غلبہ الدین و غلبہ العدو و شماتہ الاعدآء۔

اے اللہ! میں قرض کے بوجھ، دشمنوں کے غلبہ اور دشمنوں کی ہنسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

اعوذ باللہ من الکفر والدین۔
میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اللھم انی اعوذبک من البرص والجنون والجذام وسیء الاسقام۔
اے اللہ! تو مجھے پناہ دے، برص سے، اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بُری اور موذی بیماریوں سے۔

اللھم انی اعوذبک من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق۔
اے اللہ! تو مجھے پناہ دے، آپس کے جھگڑے اور فساد سے، اور منافقت سے اور تمام بُرے اور رذیل اخلاق سے۔

اللھم انی اعوذبک من الجوع فانہ بئس الضجیع واعوذبک من الخیانہ فانھا بئست البطانہ۔
اے اللہ! تو مجھے پناہ دے، بھوک اور پیاس سے اس لیے کہ یہ بہت بُرا ساتھی ہے۔ اور تو مجھے پناہ دے خیانت سے اس لیے کہ یہ بدترین چھپا ہوا ساتھی اور مشیر ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ۔ (البقرۃ: ٦٧)
اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں لانے کے لیے اس دعا کو پڑھنا چاہیے --- ان کلمات کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کہتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو، تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ موسیٰ! ہمارا مذاق کیوں اڑاتے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی، کیونکہ مذاق کرنا تو جاہلوں کا شیوہ ہے، اللہ کا نبی ایسی تمام چیزوں سے بلند و بالا ہوتا ہے --- لہٰذا آج بھی اگر کوئی اللہ کا ولی، داعی، یا عالمِ دین جب لوگوں کو دعوت دے اور لوگ یہ خیال کریں کہ وہ ان کا مذاق اڑا رہا ہے تو ایسے موقع پر اللہ کے ولی، اور داعی کو "اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین" پڑھنا چاہیے تاکہ شیطانی وساوس کی فضا ختم ہو اور وہ اللہ کی پناہ میں شیطانی شر سے محفوظ رہے --- صبح شام اس دعا کا

marfat.com
Marfat.com

پڑھنا ہمیں یاد الٰہی کی طرف مائل کرے گا---

رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ - وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ - (المومنون: ۹۷-۹۸)

اے میرے رب! میں شیاطین کی حرکتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ یہ میرے نزدیک آئیں-

شیطان، انسان کا ازلی دشمن ہے اور وہ انسان کے نیک اعمال سے ہمیشہ بوکھلاتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح انسان کو راہ راست سے گمراہ کر دے اور یاد الٰہی سے غفلت میں ڈال دے- لہٰذا اس مقصد کے لیے وہ انسانی نفس میں شیطانی وسوسے پیدا کرتا ہے، لہٰذا شیطانی وسوسوں سے بچنے کے لیے اس دعا کو پڑھنا چاہیے- ہر نماز کے بعد اس دعاء کا تین مرتبہ پڑھنا بھی شیطان سے پناہ حاصل کرنے کے مترادف ہے اور انسان اپنے ایمان سے کسی حالت میں کمزور نہیں پڑتا--- خیر و برکت میں اضافہ کے لیے اس دعا کا پڑھنا بہت بہتر ہے---

marfat.com
Marfat.com

شیطانی وسواس سے بچنے کی دُعاء

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔

(الاعراف: ۲۰۰،۲۰۱)

اور اگر پہنچے آپ کو شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ تو فوراً اللہ سے پناہ مانگئے، بے شک وہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کیے ہیں جب ان کو کوئی خیال شیطان کی طرف سے چھوتا ہے، اللہ کو یاد کرنے لگتے ہیں تو فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

شیطان، انسان کا ازلی دشمن ہے اس لیے وہ انسانی نفس کے ذریعے انسان کو مختلف قسم کے وسواس میں مبتلا کرتا، عبادتِ الٰہی اور صراط مستقیم سے غافل کرتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر شیطان کی اس فریب کاری اور وسوسہ اندازی سے پناہ مانگے، وہی ذات پاک اس کے ڈگمگاتے ہوئے پاؤں کو پھر ثبات اور ٹھہراؤ بخشے گی۔۔۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے شر سے بچائے گا اور دشمنوں کے مکرو فریب سے محفوظ رکھے گا۔

نیک نہاد اور پرہیزگاروں کو اگر کوئی شیطانی وسوسہ راہ حق سے بھٹکانے لگتا ہے اور اپنے دامِ فریب میں گرفتار کرنے لگتا ہے تو فوراً ان کا ضمیر بیدار ہو جاتا ہے اور وہ ذکر

marfat.com

Marfat.com

الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور توبہ و استغفار شروع کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شکوک و شبہات کی گرد چھٹ جاتی ہے، غفلت کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے اور شیطان کا دامِ ہمرنگ زمین صاف دکھائی دیتا ہے اور وہ خطرے کے اس مقام سے بخیریت گزر جاتے ہیں۔

عمل

جس شخص کو وسوسوں کی، یا زیادہ اور بے جا غصہ کی بیماری ہو، یا نماز میں دل نہ لگتا ہو وہ روزانہ بعد نماز فجر و مغرب گیارہ بار اعوذ باللہ...... اور لاحول ولا قوہ...... پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیا بھی کرے اور دل و دماغ پر چھڑکا بھی کرے، ان شاء اللہ فائدہ ہو گا مجرب ہے۔ اعوذ باللہ پڑھنے میں حضور قلبی چاہیے، دل سے انسان یہ سمجھے کہ میں اپنے کو اللہ کی پناہ میں دے رہا ہوں۔ جو شخص ان آیات کو روزانہ پڑھتا رہے گا انشاء اللہ وہ شیطانی وسواس سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔

marfat.com
Marfat.com

نظرِ بد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

العین حق۔ نظر کا لگ جانا برحق ہے۔

کفار کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض و عناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، خصوصاً اس وقت تو وہ جذبات سے بھڑک اٹھتے اور آپے سے باہر ہو جاتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم پڑھ کر سنا رہے ہوتے، کفار بہت غضب ناک نظروں سے گھور گھور کر دیکھا کرتے تھے اور نقصان اور تکلیف پہنچانے کی تدابیر سوچتے تھے۔

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ (القلم: ۵۱)

اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کفار پھسلا دیں گے آپ کو اپنی (بد) نظروں سے جب وہ سنتے ہیں قرآن۔

بنی اسد قبیلہ میں کئی آدمی تھے جن کی نظر بد کبھی خطاء نہ جاتی۔ یعنی عرب میں بعض لوگ نظر بد لگانے میں مشہور تھے۔ اگر وہ کسی شخص کو یا کسی جانور کو ہلاک کرنا چاہتے تو تین دن فاقہ کرتے اور پھر اس چیز کے پاس آکر کہتے کہ کتنی خوبصورت اور عمدہ چیز ہے، ایسی چیز تو آج تک ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔ اُن بد نظروں کے اتنا کہنے سے وہ چیز تڑپنے لگتی اور تھوڑی دیر بعد دم توڑ دیتی۔۔۔ اگر کوئی موٹی تازہ گائے یا اونٹنی ان کے

marfat.com

Marfat.com

پاس سے گزرتی اور وہ نظر بد لگا دیتے تو اسی وقت اپنی لونڈی کو کہتے کہ ٹوکری اٹھاؤ، پیسے لو اور اس گائے کا گوشت خرید لاؤ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد پتا چلتا کہ وہ جانور ذبح کر دیا گیا ہے۔

قریش نے بنی اسد میں سے کسی ایسے نظر باز کی خدمات حاصل کیں۔ کفار مکہ نے بہت لالچ اور دولت دے کر انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نظر بد سے نقصان اور تکلیف پہنچانے کے لیے مقرر کیا۔ یہ حسب عادت تین دن بھوکے رہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ تلاوت قرآن فرما رہے تھے۔ وہ بار بار نظر بد کے جملے کہتے رہے لیکن جس کا نگہبان خداوند رحمت ہو، یہ ہتھکنڈے اسے کیا اذیت پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نظر بد سے محفوظ رکھا۔ اس پر یہ آیت آئی۔

معلوم ہوا کہ بدنیتی سے حضور کا چہرہ دیکھنا کفر ہے، اعتقاد سے رُخ انور کی زیارت صحابی بنا دیتی ہے۔ یہی حال قرآن شریف کا ہے۔ بدنیتی سے اس کا پڑھنا کفر ہے، نیک نیتی سے عبادت۔۔۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نظر بد حق ہے، دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نظر بد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظر بد لگانے کو کہا تھا جن کی بُری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی، اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔۔۔ یہ آیت نظر بد سے بچنے کے لیے اکسیر ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے متعدد احادیث سے ثابت کیا ہے کہ نظر بد کا اثر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں نواسوں سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے:

"اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامہ ومن کل عین لامہ۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام کو یہ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔ حضرت

marfat.com
Marfat.com

حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس کو نظر بد سے تکلیف پہنچے، یہ آیت پڑھ کر دم کیا جائے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جنات کی نظر انسانی نظر سے سخت تر ہوتی ہے۔ (اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ جنات کی نظر تیر سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ سکتی ہے تو اس پر نظر بڑھ جاتی ہے۔ (مسلم)

نظر بد کا اثر حق ہے، اس سے منظور کو نقصان پہنچ جاتا ہے یعنی اس کا اثر اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کر سکتی تو نظر بد کر لیتی کہ تقدیر میں آرام لکھا ہو مگر یہ تکلیف پہنچا دیتی مگر چونکہ کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس لیے یہ نظر بد بھی تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ نظر لگ جانا عیب نہیں۔ نظر تو ماں باپ کی بھی لگ جاتی ہے۔ دفع نظر کے لیے دعائیں اور عوام میں مشہور ٹوٹکے اگر خلافِ شرع نہ ہوں تو درست ہے۔ ماثورہ دعائیں افضل ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوبصورت تندرست بچہ دیکھا تو فرمایا کہ اس کی ٹھوڑی میں سیاہی لگا دو تاکہ نظر نہ لگے۔ حضرت ہشام ابن عروہ جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔۔۔ علماء فرماتے ہیں کہ بعض نظروں میں زہریلا پن ہوتا ہے جو اثر کرتا ہے۔ (مرقات)

حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جعفر کی اولاد کو نظر جلد لگ جاتی ہے تو میں ان کو دم کر دوں۔ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے بڑھ جاتی ہوتی ہے تو اس پر نظر بڑھ جاتی ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

نظر بد بڑی موثر ہوتی ہے، اگر کسی چیز سے تقدیر پلٹ جاتی تو نظر سے پلٹ جاتی۔ خیال رہے کہ غصہ کی نظر منظور میں ڈر پیدا کر دیتی ہے، محبت کی نظر خوشی۔ اسی طرح تعجب کی نظر بیماری پیدا کر سکتی ہے۔۔۔ جس طرح بُری نظر اثر پیدا کرتی ہے اسی طرح صالحین مقبولین کی رحمت کی نظر منظور میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ نظر بد بیماریاں پیدا کر دیتی ہے تو نظر خوب بیماریاں دُور کرتی ہے۔ نظر بڑی چیز ہے، کوئی نظر خانہ خراب کر دیتی ہے، کوئی نظر خراب کو آباد کر دیتی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

نظر لگانا نہ لگانا خود نظر والے کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی پسندیدہ چیز کو دیکھ کر ما شاء اللہ یا بارک اللہ کہہ دے تو نظر نہیں لگتی۔ اگر ان کلمات کے بغیر ہی تعجب سے دیکھے اور تعجب کے الفاظ بولے تو نظر لگ جاتی ہے۔

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے، مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

دُعا تعویذ

(۱) عن عائشه قالت امر النبی صلی الله تعالے علیه وسلم ان نسترقی من العین۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم نظر بد کے لیے دُعا تعویذ کرائیں۔

(۲) عن ام سلمه ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم رای فی بیتها جاریه فی وجهها سفعه یعنی صفره فقال استرقوا لها فان بها النظره۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دُعا تعویذ کراؤ، اُسے نظر بد لگی ہے۔

قرآن کریم صدہا دینی اور دنیوی فوائد لے کر اُترا۔ نماز قرآن کے ذریعے سے ادا ہو۔ کھانا وغیرہ قرآن پڑھ کر شروع کرو۔ شاہی قوانین قرآن سے حاصل کرو۔ بیمار پر قرآن پڑھ کر دم کرو یا تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالو۔ ثواب کے لیے اس کو پڑھو، عمل اس پر کرو۔ غرضیکہ یہ سارا قرآن بادشاہوں کے لیے قانون، غازی کے لیے تلوار، بیمار کے لیے شفاء۔ ننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمه للمومنین. غریب کا سہارا،

marfat.com
Marfat.com

کمزور کا عصاء، بچوں کا تعویذ، بے ایمان کے لیے ہدایت، قلب مُردہ کی زندگی، قلب غافل کے لیے تنبیہ، گمراہوں کے لیے مشعل راہ، زنگ آلود قلب کی صیقل ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد: ۲۸) خبردار! اللہ کے ذکر سے دل چین میں آتے ہیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو دل کی بے قراری اور بے چینی کا علاج بتایا گیا۔ ذکر اللہ سے دل چین میں آتے ہیں--- ذکر سے مُراد یا تو اللہ کی ذات ہے یا ذکر اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شریف ہے، کیونکہ ذکر اللہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ہے۔ (دیکھو دلائل الخیرات، حزب اوّل)

اگر پہلے معنی کیے جاویں تو معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کی یاد سے دل کو چین آتا ہے اور یہ اس لیے کہ اکثر اوقات دل کی بے چینی اور بے قراری گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس طرح پانی سے گندگی دُور ہوتی ہے اور پاکی حاصل ہوتی ہے، اسی طرح گناہوں کا میل اور گندگی اللہ کی یاد سے دُور ہوتی ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں اور غم دُور ہوتے ہیں--- اسی لیے اسلام نے ہر مصیبت کے وقت اللہ کی یاد کا حکم دیا ہے۔ بارش نہ ہو تو نماز استسقاء پڑھو--- سورج یا چاند کو گرہن لگ جاوے تو نماز کسوف پڑھو، کوئی کام کرنا ہو تو نماز استخارہ پڑھو--- ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو--- بچہ پیدا ہو تو کان میں اذان کہو، بچپن میں اس کو نماز سکھاؤ، خود بھی سویرے اٹھتے ہی نماز پڑھو، رات کے وقت نماز پڑھ کر سوؤ، مرتے وقت میت کو کلمہ سکھاؤ، کفن پر کلمہ لکھو، قبر میں اتارو تو بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہہ کر اتارو، غرضیکہ ہر حال میں رب کو یاد کرو۔

اور اگر دوسرے معنی کیے جائیں تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ذکر اللہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے چین دل کو چین ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر اللہ اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر رب یاد آتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ۔ (الغاشیہ: ۲۱) اے محبوب! آپ ہی اللہ کی یاد دلانے والے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے چین دل اس لیے چین میں آتے ہیں کہ قاعدہ

marfat.com

Marfat.com

ہے:

لقاء الخلیل، شفاء العلیل۔ یعنی دوست کی ملاقات بیماری کی شفاء ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے محبوب ہیں، ضروری ہے کہ ان کا نام مسلمان کا چین ہو۔ مریض عشق کی دوا ذکر حبیب ہے۔

اگر کسی کو اختلاج قلب کا مرض ہو تو مریض اپنے دل کی جگہ پر "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" انگلی سے لکھ لے یا لکھوالے، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار تلاوت کرے، انشاء اللہ آرام ہوگا۔ یہ عمل مجرب ہے۔ انسان تو صاحبِ عقل ہے، حیوانات اور پتھروں اور لکڑیوں کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے چین حاصل ہوتا ہے۔ لکڑی فراق رسول علیہ الصلوۃ والسلام میں روئی، جب اس کو سینہ پاک سے لگایا تو اس کو چین آگیا۔ احد پہاڑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دیا کرتا تھا اور فرط مسرت سے جھومتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم احد سے محبت رکھتے ہیں اور احد ہم سے محبت کرتا ہے۔

ایک بزرگ، ایک بیمار کے لیے تعویذ لکھ رہے تھے۔ کسی بے دین نے کہا کہ یہ تعویذ وغیرہ سب کھانے کمانے کی تدبیریں ہیں، ان تعویذوں سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔۔۔ بزرگ نے اعتراض کرنے والے سے کہا: الو، گدھا، کتا، خنزیر۔ اور تعویذ لکھنے میں مشغول ہوگئے۔ یہ سن کر وہ شخص غصہ میں سُرخ ہوگیا اور بکواس بکنے لگا۔ بزرگ نے کہا کہ جناب آپ کو غصہ کیوں آگیا، میں نے تو خدا کی مخلوقات میں سے چار جانوروں کا نام لیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ کیا کسی کے دل پر اس کا اثر نہ ہوگا اور کسی کو بُرا نہ معلوم ہوگا؟۔۔۔ بزرگ نے فرمایا کہ ان ادنیٰ چیزوں کے نام میں تو یہ تاثیر ہے کہ آپ کا حال بدل گیا، رب تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے نام میں تاثیر نہیں کہ اس سے بیمار کا حال بدل جاوے۔۔۔!

روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی خواب سے

marfat.com
Marfat.com

گھبرا جائے تو کہہ دے: میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی ناراضی، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کی حاضری سے، تو تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا--- عبداللہ ابن عمرو اپنی بالغ اولاد کو یہ سکھا دیتے تھے اور ان میں سے نابالغوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے۔

(ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت عمرو ابن شعیب کے دادا حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص سمجھ دار بچوں کو یہ دعائیں یاد کرا دیتے تھے تاکہ وہ خود پڑھ لیا کریں اور نا سمجھ بچے جو نہ یاد کر سکیں ان کے گلے میں اس دعا کا تعویذ بنا کر ڈال دیتے تھے۔ یہاں بالغ سے مراد سمجھ دار ہے۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ آیاتِ قرآنیہ، اسمائے الٰہیہ اور دعواتِ ماثورہ کا جو فائدہ پڑھنے سے ہوتا ہے وہ ہی فائدہ بفضلہ تعالیٰ لکھ کر ساتھ رکھنے سے ہوتا ہے۔ لُو کے زمانے میں لوگ اپنے ساتھ پیاز رکھتے ہیں تو لُو سے محفوظ رہتے ہیں--- جب پیاز لُو سے بچا سکتی ہے تو اسمائے الٰہیہ پاس رکھنے سے آفات سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ تعویذ لکھنا یا گلے میں باندھنا سنت صحابہ ہے۔ جن تعویذ گنڈوں سے منع کیا گیا ہے وہ کفار کے جنتر منتر کے تعویذ ہیں جن میں شرکیہ الفاظ ہوں۔ تیسرے یہ کہ دعاؤں کے الفاظ بھی نافع ہیں اور ان کے نقوش بھی، بلکہ وہ کاغذ بھی جن پر یہ نقوش لکھے جائیں۔ بعض دعائیں لکھ کر دھو کر ان کا پانی پلایا جاتا ہے، ان کی اصل بھی یہ حدیث بن سکتی ہے۔

اس پانی اور اس کاغذ کو اللہ کے نام سے نسبت ہو گئی تو شفاء بن گئے۔ حضرت جبرئیل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک نے سونے کے بچھڑے میں جان ڈال دی۔ ایوب علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون شفاء تھا۔ (قرآن حکیم) آبِ زمزم شفا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایڑی سے جاری ہوا۔ (حدیث پاک)

مسئلہ: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جبکہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسمائے

marfat.com

Marfat.com

الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو۔ اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کیے جاتے تھے۔ اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث اور ادعیہ رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفاء پلانا بھی جائز ہے۔ جنب و حائض بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں' بازو پر باندھ سکتے ہیں جبکہ تعویذات غلاف میں ہوں۔ (درمختار' ردالمختار)

تعویذ اور عمل

جس تعویذ اور عمل میں کوئی کلمۂ کفر و شرک نہ ہو وہ جائز ہے بالخصوص وہ اعمال جو آیاتِ قرآنیہ سے کیے جاتے ہیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہیں' ان کے جواز میں اصلاً کلام نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کی: یارسول اللہ! جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے' کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لیے عمل کروں۔ حضور نے اجازت مرحمت فرمائی۔ (نظامِ شریعت)

بچہ کے لیے تعویذ

بچہ کو نظر بد اور ہر طرح کی آفت و بلا' دکھ بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دے۔۔۔

اعوذ بکلمات اللہ التامہ	میں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی پناہ لیتا
من شر کل شیطان وھامہ ومن	ہوں ہر شیطان اور زہریلی بلا کے شر سے
شر کل عین لامہ۔ (حصن حصین)	اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے۔

مسئلہ: تعویذ پر اسی طرح دم کرنے پر اُجرت لینا جائز ہے اگرچہ قرآن پاک کی آیت بھی لکھ کر دے یا سورۃ قرآنی پڑھ کر ہی دم کرے۔ یہ تو ایک طرح کا علاج ہے۔
(مشکوٰۃ' شامی' جلد اول)

marfat.com
Marfat.com

شیطان صفت جنات سے بچنے کی دُعا

سورۃ الفلق (قل اعوذ برب الفلق) اور سورۃ الناس (قل اعوذ برب الناس) دونوں سورتوں میں جن و شیطان اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رہنے کی بے نظیر تاثیر ہے۔ دونوں سورتوں کو پڑھ کر دم کرنے سے انشاء اللہ جادو کا اثر زائل ہو جائے گا۔۔۔ قرآن کریم کی یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں۔ مفہوم، معنی اور مقصد کے اعتبار سے بھی انہیں الگ الگ کرنا دُشوار ہے، اس لیے انہیں معوذتین کہتے ہیں۔ جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لیے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے آخری تینوں قل پڑھتے، اپنے مبارک ہاتھوں پر دم فرماتے، پھر اپنے سارے جسم پر انہیں پھیر لیتے۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین کو یہ پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے۔

جو شخص رات کو تین مرتبہ پڑھ کر سوئے گا وہ خوف زدہ خوابوں سے محفوظ رہے گا اور جو شخص روزانہ ایک مرتبہ پڑھے گا وہ انشاء اللہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ جن بچوں کو ان دونوں سورتوں کا تعویذ پہنا دیا جائے وہ جن و شیطان اور تمام زہریلے جانوروں سے محفوظ رہیں گے۔۔۔ (فیوض قرآنی)

جنوں سے حفاظت کی دُعا

آیت الکرسی کے بہت فوائد اور خواص ہیں۔ جنات کے شر سے بچنے کے لیے اس کے اثرات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ آیت الکرسی جنات اور شیاطین سے بچنے کے لیے بہت مفید ہے۔ جو شخص روزانہ ہر نماز کے بعد ایک بار آیت الکرسی پڑھے، وہ انشاء اللہ ہمیشہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ جس جگہ یا مکان پر جنات کا بسیرا ہو تو وہاں سے ان کو خارج کرنے کے لیے اس کا ورد بہت مفید ہے۔ جب کوئی شخص کسی

marfat.com
Marfat.com

جنگل یا ویرانے سے گزرے اور اس کی تلاوت کرتا جائے تو انشاء اللہ باہر کی ناری مخلوق اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ حصولِ رُوحانیت کے لیے بھی اس کا پڑھنا بہت مفید ہے کیونکہ ستر ہزار ملائکہ اس کے پیچھے پابند ہیں۔ جو کوئی سوتے وقت بستر پر لیٹ کر آیت الکرسی پڑھ لے تو اس کا اور اس کے پڑوسیوں کا گھر چوری، ڈکیتی اور آگ لگ جانے، غرض ساری اچانک مصیبتوں سے صبح تک محفوظ رہے گا۔ (کبیر) جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جائے اس گھر سے شیطان ایک ماہ تک اور جادوگر چالیس دن تک دُور رہتے ہیں۔ (کبیر)

ایک بار ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جن کو پکڑ لیا اور اس سے پوچھا کہ انسان تم سے کیونکر بچیں۔ اس نے عرض کیا کہ صبح و شام آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔ صبح کو یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو فرمایا: اس خبیث نے سچ کہا۔ (رُوح البیان)

جو کوئی صبح و شام اپنے بچوں پر آیت الکرسی پڑھ کر دم کر دے، وہ شیطان اور جادو اور نظر بد سے محفوظ رہے گا۔۔۔ آیت الکرسی سے شیطان بھاگتے ہیں، بے چین دل کو چین آتا ہے، مرگی والے کو فائدہ ہوتا ہے، اس سے غصہ، شر اور حرام شہوت دُور ہوتی ہے۔ ظالم کا ظلم کم ہوتا ہے مگر اخلاص شرط ہے۔ (رُوح البیان)

marfat.com
Marfat.com

جادُو

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ - وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ - (البقرۃ: ۱۰۲)	اور انہوں نے اس کی پیروی کی جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانے میں، اور سلیمان نے کفر نہ کیا، ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے، شیاطین جنات آسمان پر جاتے اور فرشتوں کے کلام سنا کرتے تھے جو آئندہ واقعات کی بابت آپس میں گفتگو کرتے ہوتے تھے۔ یہ گفتگو سن کر کاہنوں کو سناتے تھے مگر اس میں بہت جھوٹ ملا کر۔ پھر وہ کاہن (پنڈت نجومی) لوگوں کو یہ خبریں پہنچاتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ جنات سے عمارات بنوانے، کنوئیں اور نہریں کھدوانے، عمدہ عمدہ حوض و قلعے بنوانے کا کام لیا جاتا تھا جس سے کہ شیاطین اور انسانوں سے خلط ملط رہتا تھا۔ چونکہ جنات کی طاقت انسان سے زیادہ ہے اس لیے وہ انسانوں کو عجیب عجیب کرتب دکھا کر انہیں حیران کر دیتے تھے۔ انسان ان سے پوچھتے کہ تم یہ عجیب کام کیسے کر لیتے ہو تو وہ کہتے کہ فلاں منتر اور فلاں ٹوٹکے کے زور سے۔ وہ لوگ ان منتروں اور ٹوٹکوں کو جن میں کفریہ اور شرکیہ باتیں ہوتی تھیں، سیکھ لیتے، بلکہ لکھ لیتے۔ اور جب انسان بھی یہ

marfat.com

Marfat.com

منتر پڑھتے تو در پردہ شیطان کوئی عجیب کام کر دیتے تھے جس سے انسانوں کو یقین ہو گیا کہ یہ منتر بہت تاثیر والے ہیں--- یہاں تک کہ ان منتروں کی کتابیں تیار ہو گئیں- ہوتے ہوتے سلیمان علیہ السلام کو خبر لگی- آپ نے اپنے وزیر آصف بن برخیا کو حکم دیا کہ شیطانوں کو جمع فرما کر انہیں انسانوں سے ملاقات کرنے سے روک- اور وہ تمام کتابیں جمع فرما کر صندوق میں بھر کر اپنے تخت کے نیچے دفن کرا دیں- اور حکم دیا کہ جو کوئی منتر یا جادو کرے گا سخت سزا پائے گا-

آپ کی وفات کے بعد شیطان یہودی کے پاس انسانی شکل میں آیا اور بولا کہ تمہیں خبر ہے کہ حضرت سلیمان کو اتنی بڑی بادشاہت کیونکر ملی- صرف اس جادو سے ملی جس کی کتابیں ان کے تخت کے نیچے جمع ہیں' اگر تم بھی ان کتابوں پر عمل کرو تو ان ہی کی طرح بادشاہ بن جاؤ گے- پھر کیا تھا' یہود دوڑے اور زمین کھود کر کتابوں کا صندوق نکالا' ان میں لکھے ہوئے جنتر منتروں پر عمل شروع کیا- چونکہ شیاطین چاہتے تھے کہ انسان ہماری پوجا کریں' ان منتروں میں بت پرستی کی شرائط تھیں' شیاطین سے مدد مانگنے کے الفاظ- جب یہود یہ الفاظ پڑھتے شیطان چپکے سے ان کا کام کر دیتے--- رفتہ رفتہ تقریباً ساری قوم یہود نے توریت کو چھوڑ دیا اور ان واہیات میں پھنس گئے- اور ان میں یہ مشہور ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام بادشاہ نہ تھے' صرف جادوگر--- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک تک یہی مشہور رہا۔ اس آیت نے اصلی بات بتائی اور حضرت سلیمان سے یہ اتہام دُور کیا- فرمایا کہ اے بے دین یہودیو! حضرت سلیمان پیغمبر ہیں- اور جادو یا تو خود کفر ہے یا اس میں بت پرستی' جنات پر بھینٹ' قربانی' ان کی نذر و نیاز وغیرہ کفریات کی شرطیں ہیں' یا یہ کفار کا کام ہے- اتنا بڑا پیغمبر کفر کیسے کر سکتا ہے---؟ انہوں نے کبھی بھی کفر نہ کیا' بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ ان کے زمانہ میں موقع پا کر لوگوں کو جادو سکھلایا اور الٹا حضرت سلیمان علیہ السلام کو الزام لگایا- وہ اس الزام سے بری ہیں' اللہ کے مقبول پیغمبر ہیں-

جادو کے موجد دراصل شیاطین ہیں نہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور نہ ہاروت ماروت- جب جادو پھیل گیا تو لوگوں کے بچانے کے لیے ہاروت ماروت (فرشتے)

marfat.com

Marfat.com

آئے۔ اس وقت ساری دنیا میں خصوصاً بابل کی مملکت میں جادو کا بہت رواج تھا۔ جادو کے زور سے لوگ طرح طرح کے کرشمے دکھاتے جس سے سادہ لوح دنگ رہ جاتے۔ ان کے نزدیک جادو اور معجزہ میں کوئی فرق نہیں رہ گیا تھا بلکہ وہ جادو کو علم کی ایک مفید ترین شاخ تصور کرنے لگے تھے اور جادوگروں کو مقدس ماننے لگے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے نازل کیے جو لوگوں کو جادو کی اصلیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ آسانی سے جادو کی فریب کاری اور معجزہ کی حقیقت میں تمیز کر سکیں۔

سحر و جدو کا جو منتر ان میں بہت مقبولیت حاصل کر چکا تھا وہ تھا جس سے میاں بیوی میں ناچاقی پیدا ہو، تاکہ وہ اس پر ڈورے ڈال کر اپنے عشق کے جال میں پھانس لیں۔ اس طرح وہ حرام کاری کا بازار گرم رکھتے --- قرآن کا اعجاز ملاحظہ ہو کہ ان کے کردار کے چہرہ پر جس بدنما داغ کی نشاندہی چودہ صدیاں پہلے قرآن نے کی اس کو آج وہ خود اپنی تحقیق کے آئینہ میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں --- جیوش انسائیکلوپیڈیا کی یہ عبارت پڑھئے:

"سحر کی سب سے زیادہ عام متداول صورت اس نقش کی تھی جو عشق و محبت کے لیے دیا جاتا تھا خاص کر وہ نقش جو ناجائز آشنائیوں کے لیے لکھا جاتا تھا۔" (جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد ۸ ص ۲۵۰ تفسیر ماجدی)

جدو اکثر کفری ہوتا ہے۔ یا تو خود اس میں کفریہ الفاظ ہوتے ہیں یا کفریہ شرائط۔ کفار کا کام ہے۔ کفر سکھانا کفر ہے جبکہ عمل کے لیے ہو، اگر بچنے کے لیے سکھیا تو کفر نہیں۔ شیطانوں نے عمل کے لیے جدو سکھیا اور وہ کافر ہوئے۔ ہاروت و ماروت نے بچنے کے لیے جادو سکھایا وہ کافر نہ ہوئے۔ علمائے کرام کفریہ الفاظ بچنے کے لیے بتاتے اور کتب فقہ میں لکھتے ہیں، یہ بہت ثواب ہے۔ لیکن اگر یہی الفاظ عمل کے لیے سکھائے جائیں تو سیکھنے سکھانے والے دونوں کافر---

انبیائے کرام کفر اور گناہ کبیرہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو لوگوں نے جدوگری کی تہمت لگائی تو قرآن کریم نے ان کی سخت تردید فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے گزشتہ پیغمبروں کو بھی فائدے پہنچے۔ حضور سے ہی

marfat.com

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کی پاک دامنی کے خطبے پڑھے گئے۔ حضور ہی سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جادوگری کا الزام دُور ہوا، اسی لیے انبیاء کرام حضور کی بشارتیں سناتے اور خوشیاں مناتے تھے۔

جادو کی حقیقت

سحر کا اصل معنی ہے کسی چیز کی حقیقت کو بدل دینا۔ گویا جب ساحر جھوٹ کو سچ کر کے دکھاتا ہے یا چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آنے لگتی ہے تو گویا اس نے اس شے کی حقیقت کو بدل دیا۔ یہ تو ہے سحر کی لغوی تحقیق، اب اس کے اصطلاحی معنی پر غور فرمایئے۔ ایسے الفاظ اور اعمال کے جاننے اور کرنے کو سحر کہا جاتا ہے جن سے انسانوں کو شیاطین کا تقرب حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اس کے فرماں بردار بن جاتے ہیں اور ان اعمال و الفاظ کے اثر سے کانوں اور آنکھوں پر ایک ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جس سے آواز ہوتی کچھ ہے اور سنائی کچھ دیتی ہے اور چیزیں اپنی حقیقت کے خلاف دکھائی دینے لگتی ہیں۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ چیزیں اپنی حقیقت کے خلاف صرف دکھائی ہی نہیں دیتی ہیں بلکہ ان کی حقیقت بھی بدل جاتی ہے۔۔۔ واللہ اعلم۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ساحر کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

marfat.com
Marfat.com

جادُو اور معجزہ

سحر (جادو) کے معنی چھپانا یا چھپی چیز۔ سویرے کے وقت کو سحر اسی لیے کہتے ہیں ابھی کسی قدر اندھیرا ہوتا ہے جس سے چیزیں چھپی ہوتی ہیں، ظاہر نہیں ہوتیں۔ سینہ کو سحر کہتے ہیں کہ بین سحری و نحری کہ وہ بھی قمیص سے چھپا رہتا ہے۔ جادو کو سحر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں خفیہ اسباب کے ذریعے کچھ کو کچھ کر کے دکھایا جاتا ہے، دیکھنے والے کی آنکھ پر پردہ پڑ جاتا ہے کہ وہ کچھ کا کچھ دیکھتی ہے۔ جادو شیطانی عمل ہے، شیطانی کارندے شیطانی علم سے شعبدے اور ڈرامے پیش کرتے ہیں۔ جادو میں یہ طاقت نہیں ہوتی کہ وہ کسی چیز کی ماہیئت کو بدل دے۔ مثلاً رسیوں کو حقیقتاً سانپ بنا دینا اس کے بس سے باہر ہے، اس کا اثر نظر بندی تک محدود ہوتا ہے یعنی ایک چیز ہوتی کچھ ہے لیکن جادو کے اثر سے دیکھنے والے اسے کوئی اور چیز سمجھنے لگتے ہیں۔ آج بھی بعض جادوگر مٹی کا روپیہ بنا کر لوگوں کو دکھاتے ہیں اور پھر پیسہ پیسہ بھیک مانگتے ہیں۔ اگر وہ مٹی واقعی روپیہ ہو جاتی تو یہ بھیک کیوں مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی سچائی و صداقت اور قدرت کی نشانیاں ظاہر کرنے کے لیے عجیب و غریب حیرت و تعجب میں ڈالنے والے ایسے خلافِ عادات کام کرائے جو کسی مخلوق سے ممکن نہیں اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں، وہ معجزہ ہے۔۔۔ معجزہ علامت ہے نبوت کی، جو دعویٰ نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔

marfat.com
Marfat.com

معجزہ حقیقت ہوتا ہے، نظر کا دھوکہ نہیں ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کے جادوگروں کے سامنے اپنی لاٹھی پھینکی تو وہ حقیقت میں عظیم الشان اژدہا بن گیا، صرف صورت میں اژدہا نہ ہوا تھا۔ یہ نظر بندی نہیں تھی بلکہ حقیقت میں وہ لاٹھی سانپ بن گئی تھی--- خیال رہے کہ فرعونی جادوگروں نے بھی رسیوں، بانسوں کو سانپ بنا کر دکھایا مگر وہاں صرف نظر بندی تھی حقیقت نہ بدلی تھی اس لیے اس کے متعلق ارشاد ہوا: سحروا عین الناس۔ کہ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔ عصائے موسوی پھینک دینے پر حقیقتاً سانپ بن جاتا تھا، اس میں رُوح پڑ جاتی تھی۔ وہ کھا بھی سکتا تھا، چنانچہ وہ جادوگروں کے سارے رسے، بانس نگل گیا اور اٹھانے پر حقیقتاً لکڑی ہو جاتا تھا۔

جادو شیطانی شعبدہ اور کرتب ہے، جادو سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدلتی، چیز دکھائی کچھ دیتی ہے اور حقیقت میں کچھ اور ہوتی ہے، دیکھنے والوں کی آنکھ پر جادو کے اثر سے پردہ پڑ جاتا ہے نظر بندی ہوتی ہے--- اس کے باوجود جادو سے لوگوں کا متاثر ہونا یقینی ہے۔ جادو کے اثرات ہوتے ہیں۔ ابلیسی منتروں اور شیطانی طلسموں کے تکلیف دہ نتائج ہوتے ہیں۔ جادو کے اثر سے انسان نفسیاتی طور پر ضرور متاثر ہوتا ہے۔ ہاروت و ماروت کے واقعہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ شیاطین لوگوں کو ایسا جادو سکھایا کرتے تھے۔ ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ۔ اچھا بھلا، رستا بستا گھر اختلاف کی نذر ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی کی باہمی محبت و پیار، نفرت و عداوت سے بدل جاتی ہے، جادو زندگی کا سکون ختم کر دیتا ہے۔ جادو کرنا کفر ہے کیونکہ جادوگر دنیا و آخرت میں ناکام ہے اور یہی حال قرآن کریم نے کافروں کا بتایا۔ چنانچہ سورۂ مومنون آیت ۱۱۷ میں ارشاد ہے: فانما حسابہ عند ربہ انہ لایفلح الکافرون۔ مومن خواہ کیسا ہی ہو ناکام نہیں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو کیا گیا تھا۔ کتب احادیث میں اس جادو کے اثرات کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں ان کا نچوڑ اور حاصل یہی ہے کہ جسمانی طور پر نقاہت و کمزوری محسوس ہوتی تھی، جادو کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی صحت تک محدود تھا، رسالت کا کوئی پہلو اس سے متاثر نہ تھا۔

marfat.com

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص لبید بن اعصم یہودی اور اس کی لڑکیوں نے زبردست جادو کیا، لیکن اس کا اثر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم پاک اور ظاہری اعضاء پر ہوا، دل اور عقل اور اعتقاد پر اللہ کے فضل سے کوئی اثر نہ ہوا--- چند روز کے بعد حضرت جبرئیل امین آئے اور عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا سامان فلاں کنوئیں میں پتھر کے نیچے داب دیا ہے--- حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کنوئیں پر بھیجا، انہوں نے اس کا پانی نکال کر پتھر اٹھایا، تو اس پتھر کے نیچے کھجور کے گابھے کی تھیلی نکلی، اس تھیلی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف جو کنگھی سے نکلے تھے، اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں اور ایک موم کا پتلا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں، نکلیں، جس کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا گیا--- اس وقت رب العالمین نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں جن میں گیارہ آیتیں ہیں۔ سورۂ فلق میں پانچ آیات اور سورۂ ناس میں چھ آیات ہیں، ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ ان تمام آیتوں کے پڑھنے پر تمام گرہیں کھل گئیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام بالکل تندرست ہو گئے--- (تفسیر خزائن العرفان)

اس سے حسب ذیل مسائل ثابت ہوئے:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی بارگاہ الٰہی میں اس قدر بلند ہے کہ کسی علاج یا حکیم کی ضرورت نہیں بلکہ رب العالمین آپ کی ہر ضرورت کو متکفل ہے، آپ تمام عالم کے طبیب مطلق ہیں۔ آپ کا حکیم کون ہوتا؟ آپ کے سب حاجت مند ہیں اور آپ کو رب تعالیٰ کے سوا کسی کی حاجت نہیں--- صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

(۲) جادو کا اثر انبیائے کرام کے دل اور عقل پر نہیں ہو سکتا۔ ہاں جسم پاک پر ہو جاتا ہے اور یہ شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔ آخر تلوار، زہر، زہریلے جانوروں کا اثر بھی ان کے مبارک جسموں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح غذا، دوا، پانی وغیرہ فائدہ پہنچاتے ہی ہیں

marfat.com

Marfat.com

اسی طرح یہ بھی، جو قدرتی تاثیر ہے اس کا ظاہر ہونا نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عصائے موسوی کے مقابلہ میں جادو نے شکست کھائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں اثر ہو گیا؟ آپ ﷺ تو موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں جادو کا معجزے سے مقابلہ تھا یعنی معجزۂ عصائے موسیٰ غالب رہا، یہاں کسی معجزے سے مقابلہ نہ تھا۔

(۳) اس سے معلوم ہوا کہ بیماریوں اور جادو اور نظر بد وغیرہ کو دفع کرنے کے لیے دعاؤں اور قرآن کی آیتوں کو پڑھ کر دم کرنا درست ہے، اسی طرح تعویذ وغیرہ جائز ہے۔

(شان حبیب الرحمن)

ہاں جن منتروں میں شرکیہ کلمے ہوں یا کسی اور زبان کے منتر ہوں۔ جس کے معنی کی ہم کو خبر نہ ہو، ان سے علاج کرنا حرام ہے--- اسی طرح تعویذ میں قرآنی آیات کا خون سے لکھنا، یا خلافِ ترتیب لکھنا یا کہ تعویذ میں لکھ کر پاؤں یا جوتے میں باندھنا یا اس پر جوتے مارنا حرام ہے۔ اس میں حروف کی توہین ہے۔

جادو سے بچنے کی دُعاء

فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ۔ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔ (یونس: ۸۱، ۸۲)

پھر جب انہوں نے (فرعون کے جادوگروں نے جادو کا سامان) ڈال دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو باطل کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ شریروں اور فسادیوں کے کام کو بننے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے اگرچہ مجرم اسے ناپسند کریں۔

کسی کے لیے جادو کرنا یا کروانا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے کیونکہ یہ ایسا بُرا کام ہے کہ جس کسی کے لیے جادو کیا جاتا ہے اس کو پتا بھی نہیں چلتا۔ اس کو ہر طرف سے جکڑ

marfat.com

Marfat.com

کر رکھ دیا جاتا ہے اور ایسا کرنا سراسر ظلم ہے اور ظلم اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے۔ جادو کرنا کفر ہے کیونکہ جادوگر دنیا و آخرت میں ناکام ہے۔

شریر اور ظالم لوگ جنات اور سفلی طاقتوں کو قابو میں رکھ کر لوگوں کو تنگ کرتے ہیں تو ایسے حالات میں سحر (جادو) سے بچنے کے لیے ان آیات کا پڑھنا جادو کے اثرات ختم کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جھاڑ پھونک، دم و عملیات

اسلام نے شرک کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا --- اس لیے یہ تو گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھونک کی اجازت دے جس میں شرک، یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لیے ایسے تمام منتر، طلسم، نقوش، تعویذات وغیرہ اسلام میں قطعاً حرام اور ممنوع ہیں۔ جن احادیث میں دم کرنے، جھاڑ پھونک کرنے وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے ان جملہ احادیث سے اسی قسم کے شرکیہ اعمال مراد ہیں۔ لیکن ایسا دم اور تعویذ جس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم مبارک، کوئی آیتِ قرآنی یا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ ہو، یا جس نقش میں، یا دم میں شرکیہ بات نہ ہو اس کا کرنا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنے آپ کو دم فرمایا کرتے اور صحابہ کرام پر بھی دم کرتے اور حسنین کریمین کو تو خصوصی دم فرمایا کرتے --- عہد رسالت میں اور اس کے بعد صحابہ کرام کا بھی یہ معمول تھا، اس وقت سے لے کر اب تک پاکانِ امت کا بھی یہ دستور ہے۔

سب سے پہلی دلیل تو قرآن مجید کی دو سورتوں (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کا نزول ہے اور ان کے پڑھنے کی برکت سے جادو کی تاثیر کا ختم ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ ہر شب آرام کرنے سے پہلے آخری تینوں قل پڑھتے، (قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) اپنے مبارک

marfat.com

Marfat.com

ہاتھوں پر دم فرماتے، پھر اپنے سارے جسم پر انہیں پھیر لیتے۔ یہ معمول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ پڑھ کر دم فرمایا کرتے:

اعیذ کما بکلمات اللہ التامہ من کل شیطان وھامہ ومن کل عین لامہ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی نے ایک روز عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مسلمان ہوا ہوں مجھے شدید درد ہوتا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جان لیوا ثابت ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درد کی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھو، پھر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات مرتبہ اعوذ باللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر پڑھا۔

مسند امام احمد اور طحاوی میں طلق بن علی کی روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بچھو نے ڈنک مارا۔ حضور نے مجھے دم فرمایا اور دست مبارک پھیرا۔

صحیح مسلم میں ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ عیادت کے لیے جبرئیل امین حاضر ہوئے۔ پوچھا: جانِ عالم! کیا آپ بیمار ہو گئے؟ فرمایا: ہاں۔ جبرئیل نے یہ پڑھ کر دم کیا:

باسم اللہ ارقیک من کل شیء یوذیک من شر کل نفس او عین حاسد، اللہ یشفیک باسم اللہ ارقیک۔	میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے، اور ہر نفس اور حاسد کی نظر سے اللہ آپ کو شفا دے، میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز اسی وقت نفع پہنچاتی ہے جب اذنِ الٰہی ہو، اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی۔۔۔ اگر دوائیں، جڑی بوٹیاں، گولیاں، شربت، معجون اور ٹیکے اذنِ الٰہی سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے الٰہی،

marfat.com
Marfat.com

آیاتِ قرآنی اور فرموداتِ رسالت، اذنِ الٰہی سے کیوں موثر نہیں ہو سکتے۔۔۔؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند صحابہ کو بھیجا جن میں حضرت ابو سعید خدری بھی تھے۔ ان کا گزر ایک بستی سے ہوا جہاں ایک عرب قبیلہ سکونت پذیر تھا۔ انہوں نے اس قبیلہ سے اپنے لیے کھانے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انہیں کوئی چیز دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے بغیر کچھ کھائے رات بسر کی۔ اسی اثناء میں قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ جب سردار کی تکلیف حد سے زیادہ بڑھی تو وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آئے اور آکر کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے وہ درد سے تلملا رہا ہے، اگر تم لوگوں کے پاس کوئی دوا ہو یا کوئی دم کر سکتا ہو تو وہ آکر اسے دم کرے۔ حضرت ابو سعید نے کہا کہ ہمارے پاس اس کا علاج تو ہے لیکن تم نے بڑی بے مروتی کا سلوک کیا ہے ہمیں کھانا تک نہیں دیا، اس لیے جب تک تم ہمیں کچھ معاوضہ دینا طے نہ کر لو اس وقت تک ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر ہمارے سردار کو آرام آگیا تو ہم تمہیں بکریوں کا ایک ریوڑ دیں گے۔ حضرت ابو سعید گئے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد اپنا لعاب دہن اس پر ملا۔ درد زائل ہو گیا اور ان کا سردار بالکل تندرست ہو گیا۔ قبیلے والوں نے وعدہ کے مطابق ریوڑ جس میں تیس بکریاں تھیں مسلمانوں کو دیا۔۔۔ جب حضرت ابو سعید وہ ریوڑ لے کر مسلمانوں کے پاس واپس آئے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت نہ کر لیں اس وقت تک ہمیں یہ بکریاں استعمال میں نہیں لانی چاہئیں۔

جب مہم سے فارغ ہونے کے بعد یہ حضرات مدینہ طیبہ واپس پہنچے تو سارا قصہ عرض خدمت کیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا: تمہیں یہ کس طرح پتا چلا کہ یہ سورۃ پڑھ کر دم کیا جاتا ہے۔ بکریاں لے لو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

marfat.com

Marfat.com

فال گوئی

عن حفصه قالت قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من اتی عرافا فساله عن شیء لم تقبل له صلاه اربعین لیله۔ (مسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

عن ابی هریره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد بری مما انزل علی محمد۔ (احمد، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور جوتش کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو وہ قرآن اور دینِ اسلام سے الگ ہوگیا۔

فال کھولنا بھی حرام ہے اور فال کھلوانا بھی حرام --- یوں ہی نجومیوں سے غیب کی خبریں پوچھنا بھی حرام ہے، اس پر پیسہ لینا اور دینا بھی حرام ہے --- قرآن کریم سے فال کھولنا بھی حرام ہے بلکہ اس میں احتمالِ کفر ہے، کیونکہ قرآن مجید قانونِ الٰہی ہے، نجومی کی پوتھی نہیں ہے۔ (تفسیر نعیمی، سورۂ مائدہ)

marfat.com
Marfat.com

مسئلہ: کسی اچھی چیز سے اچھی فال لینا بالکل جائز ہے۔ فال لینا اور ہے فال کھولنا یا فال نکالنا کچھ اور۔ جیسے ہم کسی کام کو جا رہے ہیں کسی مقبول بندے سے اچانک ملاقات ہو گئی یا کسی کے منہ سے اچھی بات سنے۔ کوئی اچھے نام والا آدمی سامنے آ گیا ہم کامیابی کے امیدوار ہو گئے۔ یہ بالکل درست ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح حدیبیہ کے موقع پر سہل بن عمر آیا تو فرمایا: سہل آیا ہے' انشاء اللہ کام سہل ہو جائے گا۔ یہ جائز ہے۔

مسئلہ: اسلام میں نیک فال لینا جائز ہے۔ بدفالی بدشگونی لینا حرام ہے۔

بدفالی اور بدشگونی

فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِۦ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُۥٓ۔ (الاعراف: ۱۳۱)

تو جب آتا ان (فرعونیوں) پر خوش حالی کا دور تو کہتے ہیں کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو بدفالی و بدشگونی پکڑتے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے۔

اس آیت میں فرعونیوں کی سخت غفلت و انتہائی سرکشی کا ذکر ہو رہا ہے۔ جب انہیں دنیاوی بھلائی پہنچتی تو وہ کہتے تھے ہم اس کے مستحق ہیں کیونکہ صدیوں سے ہم کو یہ نعمتیں ملتی رہی ہیں کہ یہ نعمتیں ہماری کوششوں کا نتیجہ ہیں' ہم نے محنت کر کے یہ سب کچھ کمائی ہیں۔ غرضیکہ رب تعالیٰ کا شکر نہیں کرتے تھے۔ جب کوئی مصیبت فرعونیوں پر آتی تھی تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی مومنین سے بدشگونی اور بدفالی لیتے تھے کہ جب سے یہ لوگ ہمارے ملک مصر میں ظاہر ہوئے تب سے ہم پر مصیبتیں' بلائیں آنے لگیں' یعنی وہ خود تو تھے منحوس مگر ساتھ اندھے بھی تھے کہ مبارک بندوں کو منحوس کہتے تھے۔ نبی اور ان کے صحابہ بڑی برکتوں والے ہوتے ہیں' جہاں ان کے قدم پڑ جاویں وہ جگہ برکت والی ہو جاتی ہے۔ کفر نحوست ہے' ایمان و

marfat.com
Marfat.com

اسلام مبارک نعمت --- نیک بندوں کی برکتوں سے مصیبتیں دفع ہو جاتی ہیں۔

بدفالی اور بد شگونی کو عربی میں تطیر کہتے ہیں۔ "طیر" بہ معنی پرندہ، چڑیاں --- "تطیر" کے معنی ہیں پرندے اڑانا۔ اہلِ عرب چڑیوں، پرندوں سے نیک و بدفالی لیتے تھے۔ جب کسی کام کو چلتے تو راہ میں جو چڑیا یا کبوتر، کوا ملتا اسے اشارے سے اُڑاتے، اگر دائیں طرف اُڑ جاتا تو اسے نیک فال سمجھتے، اگر بائیں طرف اُڑتا تو اسے منحوس سمجھتے، گھر لوٹ آتے، کام کو نہ جاتے --- مشرک قوموں میں فال گیری کی رسم بہت قدیم سے ہے، ان کے اوہام پرست مزاج ہر چیز سے اثر قبول کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لا طیرہ ولا ھامہ۔ اسلام میں پرندے اُڑانا، بدفالی لینا کچھ بھی نہیں، محض وہم ہے۔

اسلام نے جہاں اور مشرکانہ رسموں کی ممانعت کی وہاں اس نے تطیر (بدفالی، بدشگونی) کا خاتمہ کر دیا۔ چنانچہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من رجعت الطیرہ علی حاجتہ فقد اشرک۔	جو کسی چیز سے بدفالی پکڑ کر اپنے مقصد سے لوٹ آیا اُس نے شرک کیا۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ایسا شخص کیا کفارہ دے تاکہ اس کی توبہ قبول ہو؟ فرمایا یہ کہے:

اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الہ غیرک ثم یمضی لحاجتہ۔ (قرطبی)	اے اللہ! تیری فال کے بغیر اور کوئی فال نہیں۔ تیری بھلائی کے بغیر اور کوئی بھلائی نہیں اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

یہ الفاظ کہہ کر اپنے کام کو چلا جائے تو اس کی توبہ قبول ہو گی۔

دنیاوی راحت و آرام کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھنا طریقہ کفار ہے۔ انسان کو چاہیے کہ راحت و آرام کو رب کا فضل سمجھے --- تکالیف و مصیبتوں کو اپنے گناہوں کا نتیجہ جانے۔

marfat.com
Marfat.com

کاہن یا نجومی کی بات کو سچا ماننا کفر ہے

حدیث پاک میں فرمایا: کاہن یا نجومی جو غیب جاننے کا دعویٰ کرے اس کی بات کو سچا ماننا کفر ہے، کیونکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام کو عطا فرماتا ہے، کاہن یا نجومی کو نہیں --- جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ جن میں اس کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

منت (نذر) کا بیان

اگر کسی مسلمان نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا کام پورا فرما دیا، یا بیمار کو شفا عطا فرما دی (جسے نذر فقہی، نذر شرعی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے یعنی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں) تو میں اتنے --- روزے رکھوں گا، یا اتنی --- خیرات کروں گا تو جب شرط پائی جائے اُسے پورا کرنا واجب ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ۔ (الدھر: ۷) نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی منت پوری کرتے ہیں۔

حج، عمرہ، نماز، روزہ، خیرات، اعتکاف جس کی بھی منت مانی اس کو پورا کرنا ضروری ہے، اس صورت میں کفارہ وغیرہ سے کام نہیں لیا جا سکتا۔

اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے یہ نذر شرعی نہیں، نذر لغوی ہے جس کا معنی ہے "نذرانہ" --- جیسے کہ میں اپنے استاد سے کہوں کہ یہ آپ کی نذر ہے، یہ بالکل جائز ہے۔ اور فقہاء اس کو حرام کہتے ہیں جو کہ اولیاء کے نام کی نذر شرعی مانی جائے --- اسی لیے فرماتے ہیں: تقربا الیھم۔ نذر شرعی عبادت ہے، وہ غیر اللہ کے لیے ماننا یقیناً کفر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یا حضور غوث پاک! آپ دُعا کریں اگر میرا مریض اچھا ہو گیا تو میں آپ کے نام کی دیگ پکاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہو تا کہ آپ میرے خدا

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ اس بیمار کے اچھے ہونے پر میں آپ کی یہ عبادت کروں گا بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں کھانا پکوا کر صدقہ کروں گا اللہ تعالیٰ کے لیے --- اس پر جو ثواب ملے گا آپ کو بخشوں گا۔ جیسے کوئی شخص کسی ڈاکٹر سے کہے کہ اگر بیمار اچھا ہو گیا تو پچاس روپیہ آپ کی نذر کروں گا۔ اس میں کیا گناہ ہے --- بچہ قرآن مجید پڑھ لے تو مولوی صاحب کو کپڑے نذر کروں گا۔ امتحان میں بچہ کامیابی حاصل کرے تو ماسٹر کو خوشی سے ایک ماہ کی اضافہ تنخواہ نذر کروں، یہ سب کہنا اور کرنا یقیناً جائز ہے --- اسی کو شامی نے کتاب الصوم بحث نذر اموات میں اس طرح بیان فرمایا:

بان تکون صیغه النذر لله تعالی للتقرب الیه ویکون ذکر الشیخ مرادا به فقراءه۔

صیغہ نذر کا اللہ کی عبادت کے لیے ہو، اور شیخ کی قبر پر رہنے والے فقراء اس کا مصرف ہوں۔

یہ محض جائز ہے تو یوں سمجھو کہ یہ صدقہ اللہ کے لیے ہے اس کے ثواب کا ہدیہ روح شیخ کے لیے --- اس صدقہ کا مصرف مزار بزرگ کے خدام فقراء ---

حضرت مریم کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ اپنے پیٹ کا بچہ خدایا تیرے لیے نذر کرتی ہوں جو کہ بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف ہو گا۔ نذر اللہ کی اور مصرف بیت المقدس --- انی نذرت لک ما فی بطنی محررا --- غیر اللہ کی قسم کھانا شرعاً منع ہے اور خود قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کی قسمیں ارشاد فرمائی ہیں۔ والتین والزیتون وطور سینین وغیرہ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افلح وابیہ۔

اس کے باپ کی قسم وہ کامیاب ہو گیا۔

مطلب یہ ہی ہے کہ شرعی قسم جس پر احکام قسم کفارہ وغیرہ جاری ہو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہ کھائی جاوے۔ مگر لغوی قسم جو محض تاکید کلام کے لیے ہو وہ جائز ہے --- یہ ہی نذر کا حال ہے --- ایک شخص نے نذر مانی تھی کہ میں بیت المقدس میں چراغ کے لیے تیل بھیجوں گا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس نذر کو پورا کرو --- مشکوۃ باب النذور میں ہے کہ کسی نے نذر مانی تھی کہ میں بوانہ مقام پر اونٹ

marfat.com

Marfat.com

ذبح کروں گا۔ تو فرمایا گیا کہ اگر وہاں کوئی بت وغیرہ نہ تھا تو نذر پوری کرو۔۔۔ کسی نے نذر مانی تھی کہ بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا تو فرمایا کہ مسجد حرام میں نماز پڑھ لو۔۔۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کی نذر میں کسی جگہ یا کسی خاص جماعت فقراء کی قید لگا دینا جائز ہے۔

مشکوٰۃ باب مناقب عمر میں ہے کہ بعض بیویوں نے نذر مانی تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنگ احد سے بخیریت واپس آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ یہ نذر بھی عرفی تھی نہ کہ شرعی۔ یعنی حضور کی خدمت میں خوشی کا نذرانہ۔۔۔ غرض کہ لفظ نذر کے دو معنی ہیں: لغوی اور شرعی۔۔۔ لغوی معنی سے نذر بزرگان دین کے لیے جائز ہے یعنی نذرانہ۔۔۔ جیسے طواف کے دو معنی ہیں: لغوی بہ معنی آس پاس گھومنا اور شرعی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ پرانے گھر کا طواف کریں۔

(الحج: ۲۹)

یہاں طواف شرعی معنی میں ہے اور فرماتا ہے: یطوفون بینها وبین حمیم ان۔ یہاں طواف بہ معنی لغوی ہے۔ آنا جانا، گھومنا۔۔۔

ناجائز منت (نذر)

علم و تعزیہ بنانے کی منت مانی، بعض عورتیں لڑکے کے کان چھدوانے یا چوٹیاں رکھنے یا سونے، چاندی یا پیتل کا کسی بزرگ کے نام پر کڑا پہنانے کی منت مانتی ہیں۔ ایسی منت ناجائز ہے اور اس کا پورا کرنا لازم نہیں۔۔۔

کیونکہ یہ فضول اور لغو کام ہے اور اس قسم کی منت ایصالِ ثواب کے حکم میں بھی نہیں ہے۔ بزرگانِ دین کی جو منت مانی جاتی ہے (وہ نذر فقہی نہیں ہے) اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ بندہ یہ کہے کہ اگر اللہ کے فضل سے میرا کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی رُوح کو ایصالِ ثواب کروں گا، یا کسی بزرگ کے مزار پر یہ عرض کرنا کہ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میرا یہ کام پورا فرما دے تو میں آپ کی رُوح کو ایصالِ ثواب کے لیے

marfat.com
Marfat.com

کھانا پکا کر یا جو بھی میسر ہو گا غریبوں، یتیموں یا عام مسلمانوں میں تقسیم کروں گا، یہ جائز ہے کیونکہ یہ ایصالِ ثواب کے ضمن میں آتی ہے، اسے پورا کرنا اخلاقی فرض تو ہے لیکن فرض و واجب نہیں۔ اور ایصالِ ثواب کے طور پر جو چیز تقسیم کی جائے وہ صدقہ واجبہ نہیں ہے، صدقہ نافلہ ہے جو امیر و غریب سب کو کھلایا یا دیا جا سکتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

Email: info@faridbookstall.com
Web Site: www.faridbookstall.com